قانون مفرد اعضاء کے تحت اناٹومی پر بالا عضاء تحقیق

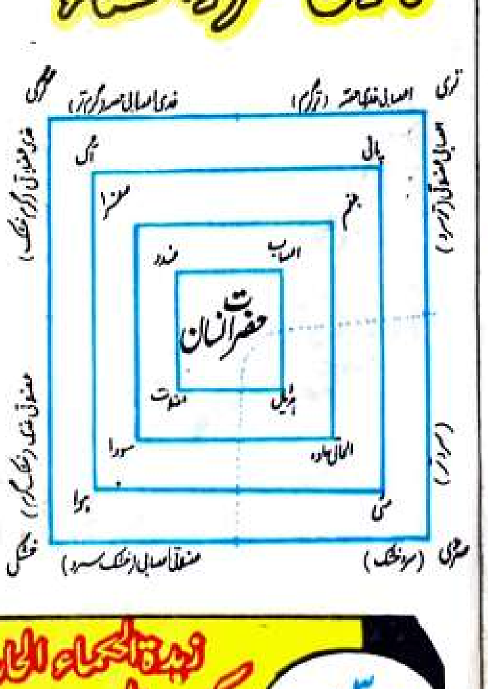
حصہ دوم

تحقیقات

تشریح اعضائے انسان



اناٹومی و فزیالوجی
آف
قانون مفرد اعضاء



مصنف
زبدۃ الحکماء الحاج
حکیم محمد یٰسین دنیاپوری

یٰسین طبی کتب خانہ ریلوے روڈ دنیاپور

یوتی الحکمتہ من یشاؤ و من یوتی الحکمتہ فقد اوتی خیرًا کثیرًا

ادارہ یٰسین طبّی کتب خانہ کی طرف سے علم و فن طب اور قانون مفرد اعضاء کی

نشر و اشاعت کے لئے ایک اہم پیش کش

تحقیقات

تشریح اعضائے انسان

اس کتاب میں قانون مفرد اعضاء کے تحت انسانی جسم میں پائے جانے والے ان تمام اعضاء کی تشریح و توضیح کی گئی ہے جن کا تعلق جگر و غدد سے ہے اس سے پہلے قلب و عضلات سے متعلقہ اعضاء کی تشریح پر پہلا حصہ پیش کر چکا ہوں انشاء اللہ دماغ و اعصاب سے تعلق رکھنے والے اعضاء کی تشریح پر حصہ سوم بہت جلد شائع کر دیا جائے گا۔

حصہ دوم (غدی اعضاء)

مصنفہ و مرتبہ

زبدۃ الحکماء الحاج حکیم محمد یٰسین دنیاپوری

شاگرد رشید حکیم انقلاب المعالج صابر ملتانیؒ

ترتیب و پیش کش

حکیم محمد الیاس و حکیم محمد عارف دنیاپور

یٰسین دواخانہ و طبّی کتب خانہ ریلوے روڈ دنیاپور ضلع لودھراں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معنون

میں اپنی اس علمی وفنی تحقیقات کو جو احیائے طب، اصلاح و تجدید اور ارتقائے قانون مفرد اعضاء کے لئے کی گئی ہے اپنے عزیز دوست جناب حکیم وڈاکٹر محمد اشرف مرزا صاحب پرنسپل فضل طبیہ کالج کھاریاں ساکن برنالی تحصیل کھاریاں ضلع گجرات کے نام نامی واسم گرامی پر معنون کرتا ہوں۔

آپ قانون مفرد اعضاء میں خاص مہارت رکھتے ہیں طبّی مسائل کے سلسلے میں ماہانہ وسالانہ پروگراموں میں باقاعدہ میرے پاس لاہور تشریف لاتے ہیں آپ کے مضامین ماہنامہ قانون مفرد اعضاء میں اکثر شائع ہوتے رہتے ہیں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ انہیں اپنے مقصد میں کامیاب فرمائے اور زیادہ سے زیادہ خدمت خلق کرنے کی توفیق دے۔ آمین

خادم فن

الحاج حکیم محمد یٰسین دنیاپوری

حب نرینہ

جن گھروں میں لڑکیاں ہی لڑکیاں پیدا ہوتی ہیں پورا خاندان لڑکے کا منہ دیکھنے کو ترس جاتے ہیں ان کے لئے پیغام خوشی ہے کہ وہ ہماری تیار کردہ لطیف ترین دوا حب نرینہ استعمال کریں انشاء اللہ چاند سا لڑکا پیدا ہوگا اور خصوصیت میں زیادہ خوبصورت اور ہوشیار ہوگا۔

مقدار خوراک ایک ایک گولی دن میں تین بار ہمراہ دودھ گائے جس نے زچہ جنا ہو اگر دودھ نہ ملے تو مجبوری کی صورت میں لونگ دار چینی کے قہوہ (لونگ ۳ عدد دار چینی ایک ماشہ پانی ایک کپ) سے دیں صبح دوا کھانے سے پہلے دو رکعت نفل ادا کر کے اپنے مقصد کیلئے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں پھر دوائی کھائیں

موقع استعمال حمل کے تیسرے مہینہ کے پہلے ہفتہ میں یعنی حمل قائم ہونے کے 60 دن بعد دوا شروع کریں اور پندرہ دن باقاعدہ کے ساتھ دوا کھائیں اور غذائی پرہیز پورا تیسرا مہینہ جاری رکھیں۔ اگر یقینی کامیابی چاہتے ہیں تو حمل کا پتہ لگتے ہی غذائی علاج شروع کر دیں اور تیسرے مہینہ کے شروع میں حب نرینہ استعمال کریں

قیمت فی کورس 500 روپے علاوہ محصول ڈاک۔

ملنے کا پتہ

یسین دواخانہ و طبی کتب خانہ علم دین سنٹر بالمقابل کربلا گامے شاہ لاہور

فون دنیا پور مطب 06518-304773 لاہور مطب 042 7358721.

فون لاہور 042-7913704 موبائل 03334229479

میرا مطب

از حکیم محمد یسین و حکیم محمد شریف

قارئین میرا مطب کا نیا ترمیم و اضافہ شدہ ایڈیشن شائع ہو گیا ہے اس کتاب میں یسین دواخانہ میں جن لاعلاج اور پیچیدہ امراض میں مبتلا مریضوں کا کامیاب علاج کیا گیا ان کی مکمل تشخیص مرض تحریک دوائی اور غذائی علاج کے ساتھ ساتھ نسخہ جات بھی پیش کیے گئے ہیں۔ ان صفات کی بدولت یہ کتاب ایک قابل ترین استاد کا درجہ رکھتی ہے۔

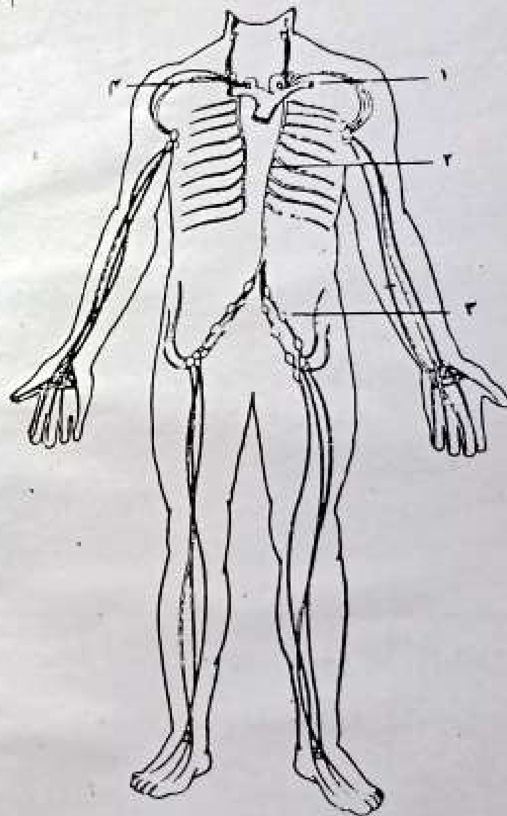
کتاب خریدتے وقت یاد رکھیں

کہ حکیم محمد یسین دنیا پوری کی میرا مطب اور دوسری تمام کتب خریدتے وقت یہ اطمینان ضرور کر لیں کہ یہ کتاب واقعی ادارہ یسین طبی کتب خانہ دنیا پور کی شائع کردہ ہے ورنہ خریدار اس کا خود ذمہ دار ہوگا اور کسی دوسرے ادارے کی شائع کردہ نامکمل کتاب واپس یا تبدیل نہیں کی جائے گی۔ البتہ بذریعہ ڈاک بھیجی جانے والی کتاب خریدار کی عدم موجودگی کی وجہ سے ادارہ واپس کرنے کا ذمہ دار ہوگا

تعارف اطباء (طبی ڈائریکٹری)

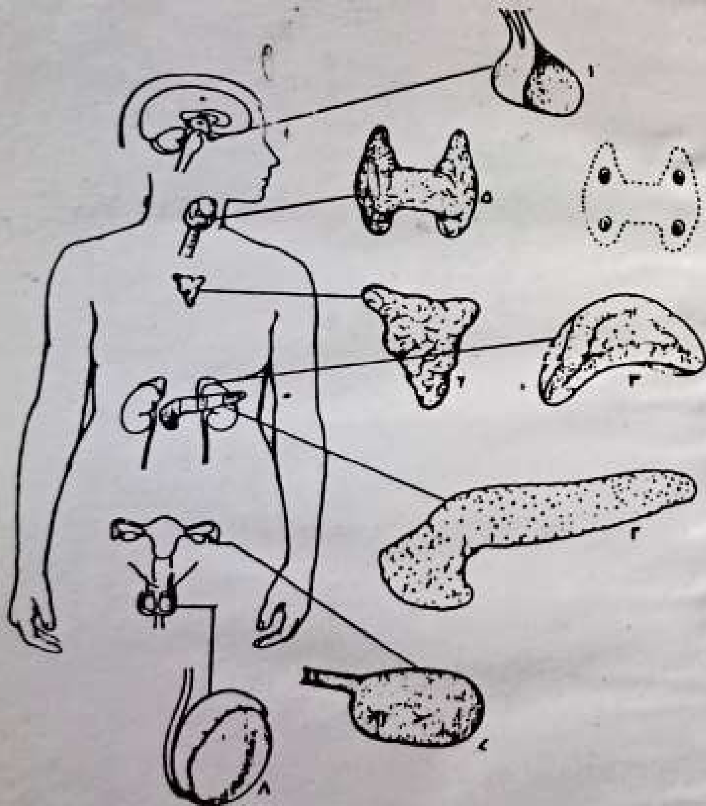
معالجین قانون مفرد اعضاء

اس کتاب میں قانون مفرد اعضاء کے معالجین کے مکمل حالات زندگی ان کے ایڈریس اور ان کے آزمودہ مجربات مع ترکیب تیاری و استعمال دیے گئے ہیں اس کتاب کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ آپ کسی بھی مصنف کی مجربات کی کتاب پڑھتے ہیں تو صرف ایک معالج کے تحقیق و تجربہ سے مستفید ہوتے ہیں مگر اس کتاب کے مطالعہ سے آپ 175 سے زائد حکماء کے تجربات سے مستفید ہو سکیں گے اپنی نوعیت کی واحد طبی ڈائریکٹری ہے جسے قانون مفرد اعضاء کے تحت مترتب کیا گیا ہے نئے طالب علموں کے لئے بیسویں صدی کا انمول تحفہ ہے



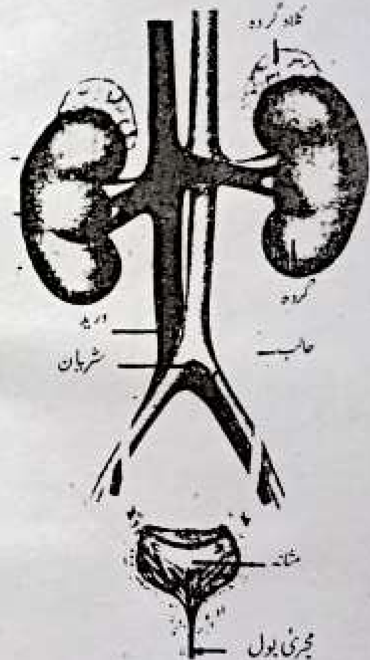
بڑی لنفاوی عروق

(۱) ورید تحت الترقوہ (۲) مجریٰ صدری (۳) لنفاوی گرہیں (۴) داہنی لنفاوی نالی

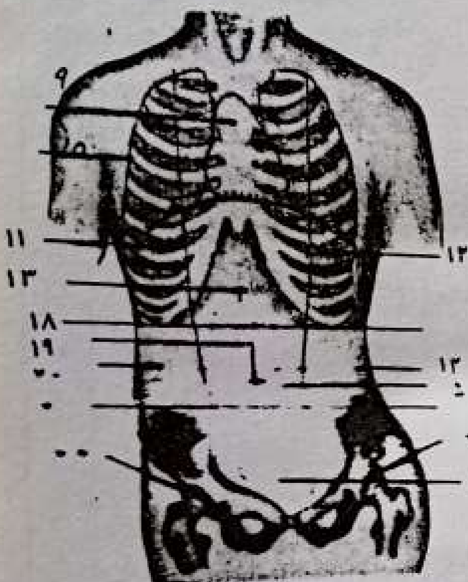


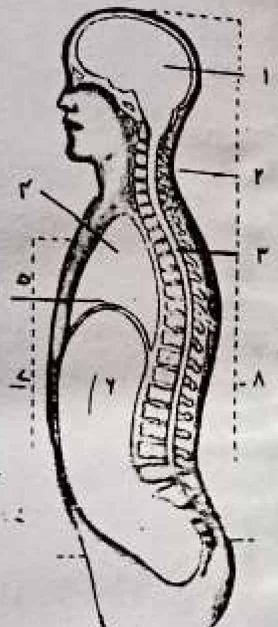
دروں افرازی غدود

(۱) نخامیہ (۲) درقیہ کی پشت پر نزد درقی (۳) کلاہ گردہ (۴) بنقراس کا ہارمونی رقبہ (۵) درقیہ (۶) تیموسیہ (۷) مبیض (۸) خصیتین



نظام بول





جسم کے تشریحی حصے

(۱) جمجمی جوف (۲) عنقی کہفہ (۳) قنات فقری (۴) صدری جوف (۵) حجاب حاجز (۶) حشی علی جوف (۷) جوف مقدم (۸) ظہری جوف (۹) گرد قلبی جوف (۱۰) جوف صدری (۱۱) داہنا تحت غضروف (۱۲) بایاں تحت غضروف (۱۳) بر معدی رقبہ (۱۴) بایاں صلب (۱۵) رقبہ حشی (۱۶) بایاں حرقفی یا اربی رقبہ (۱۷) زیر معدی (۱۸) ورائے بولی رقبہ (۱۹) سرۃ (۲۰) دایاں صلب (۲۱) بین الحرقفی سطح (۲۲) دایاں حرقفی یا اربی رقبہ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے مجھے تشریح اعضائے انسان کے پہلے عضلاتی حصہ کے بعد تشریح اعضائے انسان حصہ دوم غدی اعضاء کی تشریح لکھنے کی توفیق دی۔

اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے دو سال کے قلیل عرصہ میں ہی میں نے اسے مکمل کر دیا تشریح اعضائے انسان کے پہلے حصہ میں، میں نے انسانی ڈھانچہ جو ہڈیوں پر مشتمل ہے کی مختصر مگر جامع تشریح کے ساتھ ساتھ ہڈیوں کی ماہیت حقیقت پر مفصل روشنی ڈالی ہے۔

انسانی ڈھانچہ کی تشریح کے بعد بدن انسان کے دوسرے بڑے حصہ قلب و عضلات کی حقیقت ماہیت اور ضرورت پر قانون مفرد اعضاء کے تحت تشریح کر دی گئی ہے جسم انسان کے ہڈیوں کے ڈھانچہ کا کام تمام بدن کے اعصاب غدد اور عضلات کا وزن اٹھانا ہے اسی لئے انھیں بوجھ اٹھانے والے اعضاء بتایا گیا ہے۔

یعنی اگر زمین نے پانی ہوا اور آگ کو اپنے اوپر اٹھا رکھا ہے اور وہ آزادانہ ضرورت کے مطابق ادھر ادھر اوپر نیچے اپنے افعال انجام دیتے رہتے ہیں

بالکل اسی طرح ہڈیاں ،اعصاب غدد اور عضلات کے لئے زمین (سواری) کا کام دیتی ہیں اور ان پر رہتے ہوئے (اعصاب غدد اور عضلات) آزادانہ احساس۔ تحلیل اور حرکت کے افعال انجام دیتے ہیں۔

ہڈیوں کی تشریح کے بعد عضلات کو حرکتی اعضاء ثابت کرکے ان کے افعال واثرات اور خواص وفوائد بتائے گئے ہیں۔

اس کے بعد

تشریح اعضائے انسان کے غدی حصہ میں جو آپ کے ہاتھوں کو بوسہ دے رہا ہے میں نے ان تمام غدی اعضاء کی تشریح وتوضیح کردی ہے جن کا تعلق جگر وغدد سے ہے ان سب اعضاء کی مختصر تشریح کے بعد ان کے افعال و اثرات اور خواص وفوائد تحریر کردئے ہیں۔ اور ان سب کو تحلیل و محلل اور گرم خشک سے گرم تر اعضاء ثابت کیا ہے۔

قارئین میں اس سے پہلے خواص المفردات المعروف خواص الاشیاء کی تین قسم کی کتب شائع کی ہیں جو حصہ اول عضلاتی ادویہ کی تشریح پر مشتمل ہے حصہ دوم غدی ادویہ کی تشریح پر مشتمل ہے اور حصہ سوم اعصابی ادویہ کی تشریح پر مشتمل ہے ان ادویہ کو حیاتی اعضاء کی مناسبت سے محرک دماغ ادویہ محرک جگر ادویہ اور محرک اعصاب ادویہ کے تحت تقسیم کرکے الگ الگ حصوں

میں شائع کیا ہے جسے تمام قارئین نے بے حد پسند کیا ہے۔

بالکل اسی طرح

میں نے جسم انسان کے تمام مفرد اعضاء کو تین حصوں

(۱) اعصابی اعضاء (دماغ سے متعلقہ اعضاء)

(۲) غدی اعضاء (جگر سے متعلقہ اعضاء)

(۳) اعصابی اعضاء (دماغ سے متعلقہ اعضاء) میں تقسیم کردیا ہے۔

ان میں حصہ اول (عضلاتی اعضاء) تو عرصہ دو سال سے شائع ہو چکا ہے حصہ دوم اب آپ کے ہاتھوں میں ہے انشاء اللہ تیسرا حصہ دماغ سے متعلقہ اعضاء کی تشریح پر بہت جلد شائع کردیا جائے۔

اس تقسیم کا یہ فائدہ ہے کہ اس طرح ہمیں انسانی جسم میں مخصوص نظامات، احساس، حرکت اور تحلیل کے اعضاء مل جاتے ہیں جن کے مزاج ہمیں خود مقرر نہیں کرنے پڑتے اس طرح ہم انہیں حسب منشاء تیز یا سست کر کے اپنی مرضی کے افعال واثرات پیدا کرکے امراض کا یقینی وبے خطاء علاج کر سکتے ہیں۔

طبی اور سائنسی دنیا نے آج تک حواس خمسہ اندرونی اور بیرونی تسلیم کرکے ان کی تشریح وتوضیح کی ہے۔

لیکن

قانون مفرد اعضاء ان میں چھٹی حس کا وجود تسلیم اور ثابت کرتا ہے۔

جو ہر انسان میں ہر وقت موجود ہوتی ہے اور وہ ہر وقت اس سے فائدہ اٹھاتا ہے۔

یادداشت

قارئین طبی محققین اس سے پہلے بھی چھٹی حس تسلیم کرتے تھے لیکن چھٹی حس کا وجود ہر انسان کی بجائے کسی کسی انسان میں تسلیم کرتے تھے ان کے متعلق کہا جاتا تھا کہ اس کی چھٹی حس بیدار ہو گئی ہے۔

قارئین ذہن نشین کرلیں کہ

ہمیں کسی ایسی حس کی ضرورت نہیں ہے جو کبھی تو انسان کے اندر بیدار ہو جائے اور کبھی تمام عمر دبی رہے۔

یاد رکھیں کہ حواس ہر انسان کے لئے پہرے دار ہیں جو ہر وقت چوکس رہتے ہیں ۔ چھٹی حس بھی ہر وقت ہر انسان میں موجود رہتی ہے اور پہرہ دیتی ہے اور کبھی غافل نہیں ہوتی قانون مفرد اعضاء نے چھٹی حس وزن اور دباؤ معلوم کرنے والی حس تشخیص کی ہے اور اسے عضلاتی حس بتایا ہے۔

تشریح اعضائے انسان کے اس حصہ میں . آنکھ کی تشریح کے دوران آنکھ کا حواس ستہ سے تعلق بیان کرتے وقت حواس ستہ بھی ثابت کئے

ہیں۔

کتاب شائع کرنے سے پہلے متعدد اطباء سے اصلاحی مشورے کئے گئے لیکن انسان خطا کا پتلا ہے بہت سی غلطیاں پھر بھی رہ سکتی ہیں۔

قارئین سے التماس ہے کہ جہاں غلطی پائیں تو مجھے آگاہ کر دیں تاکہ آئندہ اشاعت میں درست کر دیا جائے آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ میری اس محنت کو حاملین قانون مفرد اعضاء کے لئے مشعل راہ بنادے ۔

آمین ثم آمین

خادم فن

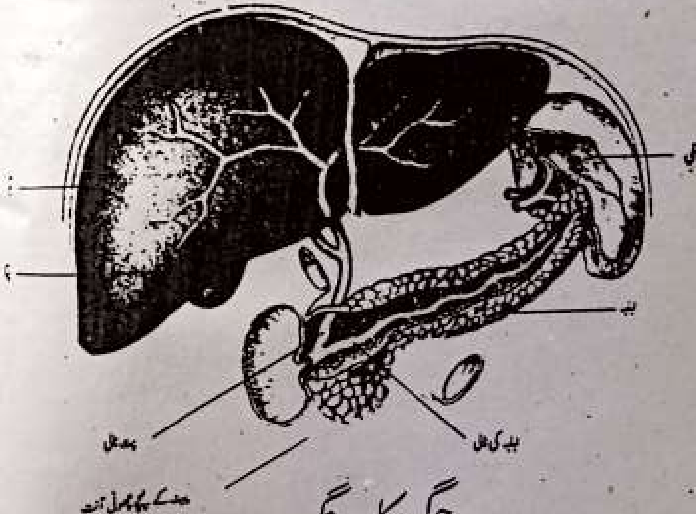
زبدۃ الحکماء حکیم محمد یٰسین دنیاپوری

جولائی 2000

تشریح اعضائے انسان حصہ دوم

جگر

بدن انسان کا دوسرا حیاتی عضو جگر ہے بدن انسان کے اندر کی تمام گلٹیوں سے بڑی گلٹی یا غدہ ہے ڈاکٹری میں اسے لیور اور عربی میں اسے کبد کہتے ہیں قارئین جگر کے متعلق یہ جان کر آپ حیران ہونگے کہ جنون کا جگر بچوں کے جگر سے بڑا ہوتا ہے اور بچوں کا جگر جوانوں کے جگر سے بڑا ہوتا ہے



جگر کا رنگ

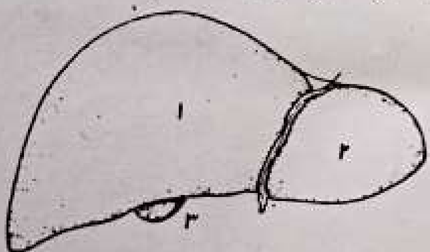
جگر کی رنگت سرخی مائل بھوری ہوتی ہے

بدن انسان میں جگر کا مقام

جگر کا زیادہ حصہ دائیں جانب پسلیوں کے نیچے اور معدہ کے اوپر ہوتا ہے اس کے برعکس بائیں جانب کی پسلیوں کے نیچے جگر کا بایاں حصہ ہوتا ہے یہ بھی ذہن نشین کر لیں کہ جگر کا دائیں حصہ یا لوتھڑا بڑا اور بایاں حصہ یا لوتھڑا حجم میں چھوٹا ہوتا ہے

جگر کا وزن

جب انسان جوان اور صحت مند ہوتا ہے تو اس کا وزن کل وزن کا چالیسواں حصہ ہوتا ہے یعنی اگر ایک صحت مند جوان کا کل وزن ۴۰ کلو ہے تو اس کا جگر ایک کلو وزن کا ہوگا عام طور پر ۳'۴ پونڈ (ڈیڑھ کلو ہوتا ہے



جگر

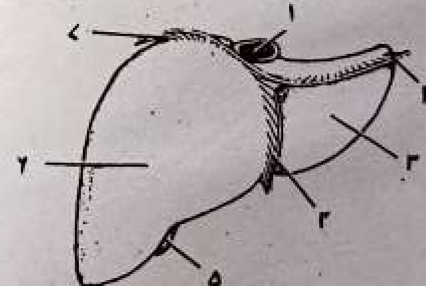
(۱) داہنا لوتھڑا (۲) بایاں لوتھڑا (۳) مرارہ (۴)

جگر کا حجم

جگر کا طول دس سے بارہ انچ اور عرض ۶ سے ۷ انچ ہوتا ہے

جگر کی سطح

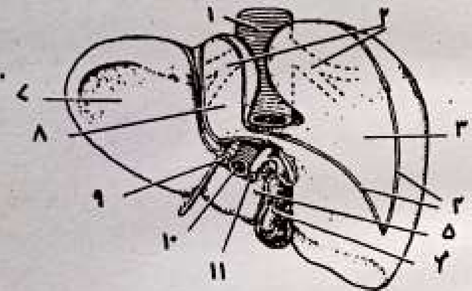
جگر کی بالائی سطح محدب اور زیریں سطح مقعر ہوتی ہے جگر کی زیریں سطح پر ایک لمبی درز پائی جاتی ہے جو جگر کو دو حصوں میں تقسیم کرتی ہے جن میں دائیاں حصہ بڑا اور بائیاں حصہ چھوٹا ہوتا ہے



جگر کی اگلی سطح اور رباطات

(۱) اجوف نازل (۲) بایاں رباط مثلث (۳) جگر کا بایاں لوتھڑا (۴) درانتی نما رباط (۵) مرارہ (۶) جگر کا داہنا لوتھڑا (۷) داہنا رباط مثلث

جگر کی بالائی سطح محدب اور زیریں سطح مقعر ہوتی ہے جگر کی زیریں سطح پر ایک لمبی درز پائی جاتی ہے جو جگر کو دو حصوں میں تقسیم کرتی ہے جن میں دائیاں حصہ بڑا اور بائیاں حصہ چھوٹا ہوتا ہے



جگر کی پچھلی اور نچلی سطح

(۱) اجوف نازل (۲) جگر کی ورید (۳) جگر کا داہنا لوتھڑا (۴) سناق کا کٹا ہوا حصہ (۵) مربع نما لوتھڑا (۶) مرارہ (۷) جگر کا بایاں لوتھڑا (۸) دم نما لوتھڑا (۹) شریان کبدی (۱۰) ورید کبدی (۱۱) مجری صفراوی مشترک

جگر کی جڑ

یاد رکھیں کہ جگر کا اگلا کنارہ پتلا اور آزاد ہوتا ہے اسکے برعکس جگر کا پچھلا کنارہ دبیز اور گول ہوتا ہے جو دیافرغما سے بزریعہ تاج نما بند (رباط) کلیلی کارونری لگے مینٹ کے ذریعے چپاں ہوتا ہے یہی وہ جگہ ہے جہاں شریان اعظم اور ورید آجوف کرلتی ہے

جگر کا شگاف

جگر کے پانچ شگاف ہوتے ہیں یہی شگاف اسے پانچ چھوٹے بڑے لوتھڑوں میں تقسیم کرتے ہیں جگر کی یہ تقسیم عضلاتی پردے کے ذریعے ہوتی ہے جو اندر تک جاتا ہے

جگر کا پہلا شگاف

یہ جگر کا گہرا اور لمبا شگاف ہے یہ جگر کے اگلے کنارے سے شروع ہو کر اس کے پچھلے دبیز کنارے تک پہنچ کر جگر کو دائیں بائیں دو بڑے لوتھڑوں میں تقسیم کر دیتا ہے اسے جگر کا پل (قنطرہ الکبد) ڈاکٹری میں پانیز ہیپے ٹس کہتے ہیں

جگر کا دوسرا شگاف

اسے عرف عام میں مجریٰ وریدی عربی میں فرجہ مجریٰ ورید اور ڈاکٹری میں (فشر آف دی ڈکٹس وینوسس) کہتے ہیں

قارئین ذہن نشین کر لیں حقیقت میں یہ پہلے شگاف کا چھوٹا اور طولانی حصہ ہے اسے فرجہ باب الکبد بھی کہتے ہیں

جگر کا تیسرا شگاف

یہ جگر کا تیسرا آڑا شگاف ہے یہ ایک انچ گہرا اور دو انچ لمبا ہے اس میں شریان جگر اور ورید باب الجگر (باب الکبد) اور جگر کی نالی واقع ہے

جگر کا چوتھا شگاف

اسے فرجہ مرارہ بھی کہتے ہیں کیونکہ اس میں مرارہ یعنی پتہ کا منہ کھلتا ہے ڈاکٹری میں اسے فشر آف دی گال بلیڈر کہتے ہیں

جگر کا پانچواں شگاف

اسے شگاف اجوف عربی میں فرجہ اجوف اور ڈاکٹری میں فشر آف دی وینا کیوا کہتے ہیں یہ ایک چھوٹا اور گہرا شگاف ہے اس میں اجوف صاعد جسے ڈاکٹری میں سپر وینا کیوا بھی کہتے ہیں پایا جاتا ہے

جگر کے لوتھڑے

جگر کے لوتھڑے بھی پانچ ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے

جگر کا دایاں لوتھڑا

اسے عربی میں زائدہ یمنی اور ڈاکٹری میں رائٹ لوب کہتے ہیں یہ جگر کے تمام لوتھڑوں سے بڑا ہے بائیں لوتھڑے سے تو تقریباً پانچ گنا بڑا ہے

بایاں لوتھڑا

اسے عربی میں زائدہ یسریٰ اور ڈاکٹری میں لیفٹ لوب کہتے ہیں یہ دائیں لوتھڑے سے چھوٹا ہوتا ہے اس کی بالائی سطح محدب اور زیریں سطح مقعر ہوتی ہے اس کے نیچے معدہ واقع ہے

چورس لوتھڑا

اسے عربی میں زائدہ مربعہ اور ڈاکٹری میں لوبس کو آرڈی نس کہتے ہیں یہ مربعہ یعنی چوکور نما شکل کا ہوتا ہے اس کے دائیں طرف شگاف اجوف اور بائیں طرف پتہ کا شگاف ہوتا ہے

مثلث یا تکون نما لوتھڑا

اسے عربی میں زائدہ مثلثہ کہتے ہیں یہ مثلث نما چھوٹا سا لوتھڑا ہے جس کے سامنے جگر کا آڑا شگاف دائیں جانب اجوف صاعد اور بائیں جانب مجرئی ورید ہوتا ہے

دمچی لوتھڑا

حقیقت میں یہ مثلث لوتھڑے کا بڑھاو ہے اسے ڈاکٹری میں لوبس کارڈیٹس کہتے ہیں

عروق جگر

جس طرح جگر کے شگاف اور لوتھڑے پانچ پانچ ہیں اسی طرح جگر کی عروق بھی پانچ ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے

(۱) ورید جگر

اسے ورید باب الکبد بھی کہتے ہیں جس کا ڈاکٹری نام پورٹل وین ہے اس ورید کی بناوٹ میں ورید معوی ورید اسفل ورید طحالی اور ورید بانقراسی شامل ہیں یہ

ورید جگر کے قریب آکر دائیں بائیں دو حصوں یا شاخوں میں بٹ کر جگر کے دائیں بائیں لوتھڑوں میں داخل ہو جاتی ہے

معدہ امعاء سے جو غذائی جوس علیحدہ ہوتا ہے وہ انہی شاخوں کے ذریعے جگر میں پہنچتا ہے معدہ امعاء سے آئے ہوئے جوس سے صفراء جگر کے اندر علیحدہ ہوتا ہے جو حقیقت میں فاضل مادہ ہوتا ہے جو خارج ہونے کے لئے پتہ میں جمع ہوتا رہتا ہے جب پتہ صفراء سے بھر جاتا ہے تو معدہ و انتڑیوں میں گرتا ہے تاکہ باہر سے آئے ہوتے غذائی مواد ہضم و تحلیل ہو سکیں

(۲) شریان جگر

اسے شریان جگر یا ہیپاٹک آرٹری کہتے ہیں یہ بھی دو شاخوں میں بٹ کر جگر کے دائیں بائیں حصوں میں داخل ہوتی ہے جہاں صاف شفاف خون پہنچا کر جگر کی پرورش کرتی ہے یعنی جگر اسی خون سے اپنی غذائی ضروریات پوری کرتا ہے

(۳) صفراء کی نالی

اسے پت کی نالی بھی کہتے ہیں عربی میں مجرئی الکبد اور ڈاکٹری میں ہیپاٹک ڈکٹ کہتے ہیں

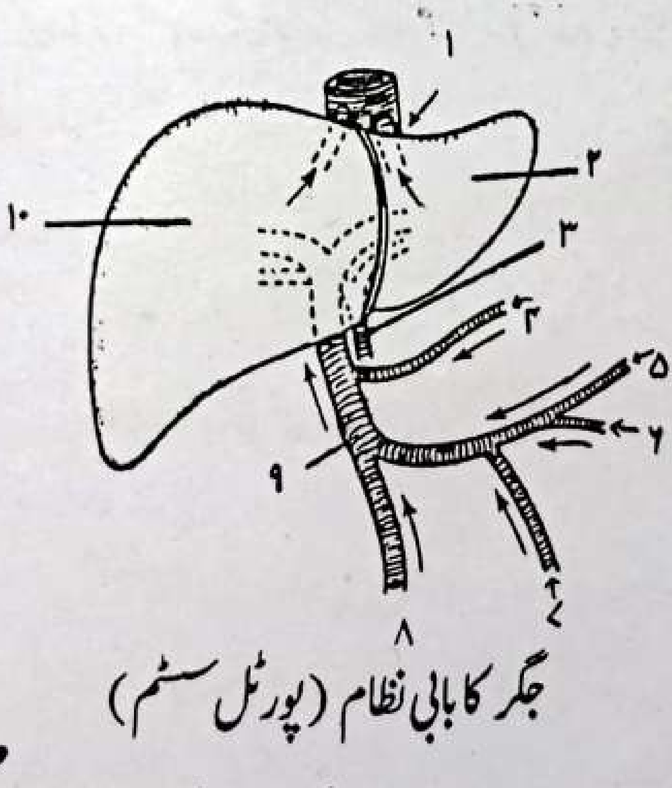
یہ جگر کے آڑے شگاف میں موجود رہتی ہے اس کی لمبائی تقریباً دو انچ کے قریب ہوتی ہے جب یہ پتہ کی نالی سے ملتی ہے تو ایک انچ کے قریب موٹی اور تین انچ لمبی ہو جاتی ہے یہی وہ نالی ہے جو صفراء کی نالی یا کامن بائل ڈکٹ کے نام سے مشہور ہے اور یہ بارہ انگشتی آنت میں کھلتی ہے یا پتہ کے فاضل صفراء کو گراتی ہے

(۴) جگر کی وریدیں

انہیں اردو کبدیہ اور ڈاکٹری میں ہیپے ٹک ویز کہتے ہیں شریان جگر سے جو خون آتا ہے وہ غذائیت پہنچا کر انہیں وریدوں میں داخل ہوتا ہے

(۵) جگر کے عروق جاذبہ

انہیں عروق جاذبہ کبدہ ڈاکٹری میں ہیپے ٹکس لمفے ٹکس کہتے ہیں یہ عروق جگر سے نکل کر معدہ کے چھوٹے اطراف میں داخل ہوتے ہیں جن کا کام غذائی جوس کو جذب کر کے جگر تک پہنچانا ہوتا ہے



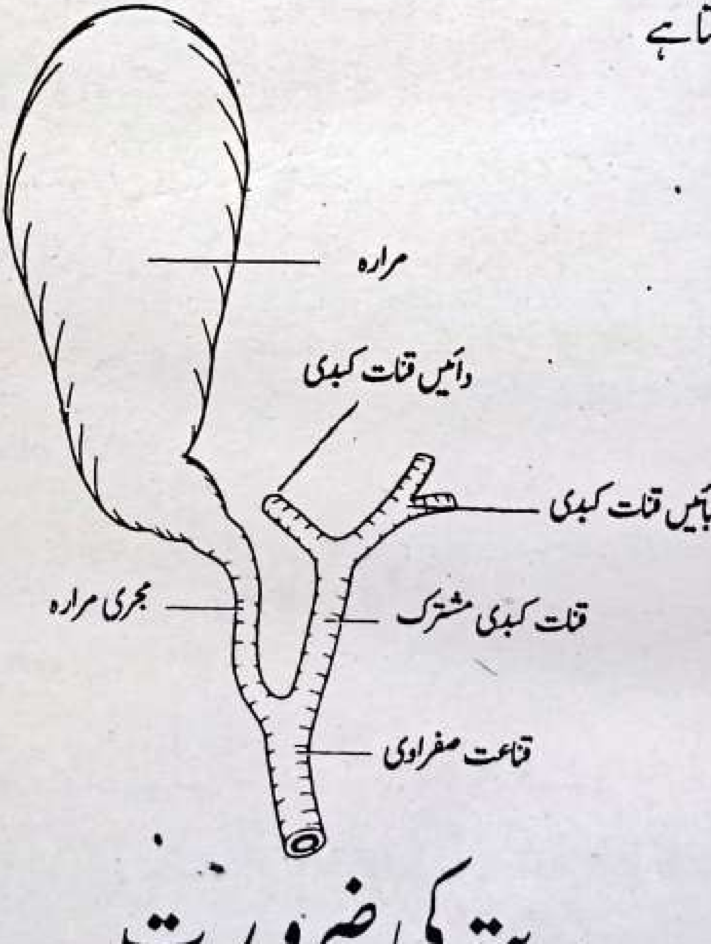
جگر کا بابی نظام (پورٹل سسٹم)

(۱) جگر کی وریدیں اور اجوف نازل سے ان کا اتصال (۲) جگر کا بایاں لوتھڑا (۳) شریان کبدی (۴) ورید معدی
(۵) ورید طحالی (۶) ورید بانقراسی (۷، ۸) آنتوں کی وریدی شاخیں (۹) ورید باب الکبد (۱۰) جگر کا داہنا لوتھڑا

پتہ

GALLBLEDDER

اسے اردو میں پتہ عربی میں مرارہ اور ڈاکٹری میں گال بلیڈر کہتے ہیں یہ ناشپاتی کی شکل کی ایک تھیلی ہے جو جگر کے دائیں حصہ کی نچلی سطح پر چسپاں اور لٹکی ہوئی ہوتی ہے یہ تھیلی بارہ انچ لمبی اور ایک انچ چوڑی ہوتی ہے اس میں نصف چھٹانگ کے قریب صفراء سماسکتا ہے



پتہ کی ضرورت

ذہین طلباء کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جسم کو پتہ کی کیا ضرورت ہے؟

جواب

اس سوال کا جواب سادہ الفاظ میں یوں دیا جاسکتا ہے کہ جس طرح گردے ہروقت پیشاب بناتے رہتے ہیں جو بدن کے فاضل مواد ہوتے ہیں اگر مثانہ نہ ہوتا تو گردے ہروقت پیشاب بناتے رہتے اور ہروقت قطرہ قطرہ خارج ہوتا رہتا جس سے انسان کسی بھی وقت پاک صاف نہ رہ سکتا اب مثانہ اللہ تعالی نے ودیعت کر دیا ہے اس میں ایک گھنٹہ سے لے کر کئی گھنٹہ تک پیشاب جمع ہوتا رہتا ہے جونہی مثانہ پیشاب سے بھرجاتا ہے فوراہی مثانہ پیشاب کو پیشاب کی حاجت پیدا کر کے خارج کر دیتا ہے بالکل اسی طرح جگر صفراء بنا کر پتہ میں جمع کرتا رہتا ہے جب پتہ صفراء سے بھرا جاتا ہے تو پتہ صفراء کو معدہ انتڑیوں میں گرا دیتا ہے اور نئے صفراء کے حصول کے لئے خالی ہو جاتا ہے اگر خدانخواستہ پتہ نہ ہوتا تو جگر کا علیحدہ کیا ہوا فاضل صفراء خارج نہ ہو سکتا جس کا سب سے بڑا نقصان یہ ہوتا کہ ہر انسان اکثر یرقان اصغر میں مبتلا رہتا جس سے اکثر موت بھی واقع ہو جایا کرتی ہے

ہمارہ مشاہدہ

ہمارہ مشاہدہ یہ ہے کہ اگر بدقسمتی سے پتہ کسی سبب سے بند ہو جائے یا سدوں یا صفراوی پتھریوں کی وجہ سے صفراء کا اخراج نہ کر سکے تو اکثر یرقان ہو جاتا ہے یا مریض کے ہاتھ پاؤں چہرہ وغیرہ سوج جاتے ہیں یا بدن کے کسی حصہ میں بھی فاضل صفراء جمع ہو کر استسقاء کر دیتا ہے جسے استسقاء زقی ' استسقاء صدر ' استسقاء خصیہ اور استسقاء دماغ وغیرہ جیسی خطرناک علامات پیدا ہو جاتی ہیں

ایک اہم حقیقت کا افشاء

جس طرح ایک تندرست شخص کے گردے اور مثانہ ۲۴ گھنٹوں میں ایک کلو سے دو کلو پیشاب خارج کرتے ہیں بالکل اسی طرح جگر اور پتہ ۲۴ گھنٹوں میں نصف کلو سے سوا کلو صفراء خارج کرتے ہیں

صفراء کی پیدائش

یاد رکھیں کہ پتہ صفراء کو غذائی جوس یا خون سے جدا نہیں کرتا بلکہ صفراء کو غذائی جوس اور خون سے جدا کرنے کا کام صرف اور صرف جگر کرتا ہے کیونکہ پتہ تو ایک سٹور ہے جب بھر جاتا ہے تو معدہ اور انتڑیوں میں گرا دیتا ہے اور نئے صفراء کے حصول کے لئے (تیار) خالی ہو جاتا ہے

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

جگر حیاتی عضو ہے

جاننا چاہئے کہ جس طرح بدن انسان میں دماغ اور دل زندگی کے لئے ضروری اعضاء ہیں اور حیاتی مفرد اعضاء کے نام سے مشہور ہیں بالکل اسی طرح جگر بھی بدن انسان کی بقاء کے لئے ضروری عضو ہے یعنی جگر بھی حیاتی مفرد عضو ہے اس کے افعال چند منٹ کے لئے رکنے سے موت واقع ہو جاتی ہے اسی وجہ سے جگر کو حیاتی مفرد عضو تسلیم کیا جاتا ہے

جگر کے حقیقی افعال

جس طرح دماغ احساس اور دل حرکت کے اعضاء ہیں بالکل اسی طرح جگر کو تحلیل یا ہضم و جزب کا مفرد عضو تسلیم کیا جاتا ہے

قارئین جس طرح دماغ کو کام کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے خبر رساں اور حکم رساں دو خدام عطا کئے ہیں جو دماغ کے کیمیائی اور مشینی افعال انجام دیتے ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ نے دل کو کام کرنے کے لئے دو خادم ارادی عضلات اور غیر ارادی عضلات ودیعت کئے ہیں جو دل کے لئے کیمیائی اور مشینی افعال انجام دیتے ہیں

بالکل اسی طرح اللہ تعالیٰ نے جگر کو بھی اپنے افعال انجام دینے کے لئے دو قسم کے خدام غدد جاذبہ اور غدد ناقلہ عطا کئے ہیں ان میں غدد جاذبہ باہر سے جسم کے اندر داخل ہونے والی ہر غذا کو اول ہضم و تحلیل کرتے ہیں پھر اس کے جوس یا خلاصہ کو جزب کر کے خون میں داخل کرتے ہیں یہ جگر کے کیمیائی افعال کہلاتے ہیں غدد ناقلہ

اس کے برعکس کام کرتے ہیں یعنی جو خلاصہ غذا غدد جاذبہ نے خون میں داخل کیا ہوتا ہے جب وہ خون میں گردش کرتے کرتے اعضاء کی غذا بننے سے بچ جاتا ہے اب وہ خون اور اعضاء کے لئے فاضل مواد یا فضلہ کی صورت اختیار کر لیتے ہیں لہذا اب غدد ناقلہ اپنی نالیوں کے ذریعے خون سے ان فاضل مواد یا فضلات کو (بصورت بول، پسینہ وغیرہ) خارج کرتے ہیں اسی طرح ایک طرف بدن کو غدد جاذبہ کے ذریعے غذائیت ملتی رہتی ہے اور دوسری طرف غدد ناقلہ کے ذریعے فضلات کا اخراج ہو کر خون و اعضاء کی صفائی ہوتی رہتی ہے اور انسانی گاڑی بخیر و خوبی چلتی رہتی ہے یہ جگر کے مشینی افعال کہلاتے ہیں

جگر کے مزید افعال

جگر کے کیمیائی اور مشینی افعال جگر و غدد کے حقیقی افعال کہلاتے ہیں لیکن ان کے علاوہ جگر کے اور بھی کئی افعال جگر کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں مثلاً

(۱)۔ جگر خون بناتا ہے

(۲)۔ جگر میں چاروں اخلاط صفراء سودا بلغم اور خون بنتے ہیں

(۳)۔ جگر یوریا بناتا ہے

(۴)۔ جگر گلائی کوجن یا حیوانی نشاستہ بناتا ہے

(۵)۔ جگر صفراء بناتا ہے

اب مندرجہ بالا حقیقت کو الگ الگ تفصیلاً ذہن نشین کر لیں کہ کیا واقعی جگر خون بھی بناتا ہے یوریا صفراء گلائی کوجن اور چاروں اخلاط بھی بناتا ہے

1۔ جگر خون بناتا ہے

حکماء اطباء اور ڈاکٹروں سے یہ سوال پوچھا جاتا ہے کہ بدن میں کہاں خون تیار ہوتا ہے؟

عام طور پر اس سوال کا یہ جواب دیا جاتا ہے کہ جگر خون بناتا ہے لیکن اس دلیل کے ثبوت کے لئے کوئی موثر جواب پیش نہیں کیا جاتا

قارئین ذہن نشین کر لیں کہ خون مفرد خلط نہیں ہے بلکہ تینوں اخلاط بلغم صفراء اور سودا کے مرکب کا نام خون ہے

اگر خون بلغم صفراء سودا کے مزاج کا حامل ہوتا تو جگر کو تولیدی خون کا مرکب تسلیم کیا جاسکتا تھا لیکن چونکہ جگر میں تینوں اخلاط کے (مزاج تر' خشک اور گرم) نہیں پائے جاتے اس لئے جگر کو خون بنانے والا عضو تسلیم نہیں کیا جاسکتا حقیقت یہ ہے کہ جگر کا مزاج گرم ہے جو خلط صفراء کا مزاج رکھتا ہے

لہٰذا جگر صفراء جدا کرنے والا عضو تو تسلیم کیا جاسکتا ہے لیکن خون بنانے والا عضو قرار نہیں دیا جاسکتا اور نہ ہی جگر خون بناتا ہے

ایک اہم سوال

یہاں پھر ایک اہم سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر خون جگر میں نہیں بنتا تو پھر جسم کے کس حصہ میں بنتا ہے

اس سوال کا آسان جواب یہ ہے کہ

خون معدہ میں تیار ہوتا ہے

چونکہ کھائی جانے والی غذا میں تر، خشک ، گرم، سرد ، ہر قسم کے اجزاء پائے جاتے ہیں جنہیں معدہ وامعاء ہضم و تحلیل کر کے خلاصہ غذا جدا کرتے ہیں یعنی اس خلاصہ غذا میں تینوں اخلاط کے اجزا ہوتے ہیں جو عروق ماساریقا کے ذریعے جگر و خون میں داخل ہوتے ہیں لہٰذا خون بنانے کا کام معدہ وامعاء ادا کرتے ہیں یعنی معدہ و امعاء میں تیار ہونے والا خلاصہ غذا ہی خون ہوتا ہے

2۔ جگر میں چاروں اخلاط بنتے ہیں

اس سوال کا مکمل جواب اوپر کے جواب میں موجود ہے کہ جگر مفرد عضو ہے اس کا مزاج تر، خشک ، گرم، سرد نہیں ہے بلکہ گرم ہے جو صفراء کا مزاج ہے جگر صرف اپنے مزاج کی خلط کو جدا کر سکتا ہے دوسری اخلاط کو جدا کرنا اس کے بس کا روگ نہیں ہے دوسری اخلاط کو دوسرے مفرد اعضاء جو ان کے مزاج رکھتے ہیں جدا کر سکتے ہیں مثلا دماغ تر مزاج کا حامل ہونے کی وجہ سے بلغمی رطوبت جدا کرتے ہیں قلب و عضلات خشک مزاج کے حامل ہونے کی وجہ سے خلط سودا کو جدا کر سکتے ہیں بالکل اسی طرح جگر و غدد گرم مزاج کے حامل ہونے کی وجہ سے گرم مزاج کی خلط صفراء کو جدا کیا کرتے ہیں

ایک اہم سوال

آپ نے جگر کو صفراء کا جدا کرنے والا عضو اور دماغ کو بلغمی رطوبت جدا کرنے والا عضو اور قلب کو خلط سودا جدا کرنے والا عضو لکھا ہے

محترم سوال یہ ہے کہ آپ جگر کو صفراء پیدا کرنے والا عضو اور دماغ کو بلغمی رطوبت پیدا کرنے والا عضو کیوں نہیں لکھتے جدا کرنے والا اعضاء کیوں لکھتے ہیں ؟

جواب

قارئین ذہن نشین کر لیں کہ کسی عضو کے متعلق یہ کہنا کہ وہ فلاں خلط کو پیدا کرتا ہے درست نہیں ہے کیونکہ کسی بھی شے کا پیدا کرنا یا خلق کرنا صرف اللہ تعالیٰ کا کام ہے البتہ کوئی عضو اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ کسی شے (غذا، دوا) میں سے اپنے مزاج کی شے کو جدا تو کر سکتا ہے مگر پیدا نہیں کر سکتا

مندرجہ بالا حقائق سے ثابت ہوا کہ جگر میں چاروں اخلاط نہیں بنتے بلکہ جگر تو صرف اور صرف اپنے مزاج کی خلط کو ہی جدا کر سکتا ہے

3۔ جگر یوریا بناتا ہے

قارئین جیسا کہ اوپر ذکر ہوا ہے کہ جگر صفراء نہیں بناتا بلکہ معدہ امعاء سے آئے ہوئے غذائی جوس سے اپنے مزاج کی خلط کو جدا کرتا ہے اسی عمل کو اکثر حکماء جگر کو صفراء پیدا کرنے والا لکھ دیتے ہیں

لیکن

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا یوریا کا مزاج بھی صفراء والا ہے ؟ کیونکہ اطباء اور ڈاکٹر صاحبان کہتے ہیں کہ جگر یوریا بناتا ہے حقیقت یہ ہے کہ یوریا اجزائے لحمیہ یعنی عضلات کا فضلہ ہے جبکہ صفراء جگر و غدد کا جدا کردہ مادہ یا فضلہ ہے

اس حقیقت کا ثبوت حکیم و ڈاکٹر غلام جیلانی کی شہرہ آفاق کتاب تشریح و منافع اعضاء کے صفحہ 178,179 سے ملتا ہے آپ لکھتے ہیں کہ

"یوریا جیسا کہ مزکور ہوا اجزاء لحمیہ کا فضلہ ہے۔ جس کو متقدمین اطباء سودا سمجھتے ہیں"

یادداشت

افسوس کہ آپ نے بھی سرخی میں لکھا ہے کہ جگر یوریا بناتا ہے لیکن تشریح میں یوریا کو سودا قرار دیا ہے اور عضلات کا فضلہ یا فاضل مادہ بتایا ہے

حقیقت بھی یہی ہے کہ جب تیزابیت یا تیزابی مادہ خون میں بڑھ جائے تو پیشاب میں یوریا آنے لگتا ہے جسے اطبائے متقدمین سوداوی مادہ کہتے ہیں

یادداشت

اس مضمون میں ڈاکٹر غلام جیلانی صاحب بار بار لکھتے ہیں کہ خود جسمانی بافتوں یا ساختوں (ٹشوز کے پروٹین) سے بھی کسی قدر یوریا بنتا ہے کیونکہ عضلات اور جسم کی دیگر ساختیں ہمیشہ کچھ نہ کچھ صرف و تحلیل کرتی رہتی ہیں پس ان کے فضلات بھی امینو ایسڈ میں تبدیل ہو کر اور جگر میں پہنچ کر یوریا میں تبدیل ہو جاتے ہیں

اجزاء لحمیہ کے فضلات امینو ایسڈ خون کے ذریعے جگر میں پہنچتے ہیں پھر جگر ان کو خون سے علیحدہ کر کے یوریا میں تبدیل کر دیتا ہے

قارئین مندرجہ بالا حقائق کا حقیقت سے کوئی بھی تعلق نہیں ہے کیونکہ جگر میں خون سے سوائے صفراء کے کوئی بھی مادہ جدا نہیں ہوتا البتہ جب جگر خون سے فاضل صفراء علیحدہ کر کے پتہ میں داخل کر دیتا ہے تو خون میں اب یوریا زیادہ رہ جاتا ہے جو گردوں کے ذریعے پیشاب میں خارج ہو جاتا ہے

یادداشت

یہاں یہ حقیقت بھی ذہن نشین کر لیں کہ بدن کے کسی بھی عضو کو اس کے مزاج کے مادے کے سوا دوسرے مادے کو نئے مادے میں تبدیل کرنے کی کوئی طاقت نہیں ہے لہذا چونکہ یوریا عضلاتی مادہ یا فضلہ ہے اس لئے اسے جگر نہ بنا سکتا ہے اور نہ ہی جدا کر سکتا ہے

ہاں البتہ گردے یوریا کو خون میں سے علیحدہ کر کے خارج کر سکتے ہیں جو ایک قسم کا فضلہ ہے کیونکہ ہر قسم کے فضلات کو خارج کرنے کی ذمہ داری گردوں کی ہے

5۔ جگر گلائی کوجن یا حیوانی نشاستہ بناتا ہے

قارئین ہر انسان زندہ رہنے کے لئے اپنی پسند کی غذا کھاتا رہتا ہے چونکہ بچپن اور جوانی میں اس کے اعضاء تر و تازہ اور تندرست ہوتے ہیں لہذا باہر سے کھائی

جانے والی غذا کا زیادہ حصہ ہضم و تحلیل ہو کر براہ عروق ماساریقا اور خون جگر میں چلا جاتا ہے جو حیوانی نشاستہ کی صورت میں اعضاء کی غذا بنتا رہتا ہے

بدقسمتی

اگر کسی وجہ سے جگر غذائی جوس کو خون میں حیوانی نشاستہ کی صورت میں تحلیل نہیں کرتا تو وہ تمام کا تمام گلوکوز کی صورت اختیار کر کے خون میں دورہ کرتا رہتا ہے جسے گردے فضلات سمجھ کر خون سے خارج کرنے لگتے ہیں چونکہ یہ فضلات نشاستہ اور گلوکوز کی صورت میں میٹھے ہوتے ہیں لہذا جب ڈاکٹر پیشاب چیک کرواتا ہے تو وہ میٹھا ہوتا ہے جسے ڈاکٹر شوگر کا نام دے دیتا ہیں

شوگر کی حقیقت

شوگر کی حقیقت یہ ہے کہ جگر کا صفراوی نظام بگڑ چکا ہوتا ہے جگر معدہ امعاء میں صفراء کا اخراج زیادہ کرنے لگتا ہے جس سے غذا تین گھنٹوں کی بجائے آدھ گھنٹے میں پک جاتی ہے اور اس کا جوس عروق ماساریقا کے ذریعے جگر اور خون میں جذب ہو جاتا ہے جہاں اس جوس میں جزو بدن بننے کی صلاحیت حاصل کرنے کیلئے ایک اور ہضم و تحلیل کا عمل ہونا ہوتا ہے لیکن بدقسمتی سے خون میں صفراء کم ہونے کی وجہ سے خون میں آئے ہوئے جوس میں ہضم و تحلیل کا عمل بہت ہی کم ہوتا ہے جس سے وہ حیوانی نشاستہ میں تبدیل ہونے کی بجائے نشاستہ اور گلوکوز ہی رہتا ہے اور جزو بدن یا اعضاء کی غذا

نہیں بن سکتا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ گردوں کے راستے یہ گلوکوز تمام کا تمام پیشاب کی صورت میں خارج ہو جاتا ہے یہی ذیابیطس یا شوگر کی حقیقت ہے

حیوانی نشاستہ کے متعلق ایک اہم سوال

غذائی جوس میں سے جگر جو حیوانی نشاستہ تیار کرتا ہے اس سے کیا مراد ہے؟ کیا اس میں حیوانی صفات پیدا ہو گئی ہیں؟

جواب

قارئین جگر جو غذائی جوس سے حیوانی نشاستہ تیار کرتا ہے اس سے مراد وہ غذائی مادہ ہے جس میں شامل تمام بلغمی' صفراوی' سوداوی اور الحاق اجزاء اعصاب غدد عضلات اور ہڈیوں کی غذا بننے کے قابل ہو جاتے ہیں

چونکہ یہ اجزاء (حیوانی نشاستہ) اعضائے بدن کی غذا بننے کے قابل ہوتے ہیں اسی نسبت سے انہیں حیوانی نشاستہ کہتے ہیں

5۔ جگر صفراء بناتا ہے

اس سوال کا جواب "جگر چاروں اخلاط تیار کرتا ہے" میں تفصیل سے دے دیا گیا ہے

پھر ذہن نشین کر لیں کہ جگر صفراء بناتا نہیں بلکہ غذائی جوس سے اپنی غذا بنانے کے لئے صفراء کو جدا کرتا ہے جو صفراء جگر کی غذا سے بچ جاتا ہے اسے پتہ میں داخل کر دیتا ہے اگر کوئی شخص گرم خشک غذا کثرت سے کھائے تو جگر زیادہ مقدار میں صفراء خارج کرتا ہے

لیکن اگر کوئی شخص اعصابی یا عضلاتی غذا کھائے تو رطوبات اور سودا تو بڑھ جاتے ہیں لیکن صفراء کم ہو جاتا ہے اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ کھائی جانے والی غذا میں صفراوی اجزاء ہی کم تھے اگر جگر کو صفراء بنانا آتا ہوتا تو اعصابی اور عضلاتی اغذیہ ادویہ سے بھی صفراء بناتا رہتا جس کا سب سے بڑا نقصان یہ ہوتا کہ اگر کسی مریض کو صفراء کی کثرت سے یرقان ہو جاتا تو ساری عمر اس کے یرقان کا علاج نہ کیا جا سکتا اب چونکہ ایسا نہیں ہے لہذا ہم جب چاہیں بلغمی اور رطوبتی غذائیں کھلا کر حسب منشا رطوبات بڑھا سکتے ہیں اور جب چاہیں حسب منشاء عضلاتی اور خشک غذائیں کھلا کر حسب منشاء رطوبات کو کم کر کے خشکی اور سودا کو بڑھا سکتے ہیں جس سے کھوئی ہوئی صحت دوبارہ واپس لائی جا سکتی ہے اسی طرح صفراء کی زیادتی کو اعصابی اغذیہ کھلا کر کم کر کے یرقان جیسی خوفناک علامات کا مکمل علاج کیا جا سکتا ہے

ایک اہم حقیقت کا اظہار

قارئین متقدمین اطبا اور ڈاکٹر صاحبان سے اکثر یہ سوال پوچھا جاتا ہے کہ جو غذا ہم کھاتے ہیں اس کا جوس یا خلاصہ تمام کا تمام بذریعہ عروق ماساریقا باب الکبد میں جا کر چاروں اخلاط خون' بلغم' صفراء' سودا میں تبدیل ہو جاتا ہے؟ یا اور بھی کسی طریقہ سے خون میں داخل ہوتا ہے؟

جواب

اس سوال کا جواب دونوں گروہ مختلف دیتے ہیں ان میں حکماء کا عقیدہ تو یہی ہے کہ کیلوس یا خلاصہ غذا عروق ماساریقا کے ذریعے جگر میں پہنچ جاکر چاروں اخلاط خون، بلغم، صفراء، سودا میں تبدیل ہو کر خون میں داخل ہو جاتا ہے"

اس کے برعکس ڈاکٹر کہتے ہیں کہ

"خلاصہ کا کچھ حصہ بذریعہ عروق ماساریقہ و باب الکبد میں جاتا ہے اور اس کا کچھ حصہ عروق کیلوسیہ و مجرئی صدر وریدی خون میں شامل ہو جاتا ہے"

لیکن

قانون مفرد اعضاء ان کے علاوہ یہ بھی تسلیم کرتا ہے کہ جونہی کوئی غذا یا دوا منہ میں داخل ہوتی ہے تو اس کا لطیف حصہ منہ اور معدہ میں رطوبت سے متاثر ہو کر اور الگ ہو کر غدد جاذبہ کے ذریعے منہ اور معدہ ہی سے براہ راست وریدوں کے خون میں شامل ہو جاتا ہے اور منٹوں اور سیکنڈوں میں بدن کو متاثر کر دیتا ہے

مثلاً ہومیوپیتھی کی ادویات میں دوائی اجزاء ہوتے ہی نہیں ہیں جو معدہ میں جاکر کیموس کیلوس بنیں وہ منہ اور معدہ میں پہنچتے ہی غدد جاذبہ کے ذریعے جذب ہو کر خون میں شامل ہو جاتے ہیں اور بدن کو متاثر کر دیتے ہیں

اسی طرح ایک ڈاکٹری دوا دل کے مریضوں کو دورہ کے وقت زبان کے نیچے رکھائی جاتی ہے جو دو تین منٹ کے اندر دل کی حرکات درست کر دیتی ہے

اسی طرح جو ادویہ آنکھوں کانوں اور جلد پر لگائی جاتی ہیں ان کے اثرات وہیں سے ہی غدد جاذبہ کے ذریعے جذب ہو کر متاثرہ اعضاء کو تیز یا سست کر کے شفاء کا باعث بنتی ہیں

میرے ساتھ ایک واقع

میں نے تقریباً چالیس سال قبل علم طب سیکھنے کی ابتداء کی تھی ایک دن میں مغز جمالگوٹہ ایک مسہل دوا میں ڈالنے کے لئے کوٹ رہا تھا جب جمالگوٹہ تیل ہو گیا اچانک دستہ تیل پر پڑا اور تیل کے قطرے اٹھے ان میں سے ایک قطرہ میری آنکھ میں پڑ گیا صاف کرنے پر نکلنے کی بجائے پوری آنکھ میں پھیل گیا جس سے شدید جلن اور درد ہونے لگا آنکھ شدید سرخ ہو گئی روشنی کو برداشت کرنا مشکل ہو گیا مجبور ہو کر شام کو اپنے والدین کے پاس جہانیاں گیا وہاں جاتے ہی مجھے قے اور دست شروع ہو گئے جس کا مطلب یہ تھا کہ جمالگوٹہ کا لطیف حصہ معدہ میں جانے کی بجائے آنکھ سے خون میں چلا گیا اور اس نے خون میں جاتے ہی قے دست شروع کر دئیے

اس مثال کے بیان کرنے سے یہ حقیقت واضح ہو گئی ہے کہ ہر غذا کو دوا کا لطیف حصہ معدہ امعاء میں جانے کی بجائے باہر سے بھی جذب ہو کر جسم و اعضاء جو متاثر کر سکتا ہے اور کرتا ہے

اگر بدقسمتی سے ایسا نہ ہو سکتا تو کسی مریض کو نہ تو آکسیجن سے فائدہ ہو سکتا اور نہ ہی کاربن ڈائی آکسائیڈ کسی قسم کا نقصان پہنچا سکتی لہٰذا چونکہ ہر غذا دوا کا لطیف حصہ بدن سے لگتے ہی جذب ہو کر داخل خون ہو جاتا ہے اس لئے ہم بہت سے امراض و علامات کا علاج بیرونی طور پر غذا و دوا استعمال کر کے کر سکتے ہیں

صفراء کے افعال واثرات اور خواص و فوائد

(۱) جس رطوبت یا خلط کو جگر علیحدہ کرتا ہے اسے صفراء کہتے ہیں یہی صفراء حقیقت میں جگر و غدد کی غذا بنتا ہے

(۲) صفراء کا مزاج چونکہ گرم ہے گرمی کا خاصہ ہے کہ وہ ہر شے کو پتلا اور لطیف کر دیتی ہے لہٰذا صفراء خون کا جز ہونے کی وجہ سے خون کے قوام کو پتلا رکھتا ہے۔

(۳) چونکہ صفراء کا مزاج گرم خشک ہے اس لئے جب خون میں بلغمی اور سوداوی رطوبت بڑھ جائیں تو خون کا قوام اور رنگ بگڑ جاتا ہے اس حالت کو اطباء خون خراب ہونا کہتے ہیں چونکہ صفراء بلغمی سوداوی رطوبات کو پگھلا کر خارج کر دیتا ہے جس سے خون کا رنگ بھی درست ہو جاتا ہے اسی نسبت سے صفراء کو مصفی خون بھی کہتے ہیں

(۴) چونکہ صفراء مزاجاً گرم ہے گرمی سے ہر شے ہضم و تحلیل ہو سکتی ہے لہٰذا جب باہر سے کوئی غذا دوا کھائی جاتی ہے تو پتہ سے صفراء معدہ امعاء میں گر کر کھائی ہوئی غذا کو ہضم و تحلیل کرتا ہے

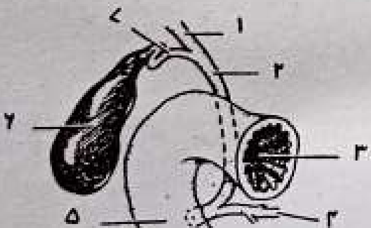
(۵) چونکہ حرارت کا خاصہ ہے کہ ضرورت کے مطابق کسی شے پر اثر انداز ہو کر اسے پتلا اور سیال بنا دیتی ہے جس مریض کے جسم میں سدے اور قبض ہو جاتی ہے اس کے بدن میں حرارت و صفراء کی کمی ہو جاتی ہے جونہی گرم اور مولد صفراء ادویہ اغذیہ چند دن مریض کو کھلائی جاتی ہیں تو مزمن سے مزمن قبض اور سدوں کا مکمل علاج ہو جاتا ہے حتیٰ کہ صفراء سے تحجر مفاصل کا بھی بے خطا اور مکمل یقینی علاج کیا جا سکتا ہے

(۶) اگر کسی چیز پر ضرورت کے مطابق حرارت اثر انداز نہ ہو تو اس میں خمیر اور تعفن پیدا ہو کر کیڑے اور جراثیم پیدا ہو جاتے ہیں جب کسی شے کو حرارت پہنچا کر ابال لیا

جاتا ہے تو اس وقت نہ صرف جراثیم مر جاتے ہیں بلکہ وہ شے مصفی اور صاف ہو جاتی ہے لیکن اگر بدن کے اندر رطوبات رک جائیں اور ان میں تعفن پیدا ہو کر جراثیم وائرس پیدا ہو جائیں تو مولد صفراء ادویہ اغذیہ کھلا کر تعفن جراثیم اور وائرس کو فنا و برباد کیا جا سکتا ہے اور اس تعفن سے پیدا ہونے والے خسرے، چیچک اور اور محرقہ وغیرہ سے پیدا ہونے والے مزمن بخار ختم کئے جا سکتے ہیں

(۷) معدہ و امعاء میں ترش یعنی تیزابی کھاری و الکلائین اغذیہ ادویہ ہضم و تحلیل ہو جاتی ہیں لیکن غذا کے روغنی اجزاء ہضم کرنے کے لئے زیادہ صفراء کی ضرورت ہوتی ہے لہٰذا غذا کے روغنی اجزاء معدہ میں ہضم ہوئے بغیر امعاء میں آ جاتے ہیں جہاں پتہ سے صفراء بارہ انگشتی آنت میں گر کر تمام روغنی اجزاء کو ہضم و تحلیل کر دیتا ہے یہی وجہ ہے کہ روغنی اجزاء کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ آنتوں میں ہضم ہوتے ہیں

پتہ کے افعال



مرارہ اور اس کی نالیاں (مجاری)

اوپر پتہ کی بناوٹ شکل و صورت اور اس کی نالیوں کی تشریح و توضیح کی گئی ہے اب پتہ کے کام یا افعال بیان کر رہا ہوں

جیسا کہ اوپر ذکر کر چکا ہوں کہ پتہ مثانہ کی طرح ایک تھیلی ہے جس میں جگر سے فاضل صفراء آکر پتہ میں جمع ہوتا رہتا ہے حقیقت میں پتہ جگر کے فاضل صفراء کا سٹور گھر ہے

قارئین ذہن نشین کر لیں کہ جس طرح گردے خون سے فاضل مواد پیشاب کی صورت میں ہر وقت علیحدہ کرتے رہتے ہیں اور مثانہ میں سٹور کرتے رہتے ہیں جب مثانہ پیشاب سے بھر جاتا ہے تو پیشاب کی حاجت کی صورت میں تمام پیشاب خارج کر دیا جاتا ہے

بالکل اسی طرح جگر و معدہ امعاء سے آئی ہوئی ہضم شدہ غذائی جوس سے ہر وقت فاضل صفراء کو علیحدہ کرتا رہتا ہے اور اسے پتہ میں جمع یا سٹور کرتا رہتا ہے

جب پتہ صفراء سے بھر جاتا ہے تو وہ اپنے اندر کا تمام صفراء اپنی نالی (مجری المرارہ) کے ذریعے بارہ انگشتی آنت میں گرا دیتا ہے اور نئے صفراء کے حصول کے لئے خالی ہو جاتا ہے

ایک اہم سوال

تشریح اعضائے انسان پڑھنے والے ہر طالب علم کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ مثانہ تو اپنے اندر کا تمام پیشاب' پیشاب کی نال (آلہ تناسل) کے ذریعے باہر خارج کر دیتا ہے لیکن پتہ اپنے اندر کا صفراء باہر خارج کرنے کی بجائے پیٹ کے

اندر ہی بارہ انگشتی آنت میں گرا دیتا ہے کیا یہ صفراء آنتوں میں کسی قسم کا نقصان تو نہیں پہنچاتا؟

جواب

قارئین ذہن نشین کر لیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس کائنات میں کوئی چیز فضول یا نقصان دہ نہیں بنائی فضلہ سے مراد فالتو یا فاضل چیز ہے

یاد رکھیں کہ جب کوئی چیز خون یا اعضاء کی ضرورت سے زیادہ ہو جائے تو وہ خون یا اعضاء کے لئے فاضل مواد کا درجہ اختیار کر لیتی ہے اب چونکہ خون یا اعضاء کو اس کی ضرورت نہیں ہے اس لئے اس کا خون یا اعضاء سے نکل جانا بہتر ہوتا ہے اس مقصد کے لئے اللہ تعالیٰ نے ضرورت کے مطابق خون یا اعضاء سے فاضل مواد خارج کرنے کے لئے ضروری اعضاء پیدا کر دئے ہیں جو ہر وقت خون یا اعضاء سے فاضل مواد خارج کرتے رہتے ہیں مثلاً گردے خون سے پیشاب خارج کرتے رہتے ہیں خصیے منی بناتے رہتے ہیں پستان دودھ بناتے اور خارج کرتے رہتے ہیں

یہاں اس حقیقت کو ذہن نشین کر لیں جس طرح معدہ انتڑیوں سے خارج ہونے والا پاخانہ معدہ انتڑیوں کے لئے نقصان دہ ہے لیکن یہی پاخانہ کووں' بھیڑوں اور گدھوں کی غذا ہے وہ بڑے شوق سے اسے کھاتے ہیں اور تندرست اور توانا رہتے ہیں اسی طرح پستان سے خارج ہونے والا دودھ جو ماں کے سینہ اور چھاتیوں کے لئے نقصان دہ ہے لیکن ننھے بچے کے لئے آب حیات ہے بالکل اسی طرح جب ماں کے رحم میں جب بچہ یا جنین نہیں ہوتا تو رحم اپنے اندر کے فضلات باہر خارج کرتا رہتا ہے لیکن جب رحم کے اندر بچہ یا جنین آجاتا ہے تو یہی خون حیض بچہ کی غذا بنتا رہتا ہے اور نو مہینہ بچہ اسے کھا کھا کر نشو و نما پاتا رہتا ہے بالکل یہی صورت پتہ کے فاضل صفراء کی ہے

یہ جگر اور پتہ کے لئے تو نقصان دہ ہے لیکن جب یہ پتہ سے نکل کر بارہ انگشتی آنت میں آتا ہے تو اس کا کچھ حصہ معدہ میں غذا ہضم کرنے کے لئے چلا جاتا ہے اور باقی آنتوں میں آئی ہوئی روغنی غذا کو ہضم و تحلیل کرنے کے کام آتا ہے

لہٰذا پتہ سے خارج ہونے والا صفراء معدہ انتڑیوں میں آئی ہوئی غذا کو ہضم کرنے کے کام آتا ہے

البتہ

اگر ضرورت کے مطابق پتہ سے صفراء خارج ہوتا رہے تو کسی قسم کی بد ہضمی پیدا نہیں ہوتی

لیکن

اگر ایک طرف صفراء زیادہ بنے دوسری طرف اس کے اخراج میں کمی بیشی ہو جائے تو کئی تکالیف جنہیں صفراوی تکالیف کہتے ہیں نمودار ہو جاتی ہیں مثلاً اگر پتہ سے صفراء کا اخراج رک جائے یا برائے نام خارج ہو تو اکثر یرقان، تسوج و اماس جیسی خوفناک علامات پیدا ہو جاتی ہیں

اس کے برعکس اگر صفراء ضرورت سے زیادہ معدہ انتڑیوں میں آ جائے تو صفراوی قے اور صفراوی دست شروع ہو جاتے ہیں جب پتہ کے افعال درست کر دیئے جائیں تو تمام غیر طبعی علامات غائب ہو جاتی ہیں

پتہ کی ساخت

قارئین پتہ کا جسم یا جرم غدی ٹشو سے بنا ہوتا ہے اس کے اوپر اعصاب اور عضلات کے پرت چڑھے ہوتے ہیں اعصابی پرت سے پتہ میں دماغ سے احکامات آتے ہیں جنہیں پتہ کے عضلاتی پرت وصول کر کے سکڑتے پھیلتے ہیں

لہٰذا صفراء سے جب پتہ بھر جاتا ہے تو سکڑ کر اپنے اندر کا صفراء خارج کر دیتا ہے اور پھیل کر صفراء وصول کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے

پتہ میں پتھریاں کیسے بنتی ہیں؟

جاننا چاہیے کہ پتہ کے دو بڑے افعال ہیں جو اس کے کیمیائی اور مشینی اعضاء انجام دیتے ہیں بعض دفعہ پتہ کے کیمیائی افعال تیز ہو جاتے ہیں جن کے نتیجے میں پتہ صفراء کے اخراج کو زیادہ عرصہ روک لیتا ہے جس کے نتیجہ میں پتہ کے اندر کا صفراء جمنا شروع ہو جاتا ہے جو بالآخر پتھریوں میں تبدیل ہو جاتا ہے پتہ کا دوسرا فعل مشینی ہے جسے پتہ کے مشینی اعضاء انجام دیتے ہیں یعنی وہ صفراء کو پتہ سے باہر خارج کرتے ہیں نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اگر پتہ میں صفراوی پتھریاں بھی موجود ہوں تو وہ بھی پگھل کر نکل جاتی ہیں لہٰذا جب بھی کسی مریض کے پتہ میں صفراوی پتھریاں ہوں یا بنیں تو غدی اعصابی تحریک پیدا کریں

ایک اہم سوال

سوال علاج الامراض کے دوران جب پتہ کی تکلیف کے مریض آتے ہیں تو ان میں کسی شخص کا پتہ بند ہوتا ہے یعنی پتہ میں سدے ہوتے ہیں بعض مریضوں کے پتے صفراوی پتھریوں سے بھرے ہوتے ہیں ایسے موقعوں پر معالجین (حکماء یا ڈاکٹر صاحبان) کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ مریض کو فوراً یا مستقل پتہ کے سدوں اور

پتھریوں کے اخراج کے لئے اپریشن کے ذریعے پتہ نکال دینا بہتر ہے یا مناسب علاج کر کے پتھریوں کو تحلیل کر کے خارج کرنا بہتر ہے

جواب چونکہ علاج معالجہ کرنے والے معالجین کے دو گروہ ہیں اول گروہ حکماء طبیب حضرات اور ہومیو پیتھی ڈاکٹر صاحبان شامل ہیں جو اشد ضرورت کے بغیر پتہ پر عمل جراحی کرنا گناہ سمجھتے ہیں اور اس عمل کو نقصان دہ گردانتے ہیں ایسے معالجین کا عقیدہ یا تجربہ ہے کہ پتہ کے اندر کے سدے اور پتھریاں غذا اور دوا سے تحلیل کر کے خارج کر دینی چاہئیں کیونکہ درست اغذیہ ادویہ سے ۷۵ فیصد پتہ کے سدے اور پتھریاں خارج ہو جاتی ہیں اور مریض مستقل شفاء یاب ہو جاتے ہیں

اس کے برعکس دوسرا گروہ ایلوپیتھی ڈاکٹر صاحبان ہیں جو جونہی کسی مریض کے پتہ میں سدے یا پتھریاں تشخیص کر لیتے ہیں تو وہ فوراً پتہ کو اپریشن کے ذریعہ بدن کے اندر سے نکال دینے کا فتویٰ جاری کر دیتے ہیں اور بدانتہا کہتے ہیں کہ مریض کے پتہ میں اتنے سخت سدے پڑ چکے ہیں کہ وہ کسی علاج معالجہ یا طریقہ سے خارج نہیں ہو سکتے اگر مریض کو جان پیاری ہے تو چند گھنٹوں میں اپریشن کے ذریعہ پتہ کو نکلوا لے ورنہ اس کی جلد موت واقع ہو جائے گی

اسی طرح اگر پتہ میں پتھریاں بن جائیں جو اگر حجم میں چھوٹی ہوں جو ڈیڑھ دو سو کے قریب ہوتی ہیں اور اگر بڑی ہوں جو ایک دو سے لے کر دس بارہ ہوتی ہیں جو اصل حالت میں پتہ کی نالی میں سے نکل نہیں سکتیں لہٰذا انہیں خارج کرنے کے لئے پتہ میں عمل جراحی ضروری ہو جاتا ہے لہٰذا ڈاکٹر صاحبان نوے فیصد پتہ کو اپریشن کے ذریعہ نکال دیتے ہیں

ایک اور اہم سوال

یہاں ایک اور اہم سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا پتہ اتنا فضول اور بے مقصد پرزہ ہے جسے نکالنے سے ہی جسم سکون حاصل کرے گا اور علاج معالجہ سے قطعاً درست نہیں ہو گا

جواب

قارئین ذہن نشین کر لیں کہ بدن انسان کے اندر اللہ تعالیٰ نے کوئی پرزہ بے مقصد اور فضول نہیں بنایا

ہاں

البتہ ہر عضو یا پرزہ کو جسے اللہ تعالیٰ نے بدن انسان کو ودیعت کیا ہے اس کے اندر ہی اس کی اصلاح اور درستی کا قدرتی نظام عطا کیا ہے

جب کوئی پرزہ یا عضو اپنے افعال میں سست یا تیز ہو جاتا ہے تو اس کے اندر کا مشینی یا کیمیائی عمل اسے درست کر دیتا ہے

جہاں تک معالجین کے علاج معالجہ کا تعلق ہے وہ تو صرف اور صرف ضرورت کے مطابق کسی عضو کی کمزور قوت کی مدد کرتا ہے جونہی اس عضو کی کمزور قوت طاقتور ہو جاتی ہے تو اس عضو کے تمام نقائص دور ہو جاتے ہیں مثلاً اگر پتہ میں صفراء کا اجتماع ہو جائے جس کے نتیجے میں اکثر یرقان ہو جایا کرتا ہے

اسی طرح پتہ میں صفراء کے زیادہ دیر رکے رہنے سے صفراوی پتھریاں بن جایا کرتی ہیں یہ حالتیں اس وقت نمودار ہوا کرتی ہیں جب پتہ کے کیمیائی اعمال تیز ہو جاتے ہیں اور مشینی اعمال کمزور ہو جاتے ہیں

ایسے موقعوں پر اگر معالجین پتہ کے افعال یا قوتوں کو تیز کر دیں تو نہ صرف سدے اور پتھریاں بالکل جاتی رہتی ہیں بلکہ پتہ اوور حال ہو کر پہلے کی طرح کام کرنے لگتا ہے

لہٰذا ڈاکٹر صاحبان کو بھی چاہیے کہ پتہ کو جسم سے نکال دینے کی بجائے پتہ کے مشینی اعمال تیز کر دیں تاکہ اپنے اندر کے رکے سدوں اور پتھریوں کو تحلیل کر کے خارج کر دیں

یاد رکھیں

پتہ یا کسی خراب عضو کا کاٹ کر نکال دینا فطری عمل نہیں ہے بلکہ فطری اعمال میں رکاوٹ کا سبب ہوا کرتا ہے

پتہ کے نکالنے کے خوفناک نتائج کی اہم مثال

قارئین دنیا پور کے قریب ایک چھوٹا سا قصبہ قطب پور ہے قطب پور میں ایک نوجوان عورت کے پتہ میں سدے پڑ گئے جس سے اسے یرقان ہو گیا اس عورت کا بھانجہ نشتر ہسپتال میں ڈاکٹر لگا ہوا تھا اس نے اپنی خالہ کو نشتر ہسپتال ملتان میں داخل کروا دیا اور سرجنوں کے مشورہ سے اس کا پتہ نکال دیا

بدقسمتی سے جگر اور بارہ انگشتی آنت کو ملانے والی مصنوعی نالی نکل گئی جس سے صفراء انتڑیوں میں داخل ہونے کی بجائے پیٹ میں جمع ہونے لگا مریضہ بے چین ہو گئی اسے دوبارہ نشتر ہسپتال لایا گیا معائنہ کے بعد ڈاکٹر صاحبان نے کہا کہ اس کے پیٹ کے اندر اب نالی نہیں لگ سکتی لہٰذا جگر سے صفراء لانے والی ٹیوب کے ذریعے

باہر نکال کر بوتل میں لگا دی اور کہا کہ اب یہ تمام عمر ایسے ہی لگی رہے گی جب وہ عورت مجھے دکھائی تھی اس وقت اسے صفراء کے لئے بوتل اور نالی لگی ہوئی تھی جو چارپائی کے ساتھ بندھی ہوئی تھی

خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ چند دن کے بعد عید الاضحیٰ آ گئی گھر میں ننھے بچے کھیل رہے تھے ایک بچہ نے اس عورت کے پیٹ سے بوتل میں جانے والی نال کو پکڑ لیا دوسرے بچے نے اسے دھکا دے دیا جس سے نالی بچہ کے ہاتھ میں عورت کے سینہ سے باہر نکل آئی اور وہ عورت بے چین ہو گئی اسے نشتر ہسپتال لے جایا گیا اب ڈاکٹروں نے کہا کہ اب یہ نالی بھی نہیں لگ سکتی نتیجہ یہ ہوا کہ دو تین دن کے بعد وہ عورت انتقال کر گئی ظاہر ہے یہ خوفناک نتیجہ پتہ کے اپریشن کے نتیجہ میں نکلا ورنہ طب اسلامی اور قانون مفرد اعضا میں یرقان کا موثر دوائی علاج موجود ہے

جگر کے خدام

جگر کے دو خدام ہیں جو غدد یا گلینڈ کے نام سے مشہور ہیں

(۱) غدد جاذبہ (۲) غدد ناقلہ

غدد سے مراد

وہ گوشے جو بدن انسان کے اندر غدد و صفراوی مادہ یا یا اپیتھل ٹشوز سے بنی ہوتی ہے غدد کہلاتی ہے مثلاً گردے خصیے آنکھوں کے ڈھیلے عورتوں کے پستان خصیۃ الرحم انتڑیوں کے غدد اور طحال لبلبہ جگر وغیرہ غدد کہلاتے ہیں

غدد جاذبہ

اردو نام	عربی نام	ڈاکٹری نام
جاذب گلٹیاں	غدد جاذبہ	لمفے ٹک گلینڈز

قارئین جاذب گلٹیاں دو قسم کی ہیں

اول وہ جن کا کام باہر سے غذا لے کر منہ معدہ آنتوں میں غذا کو پکا کر کیلوس کیموس جدا کر کے اپنی قوت جاذبہ سے وریدی خون میں شامل کرتے رہنا ہے۔

دوم وہ جاذب گلٹیاں ہیں جو ان رطوبات کو جو اعضا کی غذا بننے سے بچ گئی ہوں اور اعضا میں پڑی پڑی متعفن ہو کر تکالیف کا سبب نہ بن جائیں انہیں جذب کر کے دوبارہ خون میں ڈالتی ہیں تاکہ وہ براہ بول خارج ہو جائیں

تشریح غدد جاذبہ

انہیں لمفے ٹک گلینڈ بھی کہتے ہیں یہ بدن انسان میں چھوٹی بڑی گلٹیاں ہیں جو گردن، بغل، کنج ران اور پیٹ وغیرہ میں پائی جاتی ہیں ان میں سب سے بڑے غدد طحال اور لبلبہ ہیں ان کی شکل کہیں چپٹی کہیں بیضوی اور کہیں گول ہوتی ہے سب سے چھوٹے غدد چنے کے دانے کے برابر کہیں بادام جتنے کہیں اس سے بھی بڑے ہوتے ہیں ان کو چیرنے سے گہرا سرخی مائل مادہ نظر آتا ہے ہر غدد تقریباً اسفنج نما ہوتا ہے جس میں بے شمار خانے ہوتے ہیں یہ غدد اپنے اندر کے خانوں میں ہی باہر سے رطوبت

جذب کرتے ہیں یہی رطوبت ان میں کیمیائی تبدیلی کھا کر ہارمونز کی شکل میں خون میں داخل ہو جاتی ہے

غدد جاذبہ کا حجم

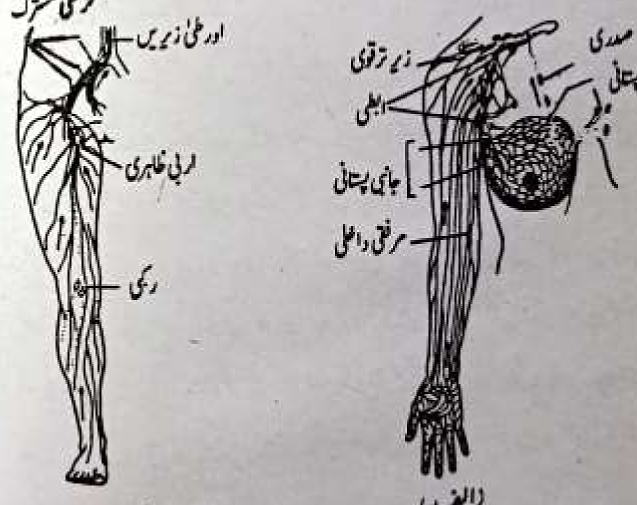
غدد جاذبہ بغل، کنج ران، گلے، کہنی، کہنی کے جوڑ، گھٹنے کے جوڑ، کے پیچھے پائے جاتے ہیں یہ کہیں چپٹے کہیں گول یا بیضوی ہوتے ہیں ان کا حجم گندم کے دانے سے لے کر مغز بادام جتنا ہوتا ہے اگر انہیں کاٹا جائے تو اندر سے خاکستری رنگ کے ہوتے ہیں ان کے علاوہ باجرے کے دانے سے بھی کم غدد جاذبہ تمام جلد کے اندر پائے جاتے ہیں جو ایک طرف باہر سے نمی جذب کر کے خون میں شامل کرتے ہیں یہی وجہ ہے اگر فضا میں رطوبتی ہوا چل رہی ہو یا بارش ہو رہی ہو تو تھوڑی دیر کے اندر ہی گرمی اور پیاس بجھ جاتی ہے۔

اس کے علاوہ بدن کے اندر ترشح شدہ رطوبت طلبیہ جو اعضا کی غذا بننے سے بچ جاتی ہے اسے دوبارہ خون میں داخل کر دیتے ہیں اگر زہریلا مادہ زیادہ مقدار میں ہو اور جلد جذب نہ ہو سکے تو یہ غدد اپنے اندر جذب کر کے جمع کر لیتے ہیں تاکہ بدن ان کی وجہ سے تکلیف نہ اٹھائے ان کے ایسے افعال کی وجہ سے انہیں انسان دوست غدد کہتے ہیں

محققین ان کی اس صفت کی وجہ سے ان کی یوں تعریف کرتے ہیں کہ یہ زہریلے مادے کو اپنے اندر جذب کر کے خود تو دردناک ہو جاتے ہیں لیکن بدن میں زہر پھیلنے نہیں دیتے۔

یادداشت

بڑے غدد جاذبہ کے اندر سے کچھ عروق بھی نکلتے ہیں ان غدد سے نکلنے والے عروق جاذبہ عروق خارجہ کہلاتے ہیں اور ان میں داخل ہونے والے عروق کو عروق داخلہ کہتے ہیں چونکہ یہ غدد بدن میں ترشح پانے والی لمف یا رطوبت طلبیہ جو خرچ ہونے سے بچ جاتی ہے اسے جذب کر کے دوبارہ خون میں داخل کرتے ہیں اسی نسبت سے انہیں غدد لمفاویہ کہتے ہیں



(ب) (الف)

لمفاوی غدد اور نالیاں

(الف) داہنا ہاتھ اور پستانی رقبہ (ب) داہنی ٹانگ اور عانی رقبہ

نظام جذب وانجذاب

جو کچھ ہم کھاتے ہیں وہ منہ معدہ وامعاء میں جاکر اول ہضم یا تحلیل (پکنا) ہے پکنے کے بعد اس کے دو حصے ہو جاتے ہیں۔

اول لطیف یا شفاف حصہ

دوم کثیف یا گاڑھا حصہ

غذا کا گاڑھا حصہ فضلات۔ جسم سے خارج ہو جاتا ہے اور غذا کا لطیف حصہ بشکل خلاصہ غذا جسم میں جذب ہو جاتا ہے اس فعل کو انجذاب یا امتصاص ڈاکٹری میں ایب سار بشن کہتے ہیں اس فعل کو جو اعضا انجام دیتے انہیں غدد جاذبہ اور ان سے نکلنے والے عروق جنہیں عروق جاذبہ یا عروق ماساریقہ اور ڈاکٹری میں اسار بشن کہتے ہیں۔

انجذاب کے فائدے

فعل انجذاب کے دو فائدے ہیں ایک تو یہ کہ خون میں سے جو اجزا بدن میں خرچ ہوتے رہتے ان کے بدل جدید اجزا کا داخل کرنا یہ عمل اس طرح ہوتا ہے کہ غذا پانی اور جو چیزیں جسم کے اندرونی بیرونی حصے سے ملائی ہوتی ہیں ان میں سے لطیف اجزا جسم کے اندر داخل ہوتے رہتے ہیں ۔

دوسرے یہ کہ جسم کے جو اجزاء یا مواد ہضم یا تحلیل ہونے سے بچ جاتے ہیں ان کو ایسے مقامات تک پہنچانا جہاں سے وہ اخراج پا سکیں یہ دونوں

غدمتیں غدد جاذبہ اوران کے عروق سے انجام پاتے ہیں

عروق جاذبہ

عروق جاذبہ دوقسم کے ہوتے ہیں اول وہ عروق جو خون کی ترشح شدہ آئی رطوبت جسے انگریزی میں لمف کہتے ہیں اور عربی میں رطوبت طلبیہ کہتے ہیں کو جذب کرکے خون میں پہنچاتے ہیں انہیں عروق جاذبہ اور ڈاکٹری لمفے ٹکس کہتے ہیں اور دوسرے وہ عروق جو معدہ آنتوں سے دودھ جیسی سفید رطوبت جسے عرف عام میں کیلوس کو جذب کرکے خون میں داخل کرتے ہیں ۔

یہ عروق اپنے مرکز سے جوں جوں دور ہوتے جاتے ہیں ویسے ہی باریک ہوتے جاتے ہیں حتیٰ کہ بال سے باریک عروق شعریہ بن جاتی ہیں انکو عربی مرابص اور ڈاکٹری میں لمفے ٹک کیپلریز کہتے ہیں جن مقامات (غدد جاذبہ) سے نکلتی ہیں وہاں بہت موٹی ہوتی ہیں اور نالیوں کی طرح چوڑی ہوتی ہیں عربی میں جدول کہتے ہیں بڑے بڑے غدد جاذبہ کی جب نالیاں آکر ملتی ہیں تو ایک بڑی نالی بن جاتی ہیں جسے عربی میں مجزی صدر اور ڈاکٹری میں تھوریسک ڈکٹ کہتے ہیں عروق جاذبہ کی بڑی نالیوں کی ساخت وریدوں کی طرح ہوتی ہے جن میں وریدوں کی طرح کیواڑیاں ہوتی ہیں بلکہ کیواڑیوں کی وجہ سے ان کی شکل تسبیح کے دانوں کی طرح گرہ دار ہوتی ہے۔

غدد جاذبہ کی رطوبت

جیسا کہ پہلے بتایا گیا ہے کہ جب خون دورہ کرتا ہوا عروق شعریہ میں پہنچتا ہے تو خون کا پانی (آب خون) ان عروق کی نازک دیواروں سے سم کر اعضائی ساختوں (نشوز) کے خلل وفرج میں بھر جاتا ہے اور انہیں سیراب کرتا ہے اور ان کی پرورش کرتا ہے اس تراوش یافتہ آب خون لمف کو رطوبت لمفاویہ یا رطوبت طلبیہ کہتے ہیں یہ لمف یا رطوبت لمفاویہ جو پرورش اعضائے زائد ہوتی ہے براہ عروق جاذبہ جذب ہوکر خون میں واپس چلی جاتی ہے۔

لمف یا رطوبت طلبیہ

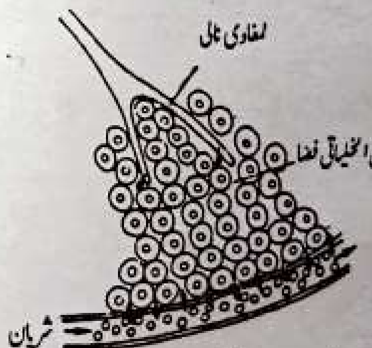
قارئین یاد رکھیں لمف کے معنی پانی ہیں چونکہ یہ رطوبت پانی جیسی ہوتی ہے اس لیئے اس کو لمف کہتے ہیں اور چونکہ یہ خون سے عروق شعریہ کی دیواروں میں مثل شبنم تراوش پاتی ہے اس لئے عربی اصطلاح میں اس کو رطوبت طلبیہ کہتے ہیں۔

یہ پانی کی طرح شفاف بے رنگ اور قدرے بے رنگ زردی مائل ہوتی ہے اس کا مزہ قدرے کھاری ہوتا ہے یہ بے بو ہوتی ہے یہ کیمت میں پانی کی نسبت بھاری ہوتی ہے اس کا وزن متناسبہ 1025 ہوتا ہے اس میں سفید دانے بھی پائے جاتے ہیں اس کی کیمیائی بناوٹ پلازمہ کے مشابہ ہوتی ہے۔

عروق کیلوسیہ یا عروق لبنیہ

یہ عروق آنتوں کے اندرونی طبق سے شروع ہوتی ہیں چھوٹی آنتوں میں

ان کی تعداد بہت ہی زیادہ ہوتی ہے یہ ایک ایک کر کے باہم مل کر مجری صدر کے فراخ حصہ میں داخل ہو جاتے ہیں انہی کے ذریعہ کیلوس کا لطیف حصہ جذب ہو کر مجری صدر میں داخل ہوتا ہے انہی عروق کو اطباء قدیم نے عروق جاذبہ یا عروق ماساریقہ کے نام سے پکارا ہے۔



سیال دموی، نسیجی رطوبت اور لمف

خون کی عروق سے ترشح کے بعد سیال دموی بین الخلیاتی فضا میں آتا ہے،
اس کا ایک حصہ دوبارہ خون میں چلا جاتا ہے اور کچھ لمفاوی عروق میں۔

غدد جاذبہ کی اقسام

قارئین غدد جاذبہ افعال کے لحاظ سے تو جذب کا فعل ہی انجام دیتے ہیں لیکن مقام افعال کی وجہ سے ان کی دو اقسام ہیں

غدد جاذبہ و غدد لمفاویہ

مثلاً وہ غدد جو معدہ امعاء میں آئی ہوئی غذا کو ہضم و تحلیل کر کے غذائی جوس کو براہ عروق ماساریقا و باب الکبد خون میں داخل کرتے ہیں غدد جاذبہ کہلاتے ہیں جو لمفیٹک گلینڈ کہلاتے ہیں ان کے برعکس وہ غدد جاذبہ جو بدن انسان کی خلاؤوں میں پڑے ہوئے فضلات کو جذب کر کے دوبارہ خون میں داخل کرتے ہیں لمفاوی غدد کہلاتے ہیں



سر اور گردن کے لمفاوی غدود اور نالیاں

مثلاً عورتوں مردوں کے چہروں پر سوداوی فضلات آ کر چہروں کو سیاہ داغوں سے بھر دیتے ہیں

استقاء ذقی میں صفراوی رطوبات پیٹ کی خلاووں میں جمع ہو جاتی ہیں ہر قسم کے پھوڑے پھنسیوں کے مادے جہاں رکتے ہیں پھوڑے بناتے ہیں

یہ ایسے فاضل مادے ہیں کہ جب تک انہیں جزب کر کے خون میں شامل یا داخل نہ کر دیا جائے نہ ہی چہرے کے داغ مٹتے ہیں نہ ہی کسی قسم کا اماس یا استقاء ختم ہوتا ہے اور نہ ہی کسی قسم کے پھوڑے پھنسیاں ختم ہوتی ہیں

یاد رکھیں کہ بدن کی صفائی یا فضلات کا اخراج اس وقت تک ممکن نہیں ہے جب تک بدن میں پڑے ہوئے فضلات کو دوبارہ خون میں داخل نہ کر دیا جائے

چند مشاہدات

قارئین آپ نے بار بار مشاہدہ کیا ہو گا کہ اکثر مریضوں کے جسم میں ایک جگہ پھنسی نکل آتی ہے تو ہم اس پر مرہم لگا دیتے ہیں ابھی یہ ختم نہیں ہوتی کہ دو چار اور نکل آتی ہیں ہم ان پر بھی مرہم یا پلستر لگا دیتے ہیں جس سے اکثر وہ ٹھیک ہو جاتی ہیں لیکن ان کے ختم ہونے سے پہلے تمام بدن پر چھوٹے بڑے پھوڑے پھنسیاں نکل آتے ہیں پھر ہمیں مشورہ دیا جاتا ہے کہ بھئی آپ کسی حکیم یا ڈاکٹر سے خون صفائی گولیاں لے کر کھائیں یا ٹیکے لگوائیں جب گولیاں کھائی جاتی ہیں یا خون صفاء کے ٹیکے لگوائے جاتے ہیں تو تمام پھوڑے۔ پھنسیاں اندر ہی غائب ہو جاتی ہیں

قارئین

ذہن نشین کر لیں کہ یہ فعل مصفی خون گولیوں یا ٹیکوں کا نہیں ہے بلکہ ان مصفی گولیوں یا ٹیکوں سے لمفاوی غدد فعل میں تیز ہو گئے انہوں نے تمام فضلات کو خون میں داخل کر دیا جسے گردوں نے باہر خارج کر کے خون کو صاف کر دیا جس سے بدن صاف ہو کر کندن ہو گیا

جب چہروں پر داغ پڑ جاتے ہیں اس وقت بھی غدد لمفاویہ کمزور ہو جاتے ہیں جونہی غدد لمفاویہ کا فعل تیز کر دیا جائے فوراً ہی داغ ٹھیک ہو جایا کرتے ہیں

یادداشت

یاد رکھیں کہ جب تک جسم میں پڑے ہوئے فضلات کو جذب کر کے خون میں داخل نہیں کیا جاتا اس وقت تک نہ ہی گردے ان کو خارج کر سکتے ہیں اور نہ ہی مسامات کسی قسم کے فضلات کو خارج کر سکتے ہیں

کیونکہ گردے اور مسامات بدن تو کسی فاضل شے کو خون میں سے اس وقت ہی خارج کر سکتے ہیں جب وہ خون میں آ جاتی ہے جب تک وہ بدن کی خلاووں میں پڑی رہتی ہے تکلیف دیتی رہتی ہے جونہی غدد لمفاویہ انہیں جذب کر کے خون میں داخل کرتے ہیں فوراً غدد ناقلہ (گردے، مسامات) انہیں باہر نکال دیتے ہیں ورنہ جب تک کوئی شے خون سے نکالنے کے لئے خون میں نہیں آئے گی گردے یا مسامات انہیں نکالنے سے قاصر ہیں

ہضم یا تحلیل اور فاضل مادوں کے متعلق اہم غلط فہمی

عام طور پر ہر طبیب اور فاضل حکیم کے ذہن میں ہضم یا تحلیل کا مفہوم صرف یہ ہوتا ہے کہ انسان باہر سے جو غذا و دوا کھاتا ہے تو وہ معدہ و امعاء میں ہضم یا

تحلیل ہو کر اس کا لطیف جو ہر خون میں جذب ہو جاتا ہے اور بس

لیکن

حقیقت یہ نہیں ہے کیونکہ اگر ہاضمے یا تحلیل کا عمل صرف معدہ امعاء میں ہی ہوتا تو نہ قدرت کو گردے بنانے پڑتے جو فضلات کو براہ بول خارج کرتے ہیں اور نہ ہی مسامات کی ضرورت ہوتی جو فضلات کو پسینے کی صورت میں خارج کرتے ہیں نہ پستان بنانے کی ضرورت ہوتی جو خون سے فاضل مادے لے کر ان کو دودھ میں تبدیل کرتے ہیں اسی طرح نہ خصیے بنانے پڑتے جو خون سے مخصوص اجزاء لے کر منی میں تبدیل کرتے رہتے ہیں۔

مندرجہ بالا اعضاء تو مشینی اعضاء ہیں یعنی یہ اعضاء تو کسی نہ کسی صورت میں خون سے فضلات لے کر باہر خارج کرتے ہیں یا معدہ امعاء کے بچے ہوئے مادے باہر نکالتے ہیں۔

لیکن

بعض دفعہ بعض حیاتی مفرد اعضاء کی پیدا کردہ فاضل اخلاط بدن کی خلاؤں میں رک کر باعث تکلیف بن جاتی ہے لہٰذا اگر ایسی فاضل اخلاط یا فاضل مادے بدن سے خارج نہ کئے جائیں تو نہ صرف مریض کی زندگی اجیرن ہو جاتی ہے بلکہ اکثر موت واقع ہو جاتی ہے۔

مثلاً بدن میں صفراء کی اس قدر مقدار بڑھ گئی ہے کہ خون بھی اسے برداشت نہیں کر سکتا ایسی صورت میں یہی فاضل مادہ بدن کی بعض خلاؤں میں جمع ہو جاتا ہے جیسے اگر وہ پیٹ کی خلاؤں میں جمع ہو جائے تو پیٹ مشک کی طرح بھر جاتا ہے

تو اسے عرف عام میں استسقاء زقی کہتے ہیں اگر خصیوں میں جمع ہو جائے تو استسقاء خصیہ کہتے ہیں بالکل اسی طرح اگر یہ فاضل صفراء پھیپھڑوں میں جمع ہو جائے تو استسقاء الصدر یا پھیپھڑوں کا استسقاء کہتے ہیں اگر دماغ کے غدی پردوں میں اکٹھا ہو جائے تو استسقاء دماغ کہتے ہیں۔

بالکل اسی طرح اگر بلغمی رطوبات بدن میں جمع ہو جائیں تو جسم پھول کر موٹا (کپا) ہو جاتا ہے اگر نزلہ زکام چلتا ہوا رک جائے تو درد سر پیدا ہو جاتا ہے جسے عرف عام میں درد سر عصابہ یا درد شقیقہ کہتے ہیں اگر جلد میں کسی وجہ سے (مسامات بند ہونے سے) مادہ رک جائے تو خارش دھدر چنبل پھوڑے پھنسیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔

بالکل اسی طرح

اگر سوداوی رطوبات بدن کی خلاؤں میں رک جائیں یا جم جائیں تو نقرس" وجع المفاصل یا تحجر مفاصل کی تکالیف پیدا ہو جاتی ہیں سوداوی رطوبات کے جوڑوں میں بستہ ہونے یا جم جانے کی ایک مثال پیش کر رہا ہوں امید ہے کہ اسے پڑھ کر فضلات کے رک جانے کا مفہوم سمجھ آجائے گا۔

ایک مثال

3 ستمبر 1971 کو استاد حکیم انقلاب صابر ملتانی دنیا پور تشریف لائے شام کو باہر سے آئے ہوئے اطباء کو درس دے رہے تھے اس دوران میرے تایا جان حکیم محمد یوسف صاحب بولے اور استاد صاحب سے سوال کیا کہ حکیم صاحب طب یونانی میں تحجر مفاصل کا کوئی علاج نہیں ہے کیا آپ نے اس کا کوئی علاج دریافت کیا

ہے؟

استاد صاحب فرمانے لگے کہ حکیم صاحب تحجر مفاصل کا علاج آپ کو کرنا نہیں آتا لیکن آپ طب یونانی کو کوس رہے ہیں آپ یہ کیوں نہیں کہتے کہ تحجر مفاصل کا علاج مجھے کرنا نہیں آتا۔

اس کے بعد آپ فرمانے لگے کہ تحجر مفاصل کی پہلے حقیقت ماہیت سمجھیں پھر اس کا علاج تلاش کریں۔

تحجر مفاصل کی حقیقت ماہیت

آپ نے تحجر مفاصل کی حقیقت ماہیت یوں بتائی کہ ہمارے بدن میں ایک خلط سودا پائی جاتی ہے جو عضلاتی اعصابی تحریک میں پیدا بھی ہوتی ہے اور خون میں جمع بھی ہوتی ہے اگر یہ خون میں ضرورت سے زیادہ جمع ہو جائے تو پھر خلاؤں میں جمع ہو جاتی ہے اور یہ زیادہ تر جوڑوں میں جمع ہوا کرتی ہے اور اگر وہاں جم جائے یا بستہ ہو جائے تو تحجر مفاصل کی صورت پیدا ہو جاتی ہے جوڑوں میں پتھر کی طرح جم جاتی ہے جس سے جوڑ پتھرا جاتے ہیں اسی حالت کو اطباء تحجر مفاصل کہتے ہیں

علاج

چونکہ سودا یا عضلاتی اعصابی تحریک کا مزاج خشک سرد ہے اور اس کا علاج خشک گرم یا گرم خشک ہے دوسرے لفظوں میں یوں سمجھ لیں کہ سودا (خشکی سردی) کا علاج صفراء (گرمی خشکی) ہے اس کے بعد آپ (استاد صاحب) فرمانے لگے

کہ حکیم صاحب آپ بدن میں صفراء یا حرارت پیدا کر دیں جو عضلاتی غدی یا غدی عضلاتی سے پیدا ہو گا جونہی حرارت و صفراء بڑھے گا تو بستہ یا جما ہوا مادہ تحلیل (پگھل) ہو کر خون میں غدد جاذبہ کے ذریعے جذب ہو جائے اور پھر خون سے غدد ناقلہ کے ذریعے براہ پیشاب پسینہ وغیرہ کی صورت میں نکل جائے گا اس طرح تحجر مفاصل کو کلی آرام آجائے گا۔

آخر میں استاد صاحب فرمانے لگے کہ حکیم صاحب حرارت سے لوہا تانبا پیتل یہاں تک کہ بھٹوں میں اینٹیں تک پگھل جاتی ہیں تو اگر آپ طب یونانی کے اصول پر عمل کرتے ہوئے جگر و غدد کو تیز کر کے صفراء و حرارت کو بڑھا دیں تو کیسے ممکن ہے کہ تحجر مفاصل کا جما ہوا مادہ تحلیل ہو کر خارج نہ ہو جائے۔

اب جب بھی آپ کے پاس کوئی تحجر مفاصل کا مریض آجائے تو اسے عضلاتی غدی سے غدی عضلاتی تحریک پیدا کر دیں فوراً تحجر مفاصل دم دبا کر بھاگ جائے گا۔

ایک واقع

سمہ سٹہ کے قریب کلانچ ایک ریلوے اسٹیشن ہے وہاں سے خدا بخش نامی شخص علاج کے لئے مطب میں آیا اسے دو آدمی اٹھا کر لائے جب میں نے اس کا معائنہ کیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ اس کے ہاتھوں کی انگلیوں کے جوڑ پتھر کی طرح پتھرائے ہوئے ہیں اس کی ہتھیلیاں بھی پتھر کی طرح تختیاں بن چکی ہیں اس کے کان ایسے سخت ہو چکے تھے کہ اگر انہیں اکٹھا کرنے کی کوشش کرتے تو اکٹھا ہونے کی بجائے لکڑی کی طرح ٹوٹ جاتے اس کے گھٹنوں میں حرکت بالکل بند ہو چکی تھی گھٹنوں کے نیچے آدھ آدھ پاو کے پتھر کی طرح گولے بن چکے تھے۔

مریض نے بیان کیا کہ چند دن میں نے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو ایک دوسرے میں داخل تو کر لیا مگر تین دن تک باہر نہ نکل سکیں۔

اس وقت بھائی حکیم محمد شریف صاحب بھی حیات تھے ہمیں تایا جان اور استاد صاحب کا مکالمہ یاد تھا لہٰذا ہم نے استاد صاحب کی ہدائت کے مطابق غدی عضلاتی مسہل حب مقوی خاص اور حب صابر کھانے کو دیں اور جوڑوں پر غدی عضلاتی مسہل لیپ کے لئے دے دیا اور مریض کو ہدائت کی کہ اگر جوڑوں پر اماس یا سوجن آجائے تو گھبرانے کی ضرورت نہیں یہ تو آپ کے لئے مفید ہوگی دوا لے کر مریض چلا گیا پندرہ دن دوا کھائی اس دوران اسے افاقہ ہونے لگا آہستہ آہستہ حرکت کرنے لگا اسے حوصلہ ہو گیا اور باپرہیز دوا کھانے لگا اتفاق سے اس کے جوڑوں میں سوجن آنی شروع ہو گئی جوں جوں سوجن بڑھتی تھی درد تو اس کا کم ہوتا گیا لیکن زیادہ سوجن سے پھر حرکت سے معذور ہو گیا اتنے میں اس کی دوا ختم ہو گئی اس نے گھر والوں سے کہا کہ میری دوا لا دو انہوں نے کہا کہ یہ دوا تو تمہیں نقصان دے رہی ہے اس سے تمہارے جوڑ سوجنے شروع ہو گئے ہیں ہم اور دوا نہیں لائیں گے مریض مجبور تھا دوا کے لئے کہ کر چپ ہو گیا جن چند دن دوا نہ ملی تو سوجن ختم ہونا شروع ہو گئی اور وہ قدرے چلنے لگا سوجن ابھی معمولی باقی تھی اور وہ کسی قدر چل سکتا تھا اس نے گھر والوں سے کہا کہ حکیم صاحب نے کہا تھا کہ سوجن آجائے تو مفید ہوگی لہٰذا مجھے لازی دوا لا کر دو گھر والے مجبور ہو کر اسے لے کر مطب پر آگئے تمام حالات بتائے مجھے بھی حاصلہ ہو گیا میں نے اسے وہی دوا دے کر بھیج دیا لیکن دوا کی مقدار پہلے سے قدرے کم کر دی۔

اب جوں جوں وہ دوا کھا رہا تھا اسے آرام آتا تھا اور وہ چلنے لگا تھا تیسری بار مریض نے کہا کہ اب میرا دل تمام دن چلنے کو کرتا ہے اب میں تقریباً تین میل

پیدل چل سکتا ہوں آہستہ آہستہ اللہ نے مستقل شفاء دے دی۔

مندرجہ بالا مثالوں سے یہ واضح ہو گیا کہ جگر کے غدد جاذبہ حرارت و صفراء باہر سے جسم میں داخل ہونے والی غذا دوا کو ہضم یا تحلیل کرتے ہیں اور اس کا لطیف حصہ (جوس) خون میں داخل کرتے ہیں جو بدن کی غذا بنتا ہے

اور یہی غدد بدن کے اندر دوسرے حیاتی مفرد اعضاء کے رکے ہوئے اخلاط یا فاضل مواد کو تحلیل کر کے خون میں داخل کرتے ہیں تاکہ انہیں غدد ناقلہ بدن سے خارج کر دیں۔

اور غدد ناقلہ فاضل مواد کو جو اعضاء کی غذا بننے سے خون میں بچ گیا ہے اور فضلہ کی صورت اختیار کر گیا ہے اپنی نالیوں کے ذریعے خون سے خارج کرتے رہتے ہیں۔

طحال

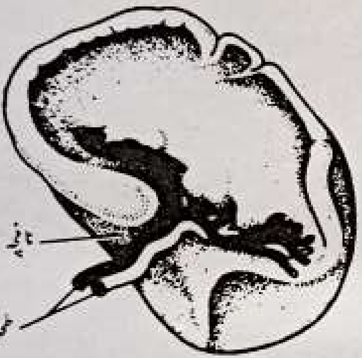
طحال بدن انسان میں سب سے بڑا غدد جاذبہ ہے اس میں کسی قسم کی نالی نہیں ہوتی اسے بدن کے بچے ہوئے مادوں کا گودام بھی کہتے ہیں یہ جگر کے بائیں طرف آخری پسلی کے نیچے واقع ہے یہ رنگت میں سیاہی مائل ہوتی ہے جوان انسان میں پانچ انچ لمبی تین انچ چوڑی اور ڈیڑھ انچ موٹی ہوتی ہے اس کا وزن تین چھٹانک کے قریب ہوتا ہے صحت کی حالت میں بائیں پسلیوں میں محسوس نہیں ہوتی بیماری کی حالت میں ناف اور پیڑو تک محسوس ہوتی ہے طحال غدہ ہونے کے ناطے جگر کا خادم ہے

طحال کے افعال میں غلط فہمی

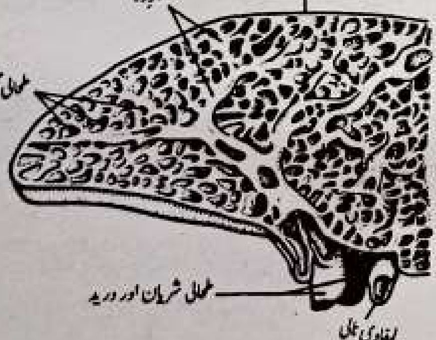
طحال بدن انسان میں سب سے بڑا غدد جاذبہ ہے بدن میں طحال ہی ایسا عضو ہے جس کی حقیقت ماہیت مزاج اور افعال کے متعلق یقینی فیصلہ نہیں ہو سکا البتہ سب اس بات پر متفق ہیں کہ یہ واقعی غدد جاذبہ ہیں

اطباء متقدمین اور رحال کے حکماء کے خیالات

(۱) اطباء متقدمین چونکہ چار اخلاط تسلیم کرتے ہیں چونکہ طحال اور غدد جاذبہ بدن میں پڑے ہوئے اور بچے ہوئے فضلات و فاضل مادوں کو اپنے اندر جذب کرکے اور ان پر کیمیائی اعمال کرکے خون میں داخل کرتے ہیں اس لئے انہوں نے اخلاط کی چوتھی قسم سودا کو پیدا کرنے اور سودا سٹور کرنے والا عضو تسلیم کیا ہے



طحال



طحال کی اندرونی ساخت

(۲) چونکہ سودا کا مزاج سرد خشک تسلیم کیا جاتا ہے اور سودا کا طحال میں جمع ہونا تسلیم کیا ہے لہٰذا انہوں نے طحال کا مزاج بھی سرد خشک تسلیم کیا ہے

(۳) متقدمین اطباء کم اور جدید اطباء (ڈاکٹر لوگ) زیادہ طحال کو سفید اور سرخ ذرات خون بنانے والا عضو تسلیم کرتے ہیں

(۴) حاملین قانون مفرد اعضاء میں طحال کے متعلق دو گروہ پائے جاتے ہیں جن میں استاد صاحب اور ان کے پیرو کار طحال کو جگر کا خادم غدد اور اس کا مزاج گرم خشک تسلیم کرتے ہیں

جبکہ دوسرا گروہ اسے چوتھا حیاتی عضو اس کا مزاج سرد خشک اور اس کی بناوٹ الحاقی مادہ (ہڈیوں کا مادہ) سے **بنا ہوا تسلیم کرتے ہیں**
اور بضد ہے کہ اسے چوتھا حیاتی عضو تسلیم کیا جائے

طحال کے متضاد افعال کے متعلق قانون مفرد اعضاء کے فیصلے

(۱) قانون مفرد اعضاء جب سے تخلیق ہوا ہے اس نے بلغم صفراء سودا اور خون کو چار اخلاط تسلیم ہی نہیں کیا کیونکہ خود خون میں بقیہ اخلاط بلغم صفراء سودا پائے جاتے ہیں دوسرے معنوں میں خون (صفراء، سودا اور بلغم) کے مجموعے کا نام ہے اس حقیقت سے کوئی قدیم یا جدید طب انکار نہیں کرتی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

طحال کا مزاج سرد خشک اور خلط سودا کا سٹور تسلیم کرنا

جہاں تک طحال کو سودا کا سٹور تسلیم کرنے کا تعلق ہے یہ اعضاء کے مزاج اور افعال کے بالکل متضاد ہے قانون مفرد اعضاء اسے **قطعاً** تسلیم نہیں کرتا

کیونکہ اول اگر طحال کو غدد یا غدی مادہ کا بنا ہوا تسلیم کرنا ہے تو اس کا مزاج بھی گرم ہو گا کیونکہ طحال کو جگر کا کیمیائی فعل (مادوں کو جذب کرنے والا) ادا کرنے والا تسلیم کیا جاتا ہے اس لئے اس کا مزاج گرم خشک تسلیم کرنا پڑے گا

جب کہ اطباء طحال میں سوداوی اور سیاہ مادوں کے جمع ہونے کی وجہ سے سرد خشک تسلیم کرتے ہیں

قارئین جس طرح جگر اور غدد جاذبہ معدہ امعاء میں آئی ہوئی سرد گرم 'تر' خشک چیز میں تخصیص کے بغیر تحلیل و ہضم کا فعل انجام دیتے ہیں ان غدد کا مزاج گرم خشک تسلیم کیا جاتا ہے تر' سرد وغیرہ تسلیم نہیں کیا جاتا بالکل اسی طرح طحال میں چاہے بلغمی مادے جمع ہوں یا سوداوی سرد خشک مادے اگر رکیں یا جمع ہوں کی وجہ سے طحال کا مزاج تر سرد یا سرد خشک تسلیم نہیں کیا جا سکتا البتہ چونکہ طحال غدی مادے سے بنا ہوا تسلیم کیا جاتا ہے اس لئے اس کا مزاج گرم خشک ہی تسلیم کرنا پڑے گا

طحال کو سفید اور سرخ ذرات بنانے والا تسلیم کرنا

قارئین سفید ذرات اور سرخ ذرات خون کا مزاج ہی مقرر نہیں کیا گیا

البتہ سفید ذرات خون کی ترقی یافتہ صورت کو سرخ ذرات خون قرار دیا گیا ہے یعنی سفید ذرات نشو نما پاکر سرخ ذرات خون بن جاتے ہیں جو نہ صرف غلط ہے بلکہ حقیقت سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہے

کیونکہ

سفید ذرات خلط صفراء کے لطیف اجزاء سے بنتے ہیں اس لئے ان کا مزاج گرم خشک ہے

حقیقت میں ان کا رنگ زرد ہے لیکن چونکہ جسمانی لحاظ سے چھوٹے اور مقدار میں کم ہوتے ہیں اس لئے ان کا رنگ سفید اور زرد نظر آتا ہے

نوٹ اگر جسم میں حرارت اور صفراء بڑھ جائے تو ان کی مقدار بڑھ جاتی ہے جس سے یرقان ہو جاتا ہے **جملہ** پانی کا رنگ نیلا تسلیم کیا گیا ہے لیکن پانی کا قطرہ یا پانی سے بھرے ہوئے گلاس کا رنگ بھی سفید نظر آتا ہے لیکن پانی کے سمندر کا رنگ سفید کی بجائے نیلا نظر آتا ہے

سرخ ذرات خون کا مزاج

سرخ ذرات خون کا مزاج خشک سرد سے خشک گرم ہے کیونکہ یہ خلط سودا کی پیداوار ہے

اگر جسم میں سردی بڑھ جائے تو ان ذرات کا پھیلاؤ کم ہو کر سکیڑ بڑھ جاتا ہے اور پہلے سے بھی زیادہ قریب ہو جاتے ہیں ایسی صورت میں جسم کا رنگ سیاہ ہو جاتا ہے

جسے سیاہ یرقان بھی کہتے ہیں لیکن اگر حرارت غریزی بڑھنے لگے تو یہ ذرات پھیل کر ایک دوسرے سے دور ہو جاتے ہیں ان کا رنگ شوخ سرخ ہو جاتا ہے

حقیقت میں اس وقت عضلاتی غدی تحریک بڑھنا شروع ہو جاتی ہے ان اشخاص کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ان کے چہرے اور جسم پر نور برس رہا ہے یہ سرخ ذرات خون کی کثرت اور ہلکی عضلاتی غدی تحریک کے حامل ہوتے ہیں

پھر ذہن نشین کر لیں

انسان کی غذا میں جو صفراوی اجزاء ہوتے ہیں وہ جب معدہ میں آکر کیلوس کی صورت میں عروق ماساریقا کے ذریعے جذب ہو کر خون میں شامل ہو جاتے ہیں تو ان سے سفید ذرات خون بنتے ہیں جو ہمیشہ اپنی ماہیت میں قائم رہتے ہیں

اس کے برعکس جس قسم کی غذا مریض کھاتا ہے اس میں جو تیزابی اور سوداوی مادے ہوتے ہیں وہ جب کیلوس کی صورت میں عروق ماساریقا کے ذریعے جذب ہوتے ہیں تو ان سے سرخ ذرات خون بنتے ہیں جو ہمیشہ اپنی ماہیت میں قائم رہتے ہیں

چونکہ سفید ذرات خون اور سرخ ذرات خون کی ماہیت ایک دوسرے سے مختلف ہے یہ بھی حقیقت ہے کہ سودا کبھی صفراء میں نہیں بدلتا اسی طرح صفراء کبھی خالص سودا نہیں بن سکتا لہٰذا سفید ذرات کبھی بھی سرخ ذرات میں نہیں بدل سکتے اگر ایسا تسلیم کیا جائے گا تو حقیقت سے انحراف ہو گا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

طحال کو چوتھا حیاتی عضو تسلیم کرنا

قارئین حکیم انقلاب المعالج صابر ملتانی نے اور تمام معروف طریق ہائے علاج کے حاملین نے اس عضو کو حیاتی عضو تسلیم کیا ہے جس کے کام چھوڑنے یا اس کو بدن سے نکال دینے سے موت واقع ہو جائے مثلاً اگر کسی غذا دوا کے شدید اثر سے یا کسی حادثہ سے دل 'جگر' دماغ میں سے کوئی عضو متاثر ہو کر کام چھوڑ دے تو موت واقع ہو جاتی ہے

اس کے برعکس

اس دنیا میں سینکڑوں ہزاروں مریض ایسے ہیں جن کی طحال بدن کے اندر سے نکال دی گئی ہے اور وہ معمولی ضعف یا کمزوری کی موجودگی میں معمول کے مطابق زندگی گزار رہے ہیں

یہ تاریخی واقعہ ہے کہ جلاوطن شاہ ایران (ظاہر شاہ) کی تلی اپریشن کے ذریعے نکال دی گئی تھی ظاہر ہے کہ شاہ ایران کی تلی اسے مارنے کے لئے نہیں نکالی گئی تھی لہٰذا ان حقائق کی وجہ سے اسے حیاتی عضو تسلیم نہیں کیا جاسکتا

طحال کو خلط سودا اور الحاقی مادہ سے بنا ہوا تسلیم کرنا

قارئین بفرض محال اگر طحال کو خلط سودا اور الحاقی مادہ سے بنا ہو تسلیم کر بھی لیا جائے تو اسے ہم کسی بھی صورت میں غدد نہیں کہہ سکتے جیسا کہ طحال کو حیاتی عضو کہنے والے بھی غدد کہتے ہیں

کیونکہ

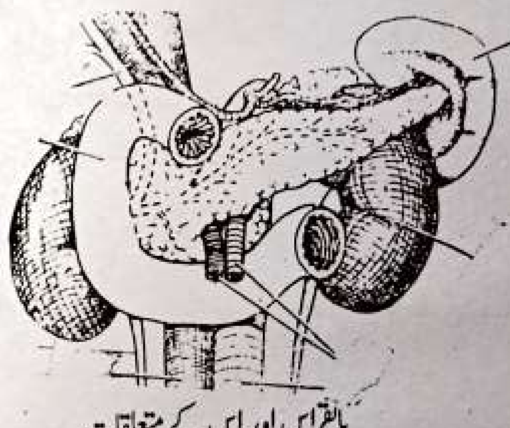
ہر قسم کے غدد کی ماہیت میں غدی مادہ یا خلط صفراء سے بنا ہو تسلیم کیا جاتا ہے یہ لوگ طحال کو خلط سودا یا الحاقی مادہ سے بنا ہوا مانتے ہوئے بھی اسے غدد کیوں کہتے ہیں؟ کوئی اور نام الحاقی وغیرہ کیوں نہیں رکھ لیتے چونکہ وہ بھی اسے غدد خصوصاً غدد جاذبہ کہنے پر مجبور ہیں اس لئے یہ نہ سرد خشک عضو ہے اور نہ ہی الحاقی مادہ سے بنا ہوا ہے

اس موضوع پر میں نے ماہ دسمبر ۱۹۹۷ کے شمارے میں مدلل بحث پیش کی ہے شائقین منگوا کر پڑھ سکتے ہیں

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

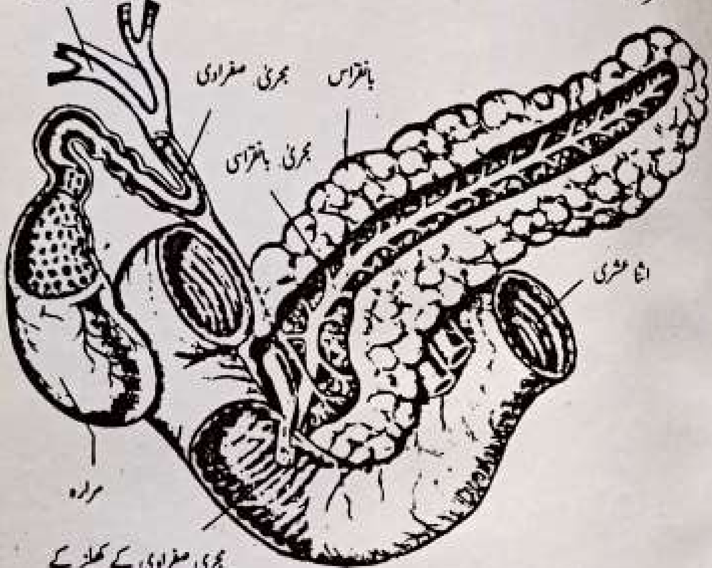
لبلبہ

تعارف اسے عرف عام میں لبلبہ یا پنکریاس بھی کہتے ہیں چونکہ یہ طحال کے ساتھ مثل گردن کے لگا ہوا دکھائی دیتا ہے اس لئے اسے عنق الطحال بھی کہتے ہیں

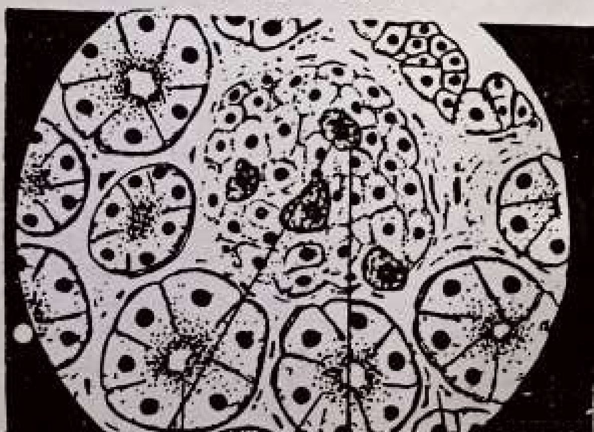


بانقراس اور اس کے متعلقات

لبلبہ در حقیقت ایک قسم کا غدو یا گلٹی ہے اس کی شکل کتے کی زبان جیسی ہوتی ہے اس کی لمبائی چھ انچ چوڑائی ڈیڑھ انچ وزن ایک چھٹانک سے تین چھٹانک ہوتا ہے اس کے بائیں سرے کی طرف ایک نالی ہوتی ہے جو دائیں سرے کی طرف آکر پتے کی نالی کے ساتھ مل کر بارہ انگشی آنت میں جا کھلتی ہے



بانقراس اور اس کی وضع



لبلبہ کی اس نالی سے ایک رطوبت نکلتی ہے جو نشاستہ کو حیوانی شکر میں تبدیل کرتی ہے

یہ عمل بالکل اسی طرح ہوتا ہے جس طرح دودھ میں ذرا سی ترش لسی یا کوئی ترش یا کھٹی شے ملانے سے دودھ میں خمیر پیدا ہو جاتا ہے اور چند گھنٹوں میں دہی بن جاتا ہے

یاد رکھیں لبلبہ سے نکلنے والی رطوبت بھی ترش ہوتی ہے نشاستہ یا مٹھاس میں مل کر جزو بدن بننے کے قابل بناتی ہے اسی عمل کے کمزور پڑ جانے سے بدن کی شکر نشاستہ حیوانی میں تبدیل نہیں ہوتی اور جزو بدن نہیں بنتی لہذا گلوکوز یا نشاستہ خون میں دورہ کرتا ہے جسے گردے فاضل مواد کے طور پر بصورت پیشاب خاج کر دیتے ہیں کیونکہ ان مادوں کی مقدار بہت زیادہ ہوتی ہے لہذا انہیں خارج کرنے کے دوران پیشاب بار بار سفیدی مائل آنے لگتا ہے رطوبات کے زیادہ نکلنے اور جزو بدن کم بننے کی وجہ سے منہ خشک رہنے لگتا ہے اور بدن میں غذا کی کمی واقع ہو جاتی ہے جس سے مریض جلد تھک جاتا ہے تمام بدن خصوصاً ٹانگوں کے گوشت میں درد ہونے لگتا ہے ان علامات کو پاکر جب ڈاکٹر مریض کا پیشاب چیک کرتا ہے تو امتحان میں شوگر ٹریس (پائی) ہو جاتی ہے اور ڈاکٹر شوگر کا فتویٰ لگا دیتا ہے

لبلبہ کے افعال

لبلبہ کے اندر چونکہ نالیاں نہیں ہیں بلکہ وہ تو اسفنج کی طرح کا متخلل عضو ہے جو جذب رطوبات کا کام کرتا ہے

قارئین جب بھی کسی قابل حکیم یا ڈاکٹر سے لبلبہ کے بارے میں پوچھا جائے کہ لبلبہ کے کیا افعال ہیں تو وہ ایک ہی حقیقت کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ لبلبہ انسولین بناتا، جب لبلبہ کسی وجہ سے کمزور ہو جائے تو انسولین بنانا کم کر دیتا ہے یا

بند کر دیتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مریض کی شوگر اعضاء میں جمع ہونے کی بجائے براہ گردہ خارج ہو جاتی ہے

لبلبہ کا کمزور ہونا اور انسولین نہ بنانے کی وجہ

قارئین ذہن نشین کر لیں کہ لبلبہ ایک غدد جاذبہ ہے جو جگر کا کیمیائی عضو ہے

جب غدد ناقلہ گردے تیز ہو جاتے ہیں تو غدد جاذبہ کمزور ہو جاتے ہیں اگر غدد جاذبہ کچھ انسولین بنائے بھی تو غدد ناقلہ اسے خون سے خارج کر دیتے ہیں چونکہ شوگر غدی اعصابی تحریک کی وجہ سے ہوتی ہے جوانوں میں اکثر چالیس سال کے بعد ہوتی ہے اور جلد ختم نہیں ہوتی اور اکثر موت تک قائم رہتی ہے

انسولین شوگر کا مستقل علاج کیوں نہیں ہے؟

موجودہ شوگر کا ڈاکٹری علاج انسولین ہے جس مریض کو شوگر ہوتی ہے اسے انسولین کا ٹیکہ لگا دیتے ہیں چونکہ انسولین لبلبہ کی خوراک نہیں بلکہ اس کا فضلہ ہے اس لئے انسولین لبلبہ کے ضعف یا کمزوری کو دور نہیں کرتی بلکہ بدن کی ضرورت میں خرچ ہو جاتی ہے اس لئے شوگر رہنے کا نام نہیں لیتی

ایک انتہائی دقیق اور لطیف حقیقت کا اظہار

قارئین جس قسم کا ہارمون یا رطوبت کوئی عضو اپنے اندر سے خارج کرتا ہے وہ خارج ہونے والا مادہ اس عضو کا فضلہ ہوتا ہے اس کے اپنے کسی کام کا نہیں ہوتا نہ ہی اس کے فعل میں کسی قسم کی کمی بیشی کر سکتا ہے

مثلاً جگر سے فاضل صفراء جب پتہ میں آجاتا ہے تو اب اسے نکلنا ہی ہوتا ہے جگر کو کسی قسم کی طاقت نہیں دیتا بلکہ پتہ میں اس کا پڑا رہنا نقصان دہ ہی ہے

اگر کسی وجہ سے جگر کمزور ہو کر صفراء کم بنائے یا بنانا بند کر دے جس سے ہضم غذا کا فعل کمزور ہو جائے گا

اگر ہاضمہ کا فعل درست کرنے کے لئے باہر سے صفراوی رطوبات بارہ انگشتی آنت میں داخل کر دی جائیں تو وقتی طور پر ہاضمہ کا فعل درست ہو جائے گا مگر جگر کی کمزوری دور نہیں ہوگی اسی طرح اگر خصیے کسی وجہ سے منی بنانا بند کردیں جس وجہ سے حمل قائم نہ ہو رہا ہو اگر کسی طریقہ سے ایسے ایک شخص کا خزانہ منی میں کسی دوسرے شخص کی منی داخل کر دی جائے تو اس کے نتیجے میں اس شخص کے گھر والی حاملہ ہو سکتی ہے لیکن اس کے خصیے کسی صورت میں طاقتور نہیں ہو سکتے اور نہ ہی اولاد پیدا کر سکتے ہیں بالکل یہی صورت لبلبہ کے کمزور ہونے سے پیدا ہوتی ہے یعنی لبلبہ کمزور ہونے کی وجہ سے ضرورت کے مطابق انسولین نہیں بنا سکتا جس سے لبلبہ غذا کا جوس گلائی کوجن نشاستہ نہیں بنا سکتا اور شوگر آنے لگتی ہے

شوگر کے علاج میں مصنوعی انسولین بدن میں داخل کر دی جاتی ہے جس سے وقتی طور پر غذائی جوس گلائی کوجن یا حیوانی نشاستہ بن کر شوگر کم کر دیتا ہے یا وقتی طور پر ختم کر دیتا ہے چونکہ باہر سے آنے والی انسولین لبلبہ کی کمزوری کو رفع نہیں کر سکتی لہٰذا جونہی انسولین باہر سے جسم میں داخل ہونے سے رکتی ہے فوراً شوگر آنے لگتی ہے

چاہئے تو یہ تھا کہ لبلبہ کے فعل کو تیز کر دیا جاتا جس کے نتیجے میں لبلبہ پہلے کی طرح وافر مقدار میں انسولین بنانے لگتا اور شوگر کا مستقل علاج ہو جاتا

یاد رکھیں جو انسولین لبلبہ سے خارج ہوتی ہے وہ اس کے لئے فضلہ ہے اس قسم کا جتنا فضلہ یا مادہ بدن میں داخل کر دیا جائے لبلبہ کو ذرا بھر بھی طاقت نہیں دے سکتا

یہی وجہ ہے کہ انسولین تمام عمر بھی اگر استعمال کی جائے لبلبہ کو بالکل طاقتور نہیں بنا سکتی بلکہ کمزور کرنے کا باعث ہوتی ہے کیونکہ اگر بنی بنائی انسولین داخل کی جائے گی تو لبلبہ کو کام کرنے کی کیا ضرورت ہے نتیجہ یہ ہوگا کہ لبلبہ کمزور ہو جائے گا

غدہ درقیہ

اردو نام	عربی نام	ڈاکٹری نام
ڈھال نما غدد	غدہ درقیہ	تھائیرئیڈ گلائینڈ

جیسا کہ اس کے نام سے واضح ہے کہ یہ ڈھال کی مانند غدد ہے جو گردن میں ہوا کی نالی کے بالائی حصہ کے سامنے واقع ہے یہ غدد جاذبہ کے خاندان سے تعلق رکھتا ہے کیونکہ اس میں کوئی نالی نہیں ہوتی بلکہ اپنے ہارمون خون میں جذب کراتا ہے اسی ہارمون کو تھائراکسین کہتے ہیں اس کا وزن نصف سے ایک چھٹانک ہوتا ہے البتہ اگر اس کی رطوبات کسی وجہ سے شریانوں اور وریدوں میں جذب نہ ہوں تو یہ خود بڑھ جاتا ہے یہ وہی غدد ہے جو آپ نے کسی مریض کی ٹھوڑی کے نیچے گردن میں گولا نما بڑھا ہوا دیکھا ہوگا اس کی اس غیر طبعی حالت کو عرف عام میں گلھڑ اور گھیگھا وغیرہ ناموں سے یاد کرتے ہیں۔



غدہ درقیہ

مزاج

جیسا کہ اوپر بتایا جا چکا کہ یہ ایک قسم کا غدد جاذبہ ہے اس لئے اس کا مزاج گرم خشک ہے جب یہ بڑھتا ہے تو اس وقت غدی عضلاتی تحریک ہوتی ہے بدن میں آیوڈین کی کمی ہو جاتی ہے آیوڈین کھلانے سے اصلی حالت پر آجاتا ہے

افعال

اب تک محققین اس کے افعال معلوم نہیں کر سکے لیکن قانون مفرد اعضا نے چونکہ غدد جاذبہ کا فعل باہر سے کھائی ہوئی غذا کو تحلیل (پکا) کے اس کا لطیف حصہ خون میں جذب کرانا ہے اور یہ ان غدد جاذبہ کا کام ہے جو منہ معدہ امعا میں پائے جاتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالی نے کچھ غدد ایسے بنائے ہیں جو شریانوں وریدوں سے ترشح پا کر اعضا کی غذا بننے سے بچ جانے والے مادوں (فضلات) کو جذب کر کے دوبارہ خون میں داخل کرتے رہتے ہیں جس سے بدن کی صفائی ہوتی رہتی ہے ان میں غدہ درقیہ۔ غدۃ الجنین۔ لبلبہ۔ طحال وغیرہ شامل ہیں۔

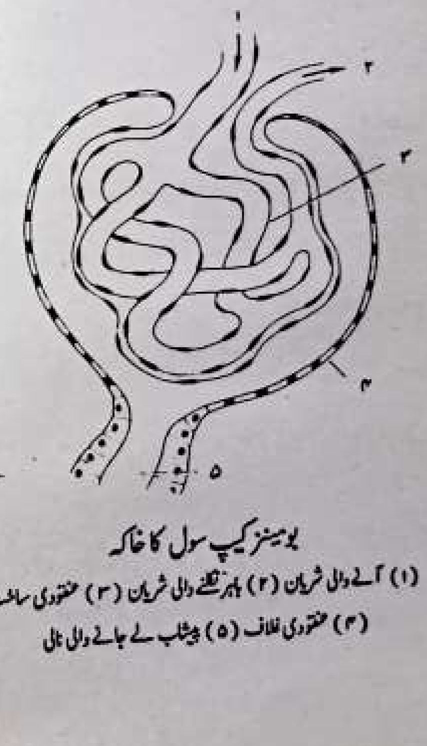
غدۃ الجنین کی گلٹی

غدۃ الجنین۔ تھائیمس گلینڈ

یہ دو انچ لمبی ڈیڑھ انچ چوڑی گلٹی ہے۔ سینہ کی ہڈی کے بالائی سرے

کے پیچھے واقع ہے

یاد رکھیں پیٹ کے بچے میں یہ بڑی ہوتی ہے اور دو برس تک بڑھتی رہتی ہے حتیٰ کہ چودہ سال تک بالکل تحلیل ہو جاتی ہے یہ حقیقت ہے کہ بچپن سے جوانی تک بچے کی نشو نما کے لیے کام کرتی رہتی ہے۔



بومینز کیپ سول کا خاکہ

(۱) آنے والی شریان (۲) باہر نکلنے والی شریان (۳) عنقودی ساخت
(۴) عنقودی غلاف (۵) پیشاب لے جانے والی نالی

تشریح غدد ناقلہ

اعضائے بول

تعارف انہیں پیشاب کے اعضاء آلات بول اور ڈاکٹری میں یوری نری اپریٹس URINARYAPPRATUS کہتے ہیں

پیشاب کے اعضاء میں

(۱) گردے

(۲) کڈنیز گردوں کی نالیاں یوٹریس جنہیں حالبین بھی کہتے ہیں

(۳) مثانہ جسے ڈاکٹری میں یوری نری بلیڈر بھی کہتے ہیں

(۴) پیشاب کی نالی جسے طب میں مجری بول اور ڈاکٹری میں یوریتھرا کہتے ہیں

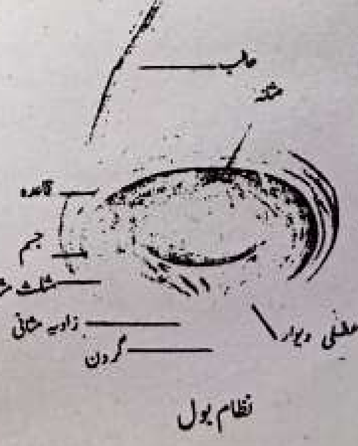
گردے

گردے کو عربی میں کلیہ یا کلیاتین کہتے ہیں

گردوں کی تعداد

اللہ تعالیٰ نے اکثر اعضاء دو دو بنائے ہیں مثلاً کان دو ہیں آنکھیں دو ہیں اسی طرح گردے بھی دو ہیں





نظام بول

گردوں کا جائے مقام

دونوں گردے پیٹ کے پچھلے حصے میں ریڑھ کی ہڈی کے دونوں جانب گیارہوں پسلی کے نیچے کمر کے مقام پر واقع ہیں

گردے چربی کے ایک ڈھیر میں اور خانہ دار بافت میں گھرے ہوئے ہیں

جگر کی وجہ سے دایاں گردہ بائیں کی نسبت کسی قدر نیچے ہوتا ہے بائیاں گردہ دائیں کی نسبت کسی قدر لمبا اور چوڑائی میں کم ہوتا ہے

نر اور مادہ میں گردوں کے وزن کا فرق

مردوں میں گردوں کا وزن 125 سے 170 گرام ہوتا ہے جبکہ عورتوں میں گردوں کا وزن 115 سے 155 گرام ہوتا ہے

گردوں کی شکل

ہر گردہ کی اگلی سطح محدب اور پچھلی سطح چپٹی ہوتی ہے

ان کا بیرونی کنارہ محدب اور اندرونی کنارہ مقعر ہوتا ہے جس میں ایک کھندانہ ہوتا ہے جس کو ناف کی نسبت سے ناف گردہ (سرہ الکلیہ) کہتے ہیں یہی وہ مقام ہے جہاں سے رینل وین یعنی گردے کی ورید اور رینل آرٹری یعنی گردے کی

شریان باہر سے اندر آتی اور جاتی ہے نیز اعصاب بھی اسی راستے داخل ہوتے ہیں اس کے علاوہ پیشاب کی نال بھی (حالب) گردے سے باہر نکلتی ہے ہر گردے کا اوپر کا سرا گول اور موٹا ہوتا ہے اس کے اوپر ایک غدو "کلاہ گردہ" جسے ایڈرینل گلینڈ بھی کہتے ہیں چپاں ہوتا ہے اسے طبی زبان میں فوق الکیہ کہتے ہیں اور عرف عام میں "کلاہ گردہ" یا گردہ کی ٹوپی کہتے ہیں

گردوں کی اندرونی ساخت

ہر گردہ میں کچھ خالی جگہ ہوتی ہے جسے عربی میں حوض گردہ یا "حوض الکلیہ" کہتے ہیں

یادداشت

یاد رکھیں کہ دونوں گردے لمبی نالیوں کے ملنے سے بنتے ہیں یعنی حقیقت میں گردے نالیوں کے گچھے ہیں اگر گردے کو حوض الکلیہ کی جگہ سے چیر کر دیکھا جائے تو وہاں ایک درجن سے زائد چھوٹے چھوٹے سوراخ نظر آتے ہیں جو حقیقت میں رینل ٹیوبز یعنی گردے کی باریک نالیوں کے منہ یا دہانے ہوتے ہیں جس سے پیشاب رس رس کر اس حوض میں گرتا رہتا ہے پھر بذریعہ حالبین مثانہ میں جمع ہوتا رہتا ہے

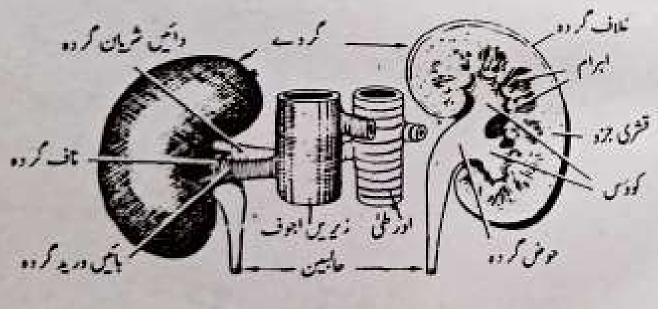
ہر گردہ میں شریانیں اور وریدیں بھی داخل اور خارج ہوتی ہیں ان کے

سروں پر غدد جاذبہ اور غدد ناقلہ لگے ہوئے ہوتے ہیں جو پیشاب کو خون سے جذب کر کے حوض گردہ میں ڈالتے رہتے ہیں

افعال گردہ

گردوں کا ایک اہم کام پیشاب کو خون سے الگ کرنا ہے جس سے خون کی صفائی ہوتی رہتی ہے

اگر بد قسمتی سے گردوں کے فعل میں ذرا سی کمی بیشی ہو جائے تو فضلات جسم رک جاتے ہیں جس کے نتیجے میں خارش، دھدر، چنبل، پھوڑے، پھنسیاں، کیل، مہاسے، صفراء کی کثرت سے یرقان تموج اور اماس وغیرہ غیر طبعی علامات پیدا ہو جاتی ہیں



حالب اور گردے کی طولانی تراش گردے میں داخل ہونے والی شریان اور اس سے نکلنے والی ورید

پیشاب یا قارورہ

اردو نام	عربی نام	انگریزی نام.
پیشاب	بول یا قارورہ	یورن URINE

تعارف گردوں کے خون سے بصورت فضلہ خارج کیے ہوئے مادے کا نام پیشاب یا بول ہے ڈاکٹری میں اسے یورن کہتے ہیں

ایک مغالطہ

چونکہ عربی میں پیشاب کو بول یا قارورہ کے نام سے پکارا جاتا ہے جس کا مطلب طالب علم کے ذہن میں یہ بیٹھتا ہے کہ قارورہ بھی پیشاب ہی ہو گا

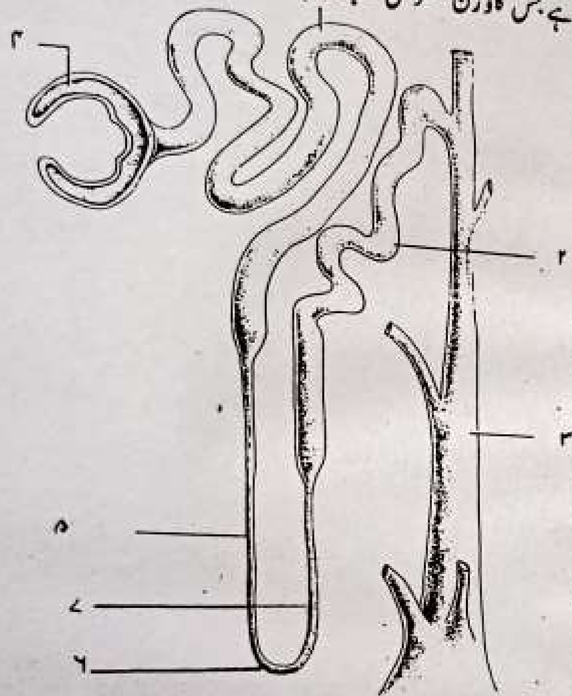
لیکن

حقیقت یہ نہیں ہے قارئین آپ یہ تو خوب جانتے ہیں کہ اکثر طبیب خصوصاً قانون مفرد اعضاءٗ کے معالجین مریض کا پیشاب دیکھنے کا مطالبہ کرتے ہیں چنانچہ مریض معالج کی ہدائت کے مطابق پیشاب کو کسی شیشی میں ڈال کر لے آتا ہے اور معالج کو دکھاتا ہے عربی میں اس شیشی کو قارورہ کہتے ہیں جس شیشی میں مریض پیشاب ڈال کر لاتا ہے یعنی پیشاب والی شیشی کا نام قارورہ ہے

پیشاب کی صفات

عام تندرستی کی حالت میں پیشاب اکثر غدی یا ہلکے زرد رنگ کا ہوتا

ہے جس کا وزن مخصوص آب خوب کے تقریباً برابر لیکن پانی سے کسی قدر زیادہ ہوتا



گردے کی پیشاب لے جانے والی نالی

ابتدائی پیچ دار نلی (۲) بعیدی پیچ دار نلی (۳) پیشاب اکٹھا کرنے والی نلی (۴) بومینز کیپ سول (۵) اترنے والا بازو (۶) ہنلے کا حلقہ (۷) چڑھنے والا بازو

ہے لہذا تندرستی کی حالت میں پیشابُ کا وزن مخصوص 1020 ہوتا ہے صحت مند نوجوان مرد عورت کے پیشاب میں ایسڈ فاسفیٹ آف سوڈیم پایا جاتا ہے یہی وجہ ہے اگر کسی مرد عورت کا پیشاب کسی شیشی میں ڈال کر رکھ دیا جائے تو

کچھ دیر (کم از کم تین گھنٹے) کے بعد کھاری ہو جاتا ہے اور اس میں نوشادر کی بو آنے لگ جاتی ہے البتہ جب ایسا پیشاب خارج ہوتا ہے تو اس میں ترشی ہوتی ہے

پیشاب کی ماہیت

پیشاب کی ماہیت میں زیادہ تر پانی آرگینگ یا حیوانی مواد پائے جاتے ہیں یعنی اس میں یوریا اور کسی قدر یورک ایسڈ پایا جاتا ہے

ان کے علاوہ معدنی نمکیات خاص کر سوڈیم کلورائڈ اور سوڈیم پوٹاشیم کیلشیم میگنیشیم کے سلفیٹس اور فاسفیٹس ہوتے ہیں اور پیشاب میں کبھی سرخ سفید زرد اور سیاہ رنگ وغیرہ مادوں کی کمی بیشی کے تحت پایا جاتا ہے

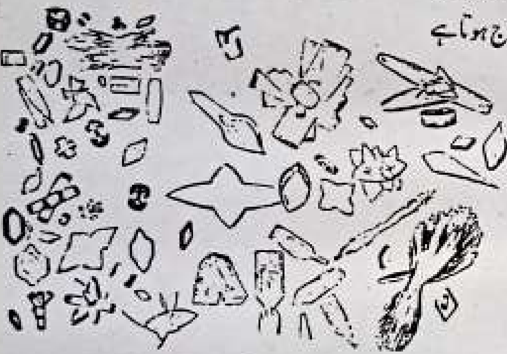
قانون مفرد اعضاء اور بول

قانون مفرد اعضاء پیشاب کی ماہیت یوں بیان کرتا ہے کہ اگر بدن اور خون میں تر سرد اور اعصابی اجزاء (بلغمی رطوبات) زیادہ ہوں تو پیشاب کھاری سفید اور کثرت سے آتا ہے اگر بدن اور خون میں ترش اور تیزابی و سوداوی اجزاء زیادہ پائے جائیں تو پیشاب کا رنگ سرخی مائل اور کثرت کی صورت میں سیاہی مائل ترش ہوتا ہے اور بہت کم مقدار میں آتا ہے

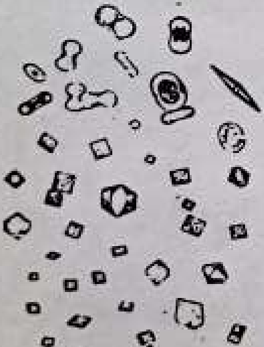
اسی طرح اگر بدن اور خون میں نمکین اور سوڈیم کے اجزاء زیادہ ہو جائیں تو پیشاب کا رنگ زردی مائل اور نمکین ہوتا ہے اور تھوڑا تھوڑا جلن کے ساتھ آتا ہے

گردوں میں بننے والے پیشاب کی روزانہ مقدار

تندرستی کی حالت میں 24 گھنٹوں میں دو تین پائنٹ یا تقریباً ڈیڑھ کلو پیشاب خارج ہوتا ہے



یورک ایسڈ



کیلشیم اوکزے لیٹ



سسٹین

یاداشت

قارئین یہ حقیقت ذہن نشین کرلیں کہ گردوں میں داخل ہونے والی شریان اور ورید جسم میں بڑی ہوتی ہیں یہی وجہ ہے گردوں میں زیادہ مقدار میں خون دورہ کرتا ہے اس طرح سارے جسم کا خون گردوں کے ذریعے صاف ہوتا رہتا ہے

پیشاب پہلے شریانوں اور وریدوں میں جذب ہوکر حوض گردہ میں جمع ہوتا ہے اور حالبین کے ذریعے مثانہ میں اترتا ہے جب مثانہ پیشاب سے بھر جاتا ہے تو پیشاب کی حاجت ہوکر باہر خارج ہو جاتا ہے



تیزابی پیشاب کے رسوب



ٹرپل فاسفیٹ

گردوں کے اندر پتھریاں بننا

جیساکہ اوپر مزکور ہوا ہے کہ گردے خون کے فضلات کو جو اعضاء کی غذا بننے سے بچ چکے ہوتے ہیں کو خارج کرتے ہیں ان میں جب اعصابی یعنی کیلشیم کے مادے خون میں بڑھ جاتے ہیں جب گردوں میں چھنتے ہیں تو جب پیشاب حوض گردہ میں کچھ دیر رکتا ہے تو وہ نیچے بیٹھ کر اور جم کر پتھریوں کی صورت اختیار کرلیتے ہیں

جب ان پتھریوں کے مادے کو لیبارٹری میں ٹیسٹ کیا جاتا ہے تو ان کا مادہ کیلشیم ٹریس ہوتا ہے ڈاکٹر نتیجہ لکھتا ہے کہ کیلشیم اوگزیلیٹ گردوں میں رک رہا ہے اور انہیں کیلشیم کی پتھریاں قرار دیتا ہے

اسی طرح اگر خون میں تیزابی و ترشی کا مادہ بڑھ جاتا ہے تو وہ گردوں میں چھنتا ہے اور کچھ دیر حوض گردہ میں ٹھہرتا ہے تو ان میں سے کچھ حوض گردہ میں تہ نشین ہو جاتا ہے اور پتھریاں بن جاتی ہیں چونکہ تہ نشین ہونے والا مادہ تیزابی و یورک ایسڈ والا ہوتا ہے اسی نسبت سے ایسی پتھریوں کو یورک ایسڈ والی یا تیزابی پتھریاں کہتے ہیں

بالکل اسی طرح جب خون میں صفراوی مادہ ضرورت سے زیادہ بڑھ جاتا ہے تو خون سے گردوں میں چھنتے ہیں تو پیشاب سے کچھ دیر حوض گردہ میں رکنے سے تہ نشین ہوکر پتھریوں میں تبدیل ہو جاتے ہیں چونکہ ایسی پتھریاں صفراوی مادے کے جمنے سے بنتی ہیں اس لئے انہیں صفراوی پتھریاں کہتے ہیں

☆☆☆☆☆☆☆☆

حالبین

URETERS

گردوں کی دو نالیاں ہوتی ہیں جو دونوں گردوں سے ایک ایک نکل کر مثانہ میں داخل ہوتی ہیں

ہر نالی حوض گردہ (رینل پلوس) سے شروع ہو کر مثانہ میں ختم ہوتی ہے ان کی راہ گردوں سے (یوری نری بلیڈر) مثانہ تک پیشاب آہستہ آہستہ اتارتا ہے

حالبین کا حجم اور طول

ہر ایک نالی بطخ کے پر کے برابر موٹی ہوتی ہے اور یہ ایک جوان شخص میں بارہ سے سولہ انچ تک لمبی ہوتی ہے

حالبین کی ساخت

ان کی بناوٹ میں تین پرت ہوتے ہیں ان کا بیرونی پرت اعصابی ریشوں کا اور درمیانی پرت عضلی ریشوں کا اور اندرونی پرت پرمیوکس ممبری یعنی غدی مادہ کا بنا ہوتا ہے ان نالیوں میں خونی رگیں اور اعصاب بھی ہوتے ہیں

ایک اہم سوال

اکثر یہ سوال پوچھا جاتا ہے کہ درد گردہ گردہ کے اندر ہوتا ہے کہ گردہ کے باہر؟

قارئین بعض دفعہ گردے کے اندر گیس یا ہوا پیدا ہو جاتی ہے اگر وہ کسی وجہ سے اخراج نہ پائے تو گردہ کے اندر درد پیدا ہو جاتا ہے جسے ریح گردہ کہتے ہیں لیکن اگر گردہ کے حوض سے کوئی پتھری گردہ کی نالی میں آجائے اور پھنس جائے تو شدید درد ہونے لگ جاتا ہے یہ وہی درد ہے جسے درد گردہ کہتے ہیں اگر پتھری اتر کر مثانہ میں چلی جائے یا واپس حوض گردہ میں آجائے تو فوراً درد ختم ہو جاتا ہے

کلاہ گردہ

اردو نام کلاہ گردہ عربی نام تاج الکلیہ یا عنق الکلیہ ڈاکٹری نام

SupeRenalCapsule

تعارف یہ زردی مائل ٹوپی کی مانند دو گلٹیاں ہیں جو دونوں گردوں پر ٹوپی کی مانند چڑھی ہوتی ہیں

کلاہ گردہ کا حجم

ہر گلٹی کا طول ایک انچ سے دو انچ موٹائی ۱/۴ انچ اور وزن چار سے آٹھ ماشہ ہوتا ہے اس گلٹی کے دو حصے ہوتے ہیں ایک بالائی حصہ جسے کانیکل پورشن کہتے ہیں ایک نیچے والا حصہ جو گردوں سے چسپاں ہوتا ہے کلاہ گردہ کے نچلے حصے کو جز لبی یا میڈلا کہتے ہیں

کلاہ گردہ کی ذمہ داریاں

ہرانسان کے کلاہ گردہ بحالی صحت اور بقاحیات کے لئے نہائت اہم کام کرتی ہیں

مثلاًاگر کسی جانور کے دونوں گردوں سے یہ گلٹیاں نکال دی جائیں تو دو تین دن کے بعد شدید نقاہت اور کمزوری کے باعث مر جاتا ہے مرنے سے قبل ایک طرف اس کے اعصاب بہت سست اور احساسات کرنے سے عاری ہو جاتے ہیں دوسری طرف اس کے عضلات میں شدید ضعف اور کمزوری آتی ہے جس وجہ سے عضلات ڈھیلے پڑ جاتے ہیں

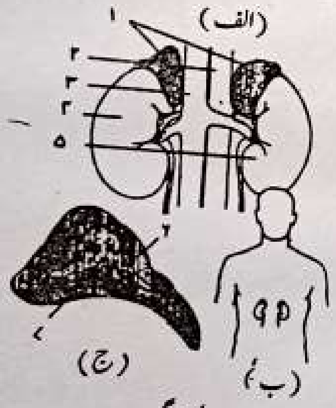
شریانیں عضلاتی مزاج رکھنے کی وجہ سے نرم اور ڈھیلی ہو جاتی ہیں جس انسان میں یہ غدد یا گلٹیاں ماوف ہو جاتی ہیں تو خون کی ترکیب میں فرق آجاتا ہے ضعف قلب ضعف اعصاب نمایاں ہوتا ہے جلد کی رنگت زردی سیاہی مائل ہو جاتی ہے

اس کے برعکس

اگر اس گلٹی کا جوہر جسے ایڈرینالین کہتے ہیں خون کے اندر بذریعہ پچکاری داخل کیا جائے تو ارادی عضلات میں قوت بڑھ جاتی ہے رگیں تن جاتی ہیں دل مضبوط ہو جاتا ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ گلٹیاں خون میں طاقت پیدا کرتی ہیں دوسرے لفظوں میں یوں سمجھ لیں کہ یہ خون میں ایسی کیمیائی رطوبات بناکر داخل کرتی ہیں جس سے ارادی عضلات اور قلب پہلے سے تیز ہو جاتے ہیں

ان افعال سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ اعصاب کو جگا کر فعال بناتے ہیں جو

پہنچا کر ہوشیار اور ایکٹو کر دیتے ہیں احساسات کرکے قلب کو پوری شدومد سے اگر جوانی سے پہلے اس گلٹی میں تیزی کر دی جائے تو اس کا جوہر زیادہ بن بن کر خون میں ملتا رہے تو غیر طبعی طور پر بلوغت ظاہر ہونے لگتی ہے یعنی لڑکا قبل از وقت بالغ ہو جاتا ہے اس کا جسم اور جنسی اعضاء بہت جلد نشو نما پا کر مکمل ہو جاتے ہیں چنانچہ دو تین سال کی لڑکی قدو قامت میں چودہ پندرہ سال کی معلوم ہونے لگتی ہے اس کو حیض آنے لگتا ہے چھاتیاں ابھر آتی ہیں تمام علامات بلوغت نمایاں ہو جاتی ہیں



کلاہ گردہ

(الف) گردے اور متعلقہ اعضا (ب) جوف شکم میں کلاہ گردہ کا مقام (ج) کلاہ گردہ کی تراش
(۱) کلاہ گردہ (۲) اورطی (۳) اجوف (۴) داہنا گردہ (۵) بایاں گردہ (۶) کلاہ گردہ کا قشری حصہ
(۷) مخ کلاہ گردہ

اسی طرح چھ سات سال کا لڑکا چند ہفتوں یا مہینوں میں بالغ ہو کر ایک چھوٹا سا مظبوط آدمی بن جاتا ہے اس کی مونچھیں نکل آتی ہیں احتلام ہونے لگتا ہے خصیے منی بنانے لگتے ہیں یعنی تمام آثار بلوغت نمایاں ہو جاتے ہیں

لہٰذا اگر اس غدد کے جوہر کو جوہر جوانی کہا جائے تو بے جا نہ ہو گا

ایک اور حقیقت کا افشاء

اگر تیس سال کی عورت کے کلاہ گردہ میں تیزی پیدا ہو جائے تو اس کے جسم کے بال زیادہ پیدا ہونے لگتے ہیں اور بڑھنے لگتے ہیں اور اس کی داڑھی مونچھیں نکلنے لگتی ہیں اور اس کی آواز بھی مردوں جیسی بھاری ہو جاتی ہے تمام مردانہ خصائل پیدا ہو جاتے ہیں اور اس کی نسوانیت تقریباً ختم ہو جاتی ہے

ایسی عورتیں داڑھی مونچھیں منڈواتی ہیں اور انہیں حسن وزیبائش کی پرواہ نہیں ہوتی ایسی عورت میں نسوانی جزبات ختم ہو جاتے ہیں ایسی عورت کو ڈاکٹری میں ویرلسٹ یعنی مرد صورت عورت کہتے ہیں

کلاہ گردہ کی ایک اور صفت

اگر حمل کے دوران بچے کے کلاہ گردہ میں رسولی پیدا ہو جائے یا بڑھ جائے تو اس کے نتیجہ میں پیدا ہونے والا بچہ خنثہ یعنی خسرہ یعنی ہیجڑہ پیدا ہوتا ہے اگر مونث ہو تو بجائے علامات لڑکی تانیث کے علامات مردانہ (تزکیر) نمایاں طور پر پیدا ہوتی ہیں

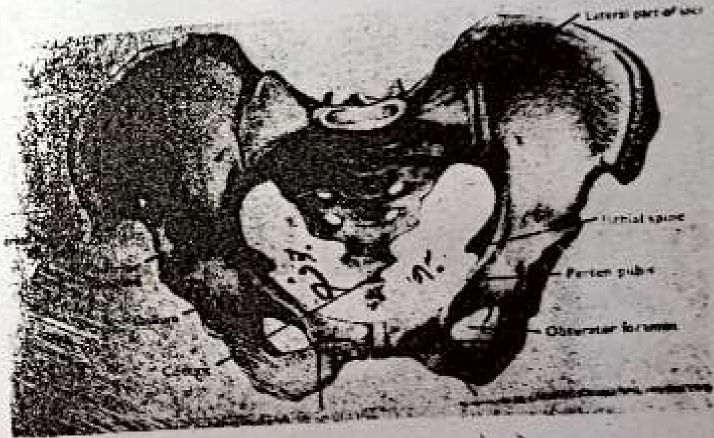
جوہر کلاہ گردہ

طبی محققین نے کلاہ گردہ سے ایک جوہر نکالا جو بے حد مقوی قلب ہے اس جوہر کو جاپان کے ایک ڈاکٹر تاکائین نے 1900ء میں کلاہ گردہ سے نکالا تھا 1901ء میں پارک ڈیوس مشہور کمپنی نے اس جوہر کو دنیا میں دوا کے طور پر پیش کیا یہ ادویہ جدیدہ میں موثر ترین دوا ہے جو بہت سے امراض میں مفید ثابت ہوئی ہے یہ جوہر اتنا محرک اور مقوی قلب ہے کہ مرتے وقت ڈاکٹر لوگ براہ راست قلب میں اس جوہر کا ٹیکہ لگاتے ہیں ٹیکہ لگتے ہی بعض مریض اٹھ بیٹھتے ہیں اور باتیں کرنے لگتے ہیں

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

پیڑو

یہ ایک ایسا پیالہ نما گڑھا ہے اسے اردو میں پیڑو عربی میں جوف عانہ اور ڈاکٹری میں پلوس کہتے ہیں اس کے اندر مثانہ سیدھی آنت اعضائے تناسل مردانہ زنانہ محفوظ ہوتے ہیں



اس میں ڈھڈی اور دیچی کی ہڈیاں بلند ہو کر پیڑو کا جوف بناتی ہیں اس کے اوپر کی طرف جوف شکم ہوتا ہے اور نیچے کی طرف مبرز (مقعد) کے عضلات ہوتے ہیں

مثانہ

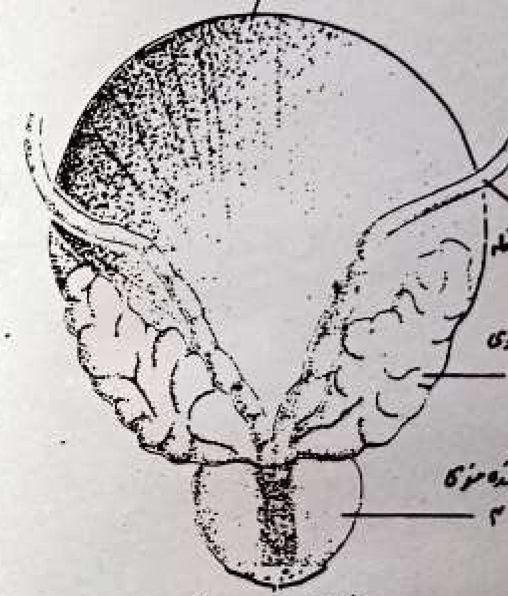
اردو نام مثانہ عربی نام مثانہ ڈاکٹری بلیڈر BLADER
تعارف پیڑو کے اندر پیشاب کی ایک تھیلی ہے جس میں گردوں میں پیشاب چھن کر براہ حالبین (گردوں کی نالیاں مثانہ میں جمع ہوتا رہتا ہے

مثانہ کی ساخت

مثانہ عصبی غشائی اور عضوی ریشوں سے مرکب ہے مردوں میں اس کے سامنے سیدھی آنت یا امعاء مستقیم ہوتی ہے لیکن عورتوں میں رحم اور اندام نہانی ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ اگر عورت کو ذرا چھینک یا کھانسی آئے تو پیشاب کے قطرے نکل کر کپڑے ناپاک کر دیتے ہیں

اس راستہ کو جس سے پیشاب نکلتا ہے اسے مجریٰ بول کہتے ہیں عورتوں میں پیشاب کا راستہ یا پیشاب کی نالی صرف ڈیڑھ انچ لمبی ہوتی ہے اور بالکل سیدھی ہوتی ہے اس کے برعکس مردوں میں مثانہ سے عضو تناسل تک پیشاب کی نالی 9 انچ لمبی ہوتی ہے اس میں دو جھکاو یا گھماو ہوتے ہیں ایک جھکاو یا گھماو کے راستے پیشاب خارج ہوتا ہے دوسرے جھکاو یا گھماو کے راستے منی خارج ہوتی ہے یہی جھکاو یا گھماو پیشاب یا منی کو اکٹھا خارج نہیں ہونے دیتے

جب پیشاب خارج ہوتا ہے تو ایک جھکاو سیدھا ہوتا ہے دوسرا مزید جھک کر بند ہو جاتا ہے اسی طرح جب منی خارج کرنے کی تحریک ہوتی ہے تو انتشار ہوتے ہی



مثانے کا پچھلا رخ



مثانہ اور متعلقہ اعضاء

پیشاب والا جھکاؤ مزید جھک جاتا ہے جس سے پیشاب مثانہ سے خارج نہیں ہو سکتا بلکہ اوعیہ منی سے منی ٹپک ٹپک کر خارج ہو جاتی ہے

یاداشت

قارئین ذہن نشین کرلیں کہ مثانہ کی گردن پر ایک گول غدد لگا ہوتا ہے جو عموماً سکڑا رہتا ہے اور پیشاب کو مثانہ سے ہر وقت خارج نہیں ہونے دیتا لیکن جب مثانہ پیشاب سے پُر ہو جاتا ہے تو پیشاب کرنے یا خارج کرنے کی ضرورت یا خواہش پیدا ہوتی ہے اس وقت یہ غدد اوپر اٹھ کر یا ڈھیلا ہو کر پیشاب کی نالی پر اپنا دباؤ ہٹا لیتا ہے جس سے پیشاب با آسانی خارج ہو جاتا ہے پیشاب خارج ہو جانے کے بعد پھر یہ غدد اپنی جگہ پر آکر پیشاب کی نالی کو دبا لیتا ہے

یاد رکھیں

جب بھی پیشاب خارج ہوتا ہے تو مثانہ ذاتی طور پر سکڑتا ہے اور یہ سکیڑ چاروں طرف سے ہوتا ہے اور یہ سکیڑ اس وقت تک جاری رہتا ہے جب تک تمام پیشاب مثانہ سے خارج نہیں ہو جاتا

یہ حقیقت بھی ذہن نشین کرلیں کہ گردوں میں پیشاب ہر وقت بنتا رہتا ہے اور بذریعہ حالبین مثانہ میں آتا رہتا ہے گردوں سے جو حالبین مثانہ میں آتی ہیں ان سے پیشاب با آسانی اور بغیر رکاوٹ مثانہ میں آتا رہتا ہے لیکن مثانہ سے پیشاب ان نالیوں میں واپس نہیں جا سکتا کیونکہ ایک تو طبقات مثانہ میں ان کی رفتار ترشی ہوتی ہے

دوسرے نالیوں (حالبین) کے اختتامی سروں پر استری جھلی کی بلندیاں مثل کیواڑوں کے لگی ہوتی ہیں جو پیشاب کو واپس جانے سے روکتی ہیں

پیشاب کی نالیاں

اردو نام پیشاب کی نالی عربی نام مجری بول انگریزی یوری تھرا URITHERA

تعارف پیشاب کی نالی کو فارسی میں نائزہ بھی کہتے ہیں یہ پیشاب کو مثانہ سے لے کر قضیب کے راستے باہر خارج کرتی ہے

پیشاب کی نالی کی ساخت

یہ ایک غدی و عشائی نالی ہے جس میں اعصاب اور عضلات بھی پائے جاتے ہیں یہ نالی مثانہ سے شروع ہو کر قضیب کے سوراخ میں ختم ہوتی ہے مردوں میں اس کی لمبائی 9 انچ اور عورتوں میں صرف ڈیڑھ انچ ہوتی ہے

مردوں کی پیشاب کی نالی کے تین حصے ہوتے ہیں 1 غدہ ودی والا حصہ 2 عشائی حصہ 3 اسفنجی حصہ

غدہ ودی والا حصہ

مثانہ کے نچلے منہ کے عین سامنے والا حصہ ہے اسی وجہ سے اسے جز قدامی کہتے ہیں اس حصہ میں دو زردی مائل مٹر کے دانہ کے برابر غدد پائے جاتے ہیں جنہیں

غدد ودی کہتے ہیں ان میں سے دو نالیاں پیشاب کی نالی میں کھلتی ہیں جس میں دونوں غدد ودی اپنی اپنی رطوبات گراتے ہیں اس گرنے والی رطوبت کا نام رطوبت ودی ہے

غدد ودی اپنی رطوبات کب گراتے ہیں

چونکہ غدد ودی، مثانہ کے منہ سے نکلنے والی نالی کو دبائے رکھتے ہیں جس وجہ سے پیشاب خارج نہیں ہو سکتا جب مثانہ پیشاب سے بھر جاتا ہے تو پیشاب خارج کرنے کی حاجت پیدا ہو جاتی ہے جس سے انسان پیشاب خارج کرنے کا ارادہ کرتا ہے جونہی انسان پیشاب کے خارج کرنے کے لئے ارادہ کرتا ہے تو فوراً یہ غدد ودی مثانہ کی نالی سے اوپر اٹھ کر دباؤ ہٹا لیتے ہیں

ساتھ ہی سکڑ کر اپنی رطوبات پیشاب کی نالی میں گرا دیتے ہیں جس سے پیشاب کی نالی لیس دار رطوبت سے تر ہو جاتی ہے اور پیشاب مثانہ سے پیشاب کی نالی پر اثر کئے بغیر مثانہ سے نکل کر خارج ہو جاتا ہے

غدد ودی کی رطوبات کا کیا فائدہ ہے؟

اگر غدد ودی اپنی رطوبات پیشاب کی نالی میں نہ گرائیں تو پیشاب کا تیزابی مادہ یا الکلائین یا نمکین مادہ جب پیشاب موجود ہو پیشاب کی نالی کو متاثر کر کے سوزش پیدا کرنے کا باعث ہو سکتا ہے یہی وجہ ہے کہ جب یہ رطوبت ودی پیشاب کی نالی میں نہیں گرتی تو اکثر سوزاک ہو جاتا ہے یا آتشک ہو جاتا ہے پیشاب شدید جلن اور رکاوٹ کے ساتھ آنے لگ جاتا ہے

اس کے برعکس

خصیے منی بناتے ہیں اور اسے خزانہ میں میں سٹور کرتے ہیں جب خزانہ منی منی سے بھر جاتا ہے تو اس کے اخراج کی تحریکات پیدا ہونے لگتی ہیں اگر طبعی طریقہ سے (جنسی ملاپ) کے ذریعہ خارج کردے تو ٹھیک ہے ورنہ طبیعت خود احتلام کی صورت میں منی خارج کر دیتی ہے

رطوبت ودی اور منی کا تقابلی جائزہ

رطوبت ودی اور پیشاب کب خارج ہو سکتا ہے	رطوبت مذی اور منی کب خارج ہو سکتی ہے
(۱) جب پیشاب خارج ہوتا ہے تو جنسی اعضاء میں کسی قسم کی تحریکات پیدا نہیں ہوتیں	(۱) جب منی خارج ہوتی ہے تو مغلوب شہوت جنسی تحریکات جنسی اعضاء میں اٹھ رہی ہوتی ہیں
(۲) جب پیشاب آرہا ہوتا ہے تو عضو تناسل ڈھیلا اور نرم ہوتا ہے	(۲) جب منی خارج ہو رہی ہوتی ہے تو عضو تناسل میں شدید انتشار اور سختی ہوتی ہے
(۳) جب پیشاب آنا ہوتا ہے تو شہوانی خیالات کا تصور بھی نہیں ہوتا	(۳) جب منی خارج ہونی ہوتی ہے تو انسان مغلوب شہوت ہوتا ہے
(۴) جب پیشاب خارج ہونا ہوتا ہے تو غدود ودی کی رطوبات پیشاب کی نالی میں آتی ہیں	(۴) جب منی خارج ہونے کے لئے انتشار قضیب ہوتا ہے تو غدود مذی کی رطوبات پیشاب کی نالی میں آیا کرتی ہیں
(۵) جب مثانہ سے پیشاب خارج ہوتا ہے تو خزانہ منی دور ہونے کی وجہ سے ایک ساتھ خارج نہیں ہو سکتی	(۵) جب منی خارج ہوتی ہے تو مثانہ دور ہونے کی وجہ سے پیشاب منی کے ساتھ خارج نہیں ہو سکتا
(۶) اگر پیشاب کے ساتھ منی خارج ہو سکتی تو جنسی ملاپ کے وقت پیشاب بھی خارج ہو جایا کرتا	(۶) اگر پیشاب کے ساتھ منی خارج ہو سکتی تو کبھی عضو ڈھیلا اور کبھی سخت ہوتا ہے لیکن اب ناممکن ہے
(۷) ودی میں مردانہ جراثیم نہیں ہوتے	(۷) منی میں مردانہ جراثیم ہوتے ہیں

لہٰذا مندرجہ بالا حقائق کی وجہ سے یہ ناممکن ہے کہ منی میں مردانہ جراثیم ہوتے ہیں اور منی پیشاب کے ساتھ آسکتی ہے لہٰذا ذہن نشین کرلیں کہ جریان منی مغلوب شہوت والے جوانوں کو ہو سکتی ہے جنہیں بار بار جنسی جذبات ابھرنے کی وجہ سے بار بار انتشار ہوتا ہے جس سے منی بہنے لگتی ہے

حقیقت مرض

قارئین ذہن نشین کرلیں کہ پیشاب کے آگے کوئی رطوبت آئے یا پیشاب ختم ہونے کے بعد کوئی رطوبت آئے تو وہ رطوبت ودی ہی ہوتی ہے منی یا دھات وغیرہ سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے



جیسا کہ نقشہ سے ظاہر ہے کہ گردے پیشاب بنا کر مثانہ میں سٹور کرتے ہیں جب مثانہ پیشاب سے بھر جاتا ہے تو غدد ودی کو ہٹا کر پیشاب کی حاجت کے ذریعے خارج کر دیتا ہے

ایک اہم غلط فہمی کا ازالہ

قارئین چونکہ رطوبت ودی جو غدد ودی سے رستی ہے وہ زردی مائل لیس دار ہوتی ہے اگر امعاء میں گیس یا قبض نہ ہو تو یہ رطوبت اعتدال کے ساتھ پیشاب کی نالی میں رستی رہتی ہے

لیکن اگر مریض کے پیٹ میں ریاح گیس یا قبض ہو جائے تو یہ رطوبات غدد ودی پر زیادہ دباؤ پڑنے سے پیشاب سے پہلے **زیادہ مقدار** میں پیشاب کی نالی میں آجاتی ہیں جب مریض پیشاب کرتا ہے تو اسے یہ رطوبت صاف نظر آتی ہے چونکہ یہ رطوبت مریض نے پہلے کبھی نہیں دیکھی ہوتی

البتہ

احتلام یا جنسی ملاپ کے وقت منی دیکھی ہوتی ہے جو اسی قسم کی لیس دار رطوبت ہوتی ہے جونہی مریض پیشاب کے آگے یا پیچھے آنے والی رطوبت ودی دیکھتا ہے تو وہ یہ سمجھتا ہے کہ اسے تو منی یا دھات پیشاب میں خارج ہونے لگی ہے

پریشانی کے عالم میں گھبرایا ہوا کسی حکیم یا ڈاکٹر کے پاس جاتا ہے اور اسے بتاتا ہے کہ حکیم صاحب مجھے تو پیشاب میں منی یا دھات آنے لگی ہے

افسوس

جو معالجین تشریح اعضائے انسان خصوصاً گردوں 'مثانہ' خصیوں 'خزانہ' منی وغیرہ کے افعال اور ان کی رطوبات کے اخراج کا موقع محل نہیں جانتے وہ مریض

سے دھات یا منی کے آنے کا سنتے ہی فتویٰ لگا دیتے ہیں کہ آپ کو تو جریان منی کی مرض لگ گئی ہے اور بڑی خطرناک ہے

پیشاب کی نالی کا غشائی حصہ

جاننا چاہیے کہ اگر جسم کے بیرونی حصے کے پرت کو جلد کہتے ہیں تو جسم کے اندرونی حصوں اور نالیوں کے اندرونی پرت کو غشاء یا غشاء مخاطی کہتے ہیں پیشاب کی نالی کا اندرونی حصہ غشاء مخاطی کہلاتی ہے یہ وہی حصہ ہے جس کی سوزش سے پیشاب جلن کے ساتھ رک رک کر آتا ہے اگر سوزش شدید ہو جائے تو سوزاک ہو جاتا ہے

پیشاب میں خون اور پیپ آنے لگتی ہے پیشاب کرتے وقت مریض دھاڑیں مار مار روتا ہے عضو خاص اور مثانہ پر ٹھنڈا پانی ڈالتا ہے

پیشاب کی نالی کا اسفنجی حصہ

یہ حصہ سب سے لمبا حصہ ہے جو تقریباً چھ انچ لمبا ہوتا ہے اس کے آخر پر سوراخ بول ختم ہو جاتا ہے اس میں سکڑنے پھیلنے کی پوری قوت ہوتی ہے یہ نالی کا وہ حصہ ہے جس کے سکڑنے سے پیشاب کی نالی پیشاب سے بالکل خالی ہو جاتی ہے اگر اس میں سکڑنے کی قوت کمزور پڑ جائے تو پیشاب پوری طرح نالی سے خارج نہیں ہوتا جب پیشاب کرنے کے بعد مریض اٹھتا بیٹھتا ہے تو پیشاب کے قطرے نکل جاتے ہیں جس سے کپڑے ناپاک ہو جاتے ہیں

جگر و غدد کے ماتحت اعضاء

چونکہ یہاں غدد و جگر کی تشریح کی جا رہی ہے لہٰذا ان میں جگر کے ماتحت کام کرنے والے زنانہ و مردانہ جنسی اعضا بھی شامل ہیں ہم یہاں کوشش کر رہے ہیں کہ بدن انسان میں ہر اس عضو کی تشریح کر دی جائے جس کا تعلق جگر و غدد کے ساتھ ہے دوسرے لفظوں میں وہ اعضا جو جگر و غدد سے غذا حاصل کر کے اپنی الگ الگ ذمہ داریاں ادا کرتے ہیں ان میں عورتوں کے جنسی اعضا رحم، خصیۃ الرحم، اور پستان شامل ہیں جب کہ مردوں کے جنسی اعضاء میں خصیے، خزانہ منی، اور پیشاب کی نالی شامل ہیں ان کے علاوہ مردوں اور عورتوں کے اعضائے بول گردے مثانہ اور اس کے غدد جنہیں ڈاکٹری میں پراسٹیٹ گلینڈ کہتے ہیں۔ اسی طرح عورتوں کے گردے مثانہ اور پیشاب کی نالی شامل ہیں۔

جنسی اعضائے مخصوصہ

چونکہ نسل انسان میں مرد اور عورت شامل ہیں لہٰذا اللہ تعالیٰ نے مرد اور عورت کو جنسی اعضا الگ الگ ودیعت کیے گئے ہیں۔

جنسی اعضائے مخصوصہ کی ضررت واہمیت

جنسی اعضاء کی اہمیت اس امر سے واضح ہے ان کی خوبصورت شکل بناوٹ مردوں کے لئے کشش وصل یعنی ملاپ کے لئے بے چین ہونا مغلوب شہوت ہونا نفسیاتی طور پر ان اعضاء کے درست نہ ہونے سے نہ جنسی کشش ہو سکتی اور نہ ہی شہوت کا غلبہ اور نہ وصل کا شوق ہوتا ہے

جنسی اعضا کی ضرورت اس امر سے واضح ہے کہ ان اعضاء کے بغیر نوع انسانی و نسل انسانی قائم نہیں رہ سکتی بلکہ اگر یہ اعضاء موجود بھی ہوں لیکن اپنے طبعی افعال نہ دے سکتے ہوں تب بھی نسل انسانی خطرے میں پڑ جائے گی لہذا اعضائے مخصوصہ کی اہمیت ضرورت کو مد نظر رکھتے ہوئے ہم پر ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ ان اعضا کی حتی المقدور حفاظت کریں جب بھی ان میں کسی قسم کا بگاڑ پیدا ہو یا ان میں کسی قسم کی تکلیف ہو فورا دور کریں تاکہ جہاں یہ اعضاء مخصوصہ نسل انسانی قائم رکھیں وہاں یہ مرد عورت کے لیے جنسی تسکین کا باعث بھی ہوں اور یہ دنیاوی زندگی جنت کا نمونہ بنی رہے۔

نظام تولید

Thereproductive Systum

تولیدی نظام بدن انسان میں ایک ایسا نظام ہے جس کے صحیح کام کرنے سے نسل انسان کی بقا قائم ہے اس کے تندرست ہونے سے نسل در نسل سلسلہ

چلتا رہتا ہے۔ اس کا نہ ہونا تو در کنار اس میں ذرا سی خرابی ہو جائے تو نسل انسان کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ جن مرد عورت کا نظام تولید بگڑ جاتا ہے یا اس میں خرابی ہو جاتی ہے تو انکے ہاں اولاد (بچے پیدا ہونے) بند ہو جاتے ہیں اگر پہلے بچے پیدا ہوتے ہوں بعد میں مرد یا عورت کے نظام تولید میں معمولی سی خرابی ہو جائے تو بھی اولاد کا سلسلہ بند ہو جاتا ہے آپ نے ہیجڑے دیکھے ہوں گے ان کے نہ جنسی اعضا ہوتے ہیں نہ ہی ان کے اولاد ہوتی ہے ان کے اندر جنسی اعضا کا نہ ہونے کا سبب خلقی خرابی ہوتی ہے لہذا مرد عورت کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے جنسی اعضا کی حفاظت کریں ورنہ سلسلہ تولید رک جائے گا۔

اس کے ساتھ ہی معالجین کے لئے ضروری ہے کہ وہ جنسی اعضا کی بناوٹ اور ان کے افعال کو اچھی طرح سمجھ لیں تاکہ جن مرد عورت کے جنسی اعضا میں خرابی ہو جائے تو فورا درست کر کے سلسلہ اولاد پھر شروع ہو جائے۔

جنسی اعضاء

اردو نام	عربی نام	انگریزی
جنسی اعضاء	اعضائے تناسل	جنریٹو آرگنز JenerativOrgans
جنس یا نسل بڑھانے والے اعضاء	آلات تناسل	ری پروڈکٹو آرگنز ReprodctiveOrgans

اللہ تعالیٰ نے بے شمار ایسے حیوانات پیدا کئے ہیں جن کے نر مادہ یعنی جوڑے پیدا کئے ہیں انہیں زندگی گزارنے اور اپنی نسل قائم رکھنے کے لئے ایک دوسرے کا محتاج بنادیا گیا ہے

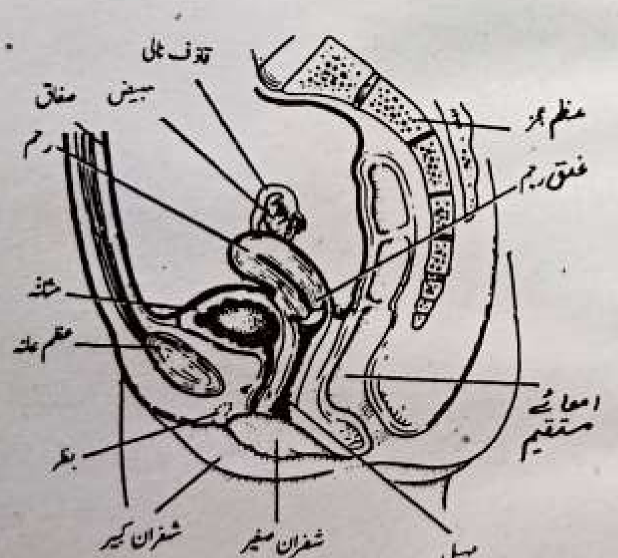
خدا کی شان دیکھو کہ اس نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو وہ اکیلا تھا مغموم تھا تنہائی سے تنگ تھا اپنی مثل یا نسل بڑھانے کے لئے مجبور تھا

اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی پریشانی اور تنہائی دور کرنے اور اس کی نسل بڑھانے کے لئے اس کے بدن سے ہی اماں حوا کو پیدا کیا

اماں حوا اور آدم علیہ السلام کو ابتداء ہی سے مختلف جنسی اعضاء ودیعت کر دیئے گئے جس کی مدد سے نہ صرف انہوں نے ایک دوسرے سے تسکین حاصل کرنی شروع کر دی بلکہ اپنی مثل اور نسل کو بھی بڑھانا شروع کر دیا

یہ سلسلہ اج تک مرد عورت کی صورت (نر مادہ) میں قائم ودائم ہے اور قیامت تک جاری رہے گا

جن اعضاء کی مدد سے نر مادہ ایک دوسرے سے تسکین حاصل کرتے ہیں اور اپنی نسل بڑھاتے ہیں ان اعضاء کو جنسی اعضاء یا نسل بڑھانے والے اعضاء کہتے ہیں



جوف عانہ میں زنانہ تولیدی اعضا کی وضع اور اس سے متعلق اعضا
(جانبی منظر)

مرد عورت میں فرق

قدرت نے ہر حیوان کے لئے ایک مادہ بھی ودیعت کی ہے طبی اصطلاح میں مرد کو فاعل اور اس کی مادہ کو مفعول قرار دیا گیا ہے اسی نسبت سے مرد عورت کو جنسی اعضاء ودیعت کئے ہیں مرد کو اعضاء فاعلہ عطا کئے ہیں جبکہ عورت کو اعضائے مفعولہ یا اعضائے قابلہ عطاء کئے ہیں

چونکہ مرد عورت کے اعضائے تناسل ایک دوسرے سے مختلف اور علیحدہ علیحدہ ہیں اس لئے انہیں الگ الگ بیان کیا گیا ہے

مرد کے جنسی اعضاء

انہیں مردوں کے اعضائے تناسل بھی کہتے ہیں مردوں کے اعضائے تناسل تعداد میں پانچ ہیں
جو درج ذیل ہیں
(۱) غدہ مذی (۲) اوعیہ منی (۳) مجری منی (۴) قضیب (۵) خصیتین ہر ایک کی تشریح درج ذیل ہے

غدہ مذی

جس طرح مثانہ کے منہ پر غدد ودی چپاں ہیں اور ڈاٹ کا کام کرتے ہوئے

پیشاب کو پیشاب کی نالی میں گرنے سے روکتے ہیں جب انسان غدود کا دباؤ ہٹاتا ہے تو پیشاب آسانی سے اور بغیر رکاوٹ خارج ہو جاتا ہے

بالکل اسی طرح خزانہ منی یا اوعیہ منی کے منہ پر غدہ مذی اپنا دباؤ دے کر رکھتا ہے جب انسان مغلوب شہوت ہوتا ہے تو عضو تناسل میں سخت انتشار پیدا ہو جاتا ہے اس وقت غدہ مذی اوعیہ منی سے دباؤ ہٹا دیتا ہے اور اپنی رطوبت پیشاب کی نالی میں گرا دیتا ہے اوعیہ منی سے دباؤ ہٹتے ہی منی شدت اور لذت اور جھٹکے کے ساتھ قطرہ قطرہ ہو کر خارج ہو جاتی ہے

یادداشت

یاد رکھیں جتنا جلدی غدہ مذی اوعیہ سے اپنا دباؤ ہٹاتا ہے اتنا جلدی انزال ہو جاتا ہے اگر غدہ مذی دیر سے ہٹے تو انزال بھی دیر سے ہوتا ہے اس طرح سے جو رطوبت نکلتی ہے اسے رطوبت مذی کہتے ہیں

رطوبت مذی کا فائدہ

چونکہ مذی لیس دار ہوتی ہے اس لئے منی خارج ہونے سے پہلے یہ پیشاب کی نالی کو تر کر دیتی ہے جس سے منی بغیر اثر کئے باہر نکل جاتی ہے اگر خدا نخواستہ یہ رطوبت کسی وجہ سے پیشاب کی نالی میں نہ نکلے تو جب منی شدید جھٹکے سے نکلے گی تو پیشاب کی نالی میں سوزش یا زخم ہو سکتا ہے جو باعث تکلیف ہو گا

حصہ دوم (غدی)

سوال

اگر غدہ مذی اوعیہ منی سے نہ ہٹے تو کیا نقصان ہو گا؟

جواب

بعض مسکنات غدد، ادویہ غدہ مذی میں ایسی تسکین پیدا کر دیتی ہیں اوعیہ منی سے اپنا دباو حسب منشاء نہیں ہٹا سکتا اگر ایسی صورت میں جنسی جذبات ابھر آئیں اور انسان مغلوب شہوت ہو جائے تو عضو تناسل میں ایسا سخت انتشار ہوتا ہے رفع ہونے کا نام نہیں لیتا عورت حرکات جماع سے تنگ آکر الگ ہو جاتی ہے لیکن انتشار پھر بھی رفع نہیں ہوتا اگر بد قسمتی سے انتشار رفع نہ ہو تو اکثر موت واقع ہو جاتی ہے

البتہ

اگر کسی طریقہ سے غدہ مذی اپنا دباو اوعیہ منی سے ہٹا لے تو انزال ہو کر انتشار رفع ہو جاتا ہے

مجریٰ منی

چونکہ خصیے دو ہیں اس لئے ان سے منی تیار ہو کر مجریٰ کے راستے۔ خزانہ منی میں سٹور ہوتی رہتی ہے

یاد رکھیں مجریٰ منی یا منی کی نالیاں دو ہیں جو ایک ایک خصیے سے نکلتی ہیں

ساخت

ان کی ساخت میں تین پرت ہوتے ہیں جو اعصاب غدود اور عضلات کے مادوں سے بنے ہوتے ہیں

لمبائی یا طول

ہر ایک نالی کی لمبائی تقریباً دو فٹ لمبی ہوتی ہے لیکن ہر نالی پیچ دار ہوتی ہے طبعی حالت میں ہر نالی خصیہ سے نکل کر چڈے کی نالی (مجریٰ اربیہ) انگوئیل کینال میں داخل ہوتی ہے یہاں سے شکم کے اندر داخل ہو کر رودہ مستقیم اور مثانہ کے درمیان سے گزر کر اور خم کھا کر قنات دافعہ (جاکولیٹرڈکٹ) بن جاتی ہے

خزانہ منی یا اوعیہ منی

انہیں خزائن منی یا کیستات المنی بھی کہتے ہیں یہ خانہ دار جھلی کی دو تھیلیاں ہیں جو مثانہ اور مقعد کے پیچھے واقع ہیں یہ پیچ دار اور نالی دار گلٹیاں ہیں جو مضبوط ریشہ دار جھلی میں بند ہیں

حجم

ہر تھیلی چھ سینٹی میٹر لمبی اور دو سینٹی میٹر یعنی نصف انچ چوڑی ہوتی ہے ان کا

چھوٹا سرا پیچھے اور تنگ سرا سامنے ہوتا ہے

اوعیہ منی کے فوائد

جس طرح گردوں کے لئے مثانہ سٹور کا کام دیتا ہے بالکل اسی طرح خصیوں کے لئے اوعیہ منی ، منی کو سٹور کرنے کا کام کرتی ہے اگر بدقسمتی سے خزائین منی نہ ہوتے تو منی ہروقت بنتی رہتی اور منی کا بہاو ہروقت جاری رہتا اور انسان ہروقت مغلوب شہوت رہتا ہے لیکن اب چونکہ منی کے سٹور ہیں اس لئے جب خزائن منی بھر جاتے ہیں تو جنسی جذبات ابھر کر بوقت ضرورت منی خارج کرتے رہتے ہیں

جراثیم منویہ کہاں بنتے ہیں؟

یاد رکھیں کہ جس طرح باہر رطوبات کے رکنے اور ان میں خمیر پڑنے سے جراثیم بن جاتے ہیں بالکل اسی طرح جب خصیوں سے منی بن کر جب اوعیہ منی میں رکتی ہے تو منی میں بھی خمیر پیدا ہو کر جراثیم پیدا ہو جاتے ہیں اگر منی میں خمیر نہ بنے تو جراثیم منویہ نہیں بن سکتے

ایک اہم سوال

جیسا کہ انسان کے خصیے ہروقت منی بناتے رہتے ہیں جسے خزانہ منی میں

سٹور یا جمع کرتے ہیں جب خزانہ منی بھر جاتا ہے تو جنسی حرکات کے ساتھ خارج کر دیتے ہیں اسی طرح گدھے گھوڑے ریچھ اور گنی پگ کے بھی خصیے اور خزائین منی ہوتے ہیں لیکن یہ بڑے جانور بہت ہی کم منی خارج کرتے ہیں حالانکہ ان کے خزائین منی بھی بڑے ہوتے ہیں چاہیے تو یہ تھا کہ یہ انسانوں سے بھی زیادہ جفتی ہوتے اور چند دن کے بعد منی لازمی خارج کرتے لیکن مشاہدہ اس کے خلاف ہے

قارئین یہ حقیقت ذہن نشین کر لیں کہ جفتی ہونے یا جنسی ملاپ کا فطرتی تقاضہ تو یہ ہے کہ نر مادہ جہاں جنسی لذت حاصل کریں وہاں اپنی نسل یا مثل بھی پیدا کریں اس کے بعد ہر جنسی ملاپ صرف اور صرف عیش پرست اور حصول لذت کے لئے ہو گا

جہاں تک خصیوں میں منی بننے اور خارج کرنے کا تعلق ہے یہ مرد اور حیوان کے خصیوں میں بنتی رہتی ہے جب خزائین منی بھر جاتے ہیں تو مردوں کو اگر جنسی ملاپ کا موقع نہ ملے تو اکثر منی احتلام کی صورت میں خارج ہو جایا کرتی ہے بعض دفعہ انسان مغلوب شہوت ہو کر جتھ رسی (ہینڈ پریکٹس) کے طریقہ سے منی خارج کر دیتا ہے اسی طرح بکرے بیل بھینسے وغیرہ جنسی ملاپ کے بغیر اپنے عضو تناسل کو باہر نکال کر منی خارج کرتے دیکھے گئے ہیں حیوانوں کے اس طرح منی خارج کرنے کے عمل کو ہینڈ پریکٹس بھی کہا جا سکتا ہے

لیکن

اگر انسان یا حیوان کو جنسی ملاپ کا موقع نہ ملے یا ایسے ماحول میں اسے رہنا پڑے جہاں جنسی جذبات دب تو جاتے ہیں مگر ابھرتے نہیں تو ان کے خصیے منی کے

خارج نہ ہونے کی وجہ سے بہت کم بناتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ نہ تو جھوٹ رسی (جلق) کی ضرورت ہوتی ہے نہ ہی احتلام جلد ہوتا ہے جونہی جنسی ملاپ کا موقع ملتا ہے تو خصیے زیادہ منی بنانے لگتے ہیں بالکل اسی طرح چونکہ حیوانات میں بھینس، بکری، گھوڑی، گدھی وغیرہ ایک دفعہ حاملہ ہونے کے بعد چھ ماہ یا سال بھر نہیں گرماتے

لہٰذا ان کے نر مادوں کے جوش میں آئے بغیر یا گرمائے بغیر جنسی ملاپ کی کوشش نہیں کرتے اور نہ ہی انسانوں کی طرح مادوں کو تنگ کرتے ہیں اس لئے بیل، بھینسا، بکرا، مینڈھا، ریچھ وغیرہ کو جنسی ملاپ کا موقع نہ ملنے کی وجہ سے ان کے خصیے منی کم بناتے ہیں اس لئے انہیں منی خارج کرنے کی تحریکات بہت ہی کم اٹھتی ہیں

ایک اہم سوال

کیا مادہ حیوان کی طرح عورت بھی گرماتی ہے اور اس کی نشانی کیا ہے؟

جواب

جی ہاں مادہ حیوان کی طرح ہر جوان عورت بھی گرماتی یا مغلوب شہوت ہوتی ہے

جیسا کہ جنسی ملاپ یا جفتی ہونے کا مطلب صرف اور صرف حصول لذت اور اپنی نسل یا شکل پیدا کرنا ہے اس مقصد کے حصول کے لئے قدرت نے ہر ماہ جوان عورت کو حیض یا ماہواری جاری کی ہوتی ہے ماہواری سے عورت کے اندرونی جنسی

اعضاء کے فضلات خارج ہو جاتے ہیں اور صاف ستھرے ہو کر بار دار ہونے یا حمل قبول کرنے کے قابل ہو جاتے ہیں یہی وجہ ہے کہ عورت ماہواری کے فوراً بعد شدید مغلوب شہوت ہوتی ہے جونہی جنسی ملاپ ہوتا ہے فوراً شہوانی جذبات ست اور کمزور پڑ جاتے ہیں لیکن انسان حیوانوں سے کمزور واقع ہوا ہے وہ حصول لذت کے لئے بار بار عورت کو بغیر شہوانی جذبات کے تنگ کرتا ہے بعض دفعہ حمل کے دوران جنسی ملاپ سے جنین مرجاتا ہے رحم کے اندر کئی قسم کی تکالیف پیدا ہو جاتی ہیں جس کے نتیجے میں حمل گر جاتا ہے

مرد کی اسی مجبوری کی وجہ سے اسلام نے مرد کو ایک سے چار عورتوں سے بیک وقت نکاح کرنے کی اجازت دی ہے

ایک اور اہم سوال

مرد عورت یا حیوانات دو سے دس منٹ تک جفتی رہنے کے بعد ایک دوسرے سے الگ ہو جاتے ہیں لیکن کتے اور کتیا جب ایک دفعہ جفتی ہو جائیں تو نصف گھنٹے سے ایک گھنٹے تک جفتے رہتے ہیں اس دوران وہ جنسی حرکات بھی جاری نہیں رکھتے کیا وجہ ہے؟

جواب

اس سوال کا جواب یہ ہے کہ چونکہ کتا جلد منزل نہیں ہوتا یعنی اسے انزال منی نہیں ہوتا اس لئے وہ کتیا سے الگ نہیں ہوتا اور نہ ہی کتیا الگ ہونے کی کوشش کرتی

ہے حقیقت یہ ہے کہ طبی محققین نے ہر مرد اور ہر نر حیوان کے جنسی اعضاء میں خزانہ منی دیکھے ہیں لیکن کتے کے جنسی خصیے تو ہیں لیکن ان کے اندر خزائین منی نہیں ہیں کہا جاتا ہے کہ کتے اور کتیا کے جفتی ہونے کے کچھ دیر کے بعد منی بنتی ہے جب منی کافی بن جاتی ہے تو انزال ہو جاتا ہے اور دونوں ایک دوسرے سے الگ ہو جاتے ہیں اس راز سے آج تک پردہ نہیں اٹھ سکا کہ کتے میں خزائین منی کیوں نہیں ہیں؟

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

منی

اردو نام	عربی نام	انگریزی نام
منی	منی۔نطفہ	Semen

تعارف ار سفیدی مائل اور قدرے زردی مائل رطوبت ہے جس میں خاص قسم کی خوشبو ہوتی ہے منی خصیوں میں ہی بنتی ہے

ساخت

منی کی ساخت میں تین چیزیں خصوصیت سے موجود ہوتی ہیں

(۱) آب منی (۲) دانہائے منی (۳) جراثیم منی

(۱) آب منی

جو منی کو جمنے سے بچاتا ہے اور اس کا کام سیال رکھنا ہے تاکہ بوقت ضرورت منی خزانہ منی سے نکل کر باآسانی رحم میں پہنچ سکے یہ انڈے کی سفیدی کی طرح سفید ہوتی ہے

(۲) دانہائے منی

انہیں ذرات منی بھی کہتے ہیں منی میں جو نئی خمیر بنتا ہے تو اس میں پہلے دانہائے منی بنتے ہیں دانہائے منی کو ڈاکٹری میں "سیمی نل گرے نیولز" بھی کہتے ہیں جو چھوٹے چھوٹے گول ذرات یا دانے ہوتے ہیں

(۳) جراثیم منی

انہیں منی کے کیڑے بھی کہتے ہیں یہ وہی ذرات منی ہیں جو نشونماء پا کر جراثیم بن جاتے ہیں اور ادھر ادھر بھاگتے دوڑتے ہیں انہیں تخم انسان کہنا ہی بہتر معلوم ہوتا ہے

اب انہیں اجسام منویہ یا حیوانات منویہ ڈاکٹری میں انہیں "سپر میٹاروا" کہتے ہیں

شکل جراثیم منویہ

ہر ایک منی کے کیڑے کا ایک گول سر ایک درمیانی جسم اور باریک دم ہوتی ہے

جراثیم منویہ کا حجم

جراثیم منویہ اتنے چھوٹے اور باریک ہوتے ہیں کہ بغیر خوردبین کے دکھائی نہیں دیتے ہر جراثیم کا حجم 1/100 انچ کے قریب ہوتا ہے ہر جراثیم کا سر چپٹا اور نیزے کی نوک دار ہوتا ہے جس کے ذریعے یہ عورت کا انڈہ یا اووم میں سوراخ کر کے داخل ہو جاتا ہے یا گھس جاتا ہے اور اووم کی رطوبت جو اس کی غذا ہوتی ہے کو کھانا شروع کر دیتا ہے یہ جراثیم عورت کے بیضہ میں اس وقت تک رہتا ہے جب تک اس کے اندر کی تمام رطوبت کو کھا نہیں لیتا جب یہ رطوبت ختم ہو جاتی ہے تو بیضے کو توڑ کر

ماں کے رحم میں اتر آتا ہے اور مزید غذا حاصل کرنے کے لئے رحم میں کسی جگہ جونک کی طرح چمٹ جاتا ہے

ماں کے رحم میں جراثیم کا وقفہ حیات

جنسی ملاپ کے وقت جب منی رحم میں یا اس کے مضافات میں داخل ہوتی ہے تو منی کے یہ جراثیم دو تین دن سے لے کر سات آٹھ دن تک زندہ رہتے ہیں اور باہر صرف ایک روز سے زیادہ زندہ نہیں رہ سکتے

ایک اہم سوال

کیا جراثیم کے رحم کے اندر یا اس کے مضافات (اندام نہانی کے اندر) میں تین دن یا سات دن تک زندہ رہنے کا کوئی فائدہ بھی ہے؟

جواب

(۱) جی ہاں! اس کے کئی فوائد ہیں مثلاً بعض دفعہ جنسی ملاپ کے وقت عورت کا بیضہ انثی قاذف نالی میں نہیں آیا یا ابھی بنا ہی نہیں دو تین دن میں بن کر یا سات آٹھ دن میں بن کر قاذف نالی میں آجاتا ہے اگر جراثیم منویہ موجود ہونگے تو ان میں سے کوئی ایک خوش قسمت جراثیم قاذف نالی میں داخل ہو کر بیضہ میں گھس کر عورت کو بار دار یا حاملہ کر دیتا ہے اگر جراثیم نہ ہوتے تو حمل قائم نہیں ہو سکتا

(۲) دوسرے جب جنسی ملاپ ہوتا ہے تو اس وقت حمل قائم نہیں ہوتا بلکہ کچھ دیر سے لے کر کئی دن تک جراثیم غذا حاصل کرنے کے لئے دوڑتے رہتے ہیں جونہی کسی جراثیم کو داخل ہونے کا موقع ملتا ہے وہ نالی میں داخل ہو کر بیضہ میں داخل ہو جاتا ہے

(۳) بعض سرپھرے نوجوان عزت دار لڑکیوں کو اپنی شیطانی ہوس کا نشانہ بنا دیتے ہیں جو ان کا غیر اسلامی اور غیر قانونی فعل ہوتا ہے لڑکی عدالت میں چلی جاتی ہے بد حواس لڑکے کو سزا دلانا چاہتی ہے چونکہ لڑکی بھی جھوٹ بول کر کسی بے گناہ نوجوان کو سزا دلوا سکتی ہے اس لئے عدالت ثبوت کے لئے لڑکی کا طبی معائنہ کرواتی ہے

طبی معائنہ میں زیادہ تر لڑکی کے رحم سے لی گئی رطوبت میں جراثیم منویہ کے ہونے یا نہ ہونے سے متعلق رپورٹ یا تصدیق کرواتی ہے اگر جراثیم منویہ پائے گئے تو لڑکے کو مجرم گردانہ جاتا ہے ورنہ الزام جھوٹا ثابت ہو جاتا ہے اگر کئی دن تک رحم میں جراثیم نہ پائے جاتے تو لاکھوں لڑکیوں کی عزت برباد ہوتی رہتی اب ایسا ناممکن ہے

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مردانہ جنسی اعضاء
اور ان کی بناوٹ

قارئین مردوں کے جنسی اعضا میں قضیب خصیے خزانہ منی وغیرہ اعضا شامل ہیں۔

قضیب کی بناوٹ

یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ انسان کا جسم چار قسم کے مفرد اعضا (نشوز) سے بنا ہوا ہے (۱) اعصابی انسجہ (۲) عضلاتی انسجہ (۳) قشری انسجہ (۴) الحاقی انسجہ یہ چاروں نشوز (انسجہ) چار مفرد اعضاء کہلاتے ہیں ہم یہ حقیقت ثابت کر چکے ہیں کہ جب اخلاط مجسم ہوتے ہیں تو یہی مفرد اعضا بنتے ہیں ان کی عام طور پر ترتیب یہ ہوتی ہے کہ اعصابی انسجہ باہر کی طرف قشری انسجہ (غدی) اندر کی طرف عضلاتی انسجہ ان کے اندر کی طرف اور الحاقی انسجہ سب سے اندر ہوتے ہیں اور جسم کی بھرتی کرتے ہیں اور جس کا مقصد ان سب کو ملانا یا جوڑنا ہے ان کے افعال کی صورت یہ ہوتی ہے کہ اعصاب جسم میں حس اور رطوبت پیدا کرتے ہیں عضلات جسم میں حرکات اور خشکی پیدا کرتے ہیں غدد و غشا جسم

میں حرارت اور تحلیل کا عمل جاری رکھتے ہیں جو بوقت ضرورت نالیوں کے ذریعے خون کی صفائی یا تکمیل کرتے رہتے ہیں۔

یہی ترتیب یا ترکیب یا بناوٹ عضو مخصوص (قضیب) کی بھی ہے البتہ یہاں پر اعصاب کی کثرت عضلات میں نزاکت اور غدد میں لذت کی تیزی ہوتی ہے یہاں پر عضلات کی بناوٹ اس طرح ہوتی ہے کہ قضیب کے دائیں بائیں اور اوپر نیچے کی طرف آپس میں ملے رہتے ہیں اور ضرورت کے وقت پھیلتے اور سکڑتے ہیں اس لئے عضلات کی بناوٹ اسفنج نما ہوتی ہے جب ان میں روح اور رطوبت بھرتی ہے تو وہ پھیل جاتے ہیں اور جسم تن جاتا ہے

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

قضیب یا عضو تناسل

اردو نام	عربی نام	انگریزی نام
آلت	قضیب ذکر	PENUS
اندری	عضو تناسل	

تعارف جاننا چاہیے کہ قضیب کے لغوی معنی شاخ یا درخت کے ہیں اسی نسبت کی مشابہت سے فارسی میں اس کو نائرہ کہتے ہیں چونکہ آلہ تناسل انگلی کی مانند لمبا ہوتا ہے اس لئے اسے انگشت شک بھی کہتے ہیں اس کو ہندی میں اندری کہتے ہیں قضیب نر (مرد) کا مخصوص عضو جماع ہے اس کے تین حصے ہوتے ہیں (۱) جڑ (۲) جسم (۳) سر

جڑ قضیب

اسے بیخ آلت۔ اصل القضیب اور انگریزی میں روٹ آف دی پینس کہتے ہیں یہ دو مضبوط لنگاٹوں یا ساقین کے ذریعے پیڑو کی اور چوتڑ کی ہڈی (نشست گاہ) سے چسپاں ہوتی ہے

جسم آلت

یہ عضو تناسل کی جڑ اور سر (سپاری) کا درمیانی حصہ ہے اس میں دو متوازی جوف ہوتے ہیں ان میں ایک آلت میں قدرے اوپر والے حصہ میں موجود ہے دوسرے جوف کی بناوٹ اسفنج نما ہوتی ہے جو آلت کے نچلے حصہ میں واقع ہے اسی

حصہ کے درمیان سے پیشاب کی نالی گزرتی ہے اس حصہ میں مضبوط عضلات ہوتے ہیں جو انتشار کے وقت قضیب کو کھینچ کر اوپر کھڑا کر دیتے ہیں

سر قضیب

اسے سپاری یا حشفہ بھی کہتے ہیں اس کی شکل بالکل سپاری جیسی ہوتی ہے اس کے سرے پر سوراخ بول (می ٹیٹس یوریزی) ہوتا ہے اس کی جڑ پر گول کنارہ ہوتا ہے جسے تاج حشفہ کہتے ہیں ڈاکٹری میں روناگلینڈس کہتے ہیں

سر قضیب حقیقت میں جسم کا اسفنجی آخری حصہ ہے جو پھیل کر حشفہ یا سپاری کی شکل اختیار کر گیا ہے

جلد

قضیب کی جلد نرم قدرے سیاہی مائل ہوتی ہے جس میں ربڑ کی طرح بڑھنے (پھیلنے) کی صفت بدرجہ اتم موجود ہوتی ہے انتشار کے وقت قضیب کو پھیلنے میں کسی قسم کی رکاوٹ نہیں ہونے دیتی

ایک اہم راز کا افشاء

طبی کتب میں قضیب کی جلد کے افعال کے بارے میں صرف یہ بتایا جاتا ہے یہ قضیب کو ملفوف کرتی ہے اور اس کی حفاظت کرتی ہے انتشار سے متعلق اس کا کوئی فعل بیان نہیں کیا جاتا

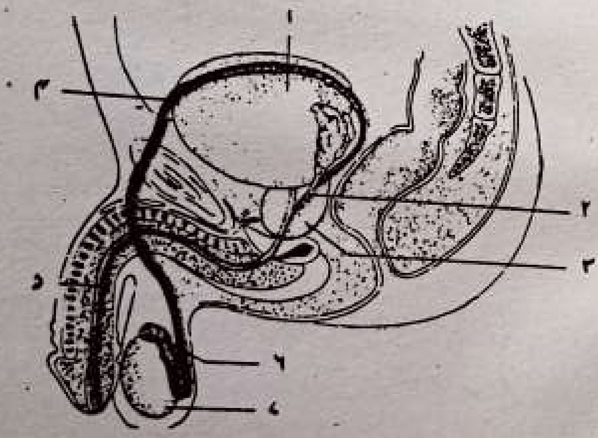
لیکن

حقیقت یہ ہے کہ جب غیر شعوری طور پر یا شعوری طور پر قضیب پر رگڑ یا لمس کی جاتی ہے تو فوراً وریدی خون کا اجتماع شروع ہو جاتا ہے جس سے شریانوں

وریدوں میں اجتماع خون ہو کر انتشار پیدا ہو جاتا ہے اور انسان مغلوب شہوت ہو جاتا ہے

یادداشت

قارئین ذہن نشین کر لیں کہ جلد غدی جسم ہے جس کا تعلق لمس یا چھونے سے ہے اس میں لاکھوں باریک باریک غدد ہیں جب انسان جلق کرتا ہے تو اس وقت وہ عضو خاص کی جلد یا جسم پر رگڑ یا عمل کرتا ہے تو فوراً جنسی جذبات ابھر کر انتشار پیدا ہو جاتا ہے اور انزال ہو جاتا ہے



مردانہ اعضائے تولید (تراش سمی)

(۱) مثانہ (۲) قاذف نالی (۳) غدہ مذی (۴) قنات ناقلہ (۵) مجریٰ بول (۶) بربخی نالی (۷) خصیہ

حصہ کے درمیان سے پیشاب کی نالی گزرتی ہے اس حصہ میں مضبوط عضلات ہوتے ہیں جو انتشار کے وقت قضیب کو کھینچ کر اوپر کھڑا کر دیتے ہیں

سر قضیب

اسے سپاری یا حشفہ بھی کہتے ہیں اس کی شکل بالکل سپاری جیسی ہوتی ہے اس کے سرے پر سوراخ بول (می ٹوئٹس یوریتری) ہوتا ہے اس کی جڑ پر گول کنارہ ہوتا ہے جسے تاج حشفہ کہتے ہیں ڈاکٹری میں روناگلینڈس کہتے ہیں

سر قضیب حقیقت میں جسم کا اسفنجی آخری حصہ ہے جو پھیل کر حشفہ یا سپاری کی شکل اختیار کر گیا ہے

جلد

قضیب کی جلد نرم قدرے سیاہی مائل ہوتی ہے جس میں ربڑ کی طرح بڑھنے (پھیلنے) کی صفت بدرجہ اتم موجود ہوتی ہے انتشار کے وقت قضیب کو پھیلنے میں کسی قسم کی رکاوٹ نہیں ہونے دیتی

ایک اہم راز کا افشاء

طبی کتب میں قضیب کی جلد کے افعال کے بارے میں صرف یہ بتایا جاتا ہے یہ قضیب کو ملفوف کرتی ہے اور اس کی حفاظت کرتی ہے انتشار سے متعلق اس کا کوئی فعل بیان نہیں کیا جاتا

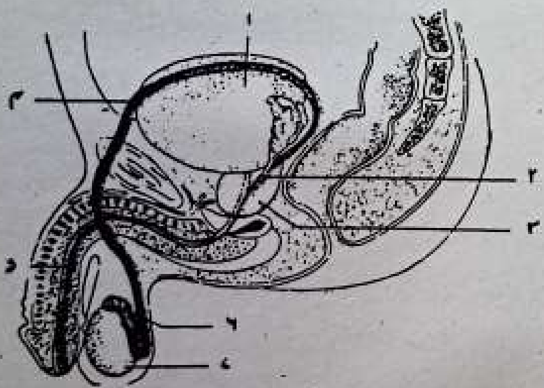
لیکن

حقیقت یہ ہے کہ جب غیر شعوری طور پر یا شعوری طور پر قضیب پر رگڑ یا لمس کی جاتی ہے تو فوراً وریدی خون کا اجتماع شروع ہو جاتا ہے جس سے شریانوں

وریدوں میں اجتماع خون ہو کر انتشار پیدا ہو جاتا ہے اور انسان مغلوب شہوت ہو جاتا ہے

یادداشت

قارئین ذہن نشین کر لیں کہ جلد غدی جسم ہے جس کا تعلق لمس یا چھونے سے ہے اس میں لاکھوں باریک باریک غدد ہیں جب انسان جلق کرتا ہے تو اس وقت وہ عضو خاص کی جلد یا جسم پر رگڑ یا عمل کرتا ہے تو فوراً جنسی جذبات ابھر کر انتشار پیدا ہو جاتا ہے اور انزال ہو جاتا ہے



مردانہ اعضائے تولید (تراش سہمی)

(۱) مثانہ (۲) قاذف نالی (۳) غدہ مذی (۴) قنات ناقلہ (۵) مجریٰ بول (۶) بربخی جال (۷) خصیہ

فلاسفی انتشار

جب جنسی لذت یا حظ اندرونی یا بیرونی طور پر پیدا ہوتا ہے یعنی ذہنی یا جنسی کسی صورت میں بھی اثر انداز ہوتا ہے تو اول اعصاب میں لہر سی دوڑ جاتی ہے جس کے رو سے عمل سے عضلات میں تحریک پیدا ہو جاتی ہے اور دل کا فعل تیز ہو جاتا ہے دل تیز ہو کر عضو خاص کی طرف خون روانہ کر دیتا ہے جس کے ساتھ روح اور حرارت وہاں پر بڑھ جاتی ہے قانون مفرد اعضا کے تحت جب عضلات میں تحریک پیدا ہوتی ہے تو رطوبات غدد کی طرف روانہ ہو جاتی ہیں اور حرارت اعصاب کی طرف جا کر جو تیز لہر دوڑاتی ہے وہ اعصاب تحلیل کر کے اس کو اعتدال پر لاتی ہے اس کے برعکس عضلات کی تیزی سے چونکہ غدد میں سکون ہو جاتا ہے اس لئے ان میں رطوبت کا اخراج بند ہو جاتا ہے خزانہ منی سے چونکہ عضلات کی تیزی سے قضیب کی طرف دوران خون زیادہ ہو جاتا ہے اس لئے وہ اپنی لمبائی اور چوڑائی میں بڑھنا اور پھیلنا شروع ہو جاتا ہے یہاں تک کہ وہ اپنے اندازے کے مطابق شدت سے تن جاتا ہے اس صورت میں اوپر نیچے اور دائیں بائیں عضلات اپنی جگہ کھنچ کر قضیب کو انتشار کی حالت میں کھڑا کر دیتے ہیں یہی انتشار کی ماہیت اور حقیقت ہے۔

ماہیت انتشار

مردانہ عضو مخصوص میں خواب کی حالت میں انتشار ہو جائے چاہے جاگنے کی صورت میں کسی جنسی جذبہ یا صنف نازک کو چھیڑنے یا عضو مخصوص پر رگڑ یا تخیل ہو کر انتشار پیدا ہو جائے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ منی کو خارج کر کے لذت حاصل کی جائے لہذا جماع کی لذت حاصل کرنے کا جذبہ جب سنسری اعصاب کے ذریعے دماغ اور حرام مغز تک پہنچتا ہے تو عضو مخصوص کے حکم رساں اعصاب میں تیزی و تحریک پیدا ہو جاتی ہے جس سے حرکتی عضلات بھی متحرک ہو جاتے ہیں جس سے عضو مخصوص کی شریانوں اور وریدوں میں دوران خون جمع ہونا شروع ہو جاتا ہے جس سے عضو خاص کے اجسام اجوف کے خانوں میں موجود رگوں میں خون بھر جاتا ہے ساتھ ہی قضیب کی جڑ والا عضلہ شریانوں پر کم اور وریدوں پر زیادہ دباؤ ڈال دیتا ہے چنانچہ شریانوں سے کسی قدر خون وریدوں میں تو آتا رہتا ہے لیکن وریدوں کے اندر کا خون قلب کی طرف جانے سے رک جاتا ہے جس سے عضو مخصوص میں استادگی یعنی انتشار یا نعوظ اور اریکشن ERECTION پیدا ہو جاتا ہے اور یہ عمل اس وقت تک قائم رہتا ہے جب تک خزانہ منی سے منی کا اخراج انزال کی صورت میں نہیں ہو جاتا جب منی کا اخراج ہو جاتا ہے تو فوراً وریدی خون عضو مخصوص سے قلب کی طرف جانا شروع ہو جاتا ہے جس کے نتیجے میں انتشار ختم ہو کر لذت کے جذبات بھی سرد پڑ جاتے ہیں

یادداشت

چونکہ منی سے خزانہ منی بھرا ہوا ہوتا ہے اس لئے طبیعت مدبرہ بدن منی کو انتشار پیدا کر کے خارج کرنا چاہتی ہے اگر منی ایک دفعہ کے انتشار سے تمام کی تمام خارج ہو جائے تو دوبارہ انتشار جلق کر کے یا صنف نازک کے نزدیک جانے سے بھی نہیں ہوتا لیکن اگر خزانہ منی میں منی کافی مقدار میں موجود ہو تو دوبارہ بلکہ سہ بارہ بھی جلق یا صنف نازک سے بوس و کنار کر کے انتشار پیدا ہو جاتا ہے اور انزال بھی ہو جاتا ہے جب بار بار جلق یا جنسی ملاپ سے خزانہ منی 'منی سے خالی ہو جاتا ہے تو پھر انتشار انتہائی کوشش سے بھی نہیں ہوتا لہٰذا یہاں یہ حقیقت بھی واضح ہو گئی ہے کہ انتشار کا تعلق منی سے ہی ہے اگر خزانہ منی میں منی نہ ہو تو انتشار کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا یہی وجہ ہے کہ پہلے بادشاہ وزیر وغیرہ گھروں میں کام کاج کرنے کے لئے نوجوان لڑکوں کو خصی کر کے نوکر رکھتے تھے چونکہ ان کے خصیے مردہ ہونے کی وجہ سے منی نہیں بناتے تھے اس لئے ان کو نہ ہی انتشار ہوتا تھا اور نہ جنسی جذبات ابھرتے تھے وہ عورتوں کی طرح رانیوں اور مہارانیوں کے پاس رہتے تھے

یہی صورت

بیل' سانڈھا' مینڈھا اور بکرے کو خصی کرنے کے نتیجے میں پیدا ہوتی ہے خصی ہونے کے بعد یہ جانور صحت مند ہونے کے باوجود اپنی مادہ کو تنگ نہیں کرتے جس کی سب سے بڑی وجہ خزانہ منی میں منی کا نہ ہونا ہی ہے

یادداشت

جن نوجوانوں کے خصیے کسی بیماری یا چوٹ لگنے کی وجہ سے منی بنانا بند کر دیتے ہیں تو ان کو انتشار نہیں ہوتا ایسے اشخاص کو ہی نامرد کہتے ہیں کیونکہ ان میں مردانہ اوصاف ختم ہو جاتے ہیں اگر کوئی سمجھدار معالج ان کے خصیوں کے نقائص دور کر دے تو وہ دوبارہ منی بنانا شروع کر دیتے ہیں اور ایسے مریض دوبارہ نامرد سے مرد بن جاتے ہیں

قضیب کے افعال

قدرت الٰہی نے قضیب کو ایسے کام سونپے ہیں جو اور کوئی عضو سرانجام نہیں دے سکتا مثلاً نسل انسانی قائم رکھنے کے لئے منی کو رحم تک پہنچانا مرد کی نفسانی خواہشات کو اپنی حرکات سے پایہ تکمیل تک پہنچانا تاکہ ان میں ایک دوسرے سے تسکین حاصل ہوتی رہے اور محبت قائم رہے اول صورت میں قضیب کے استعمال سے کسی قسم کا نقص پیدا نہیں ہوتا دوسری صورت میں قضیب کے استعمال سے چونکہ نفسانی خواہشات سب کی ایک جیسی نہیں ہوتیں دوسرے نفس چونکہ ہمیشہ لذت مسرت چاہتا ہے اس لیئے نوجوان جوڑے وقت بے وقت فعل جماع میں مشغول رہتے ہیں چونکہ فعل جماع میں قضیب کی حرکات ضروری ہیں اس لئے کثرت جماع کی صورت میں قضیب کے اپنے جسم کئی قسم کی خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں جن میں سب سے اہم قضیب کی کجی ہے۔

قضیب میں کجی کی اہمیت وماہیت

کثرت رگڑیا چوٹ یا زخم سے جب قضیب کے انسجہ خصوصاً عضلاتی انسجہ خراب ہو جاتے ہیں تو وہاں پر رطوبات و خون اور روح کا اجتماع مشکل ہو جاتا ہے اور جس طرف کے عضلات درست ہوتے ہیں اس طرف انتشار کے وقت تیزی جھکاؤ اور ٹیڑھا پن پیدا ہو جاتا ہے یہاں اس بات کو ذہن نشین کر لیں کہ دائیں طرف عضلات کا اثر ہے اس لیئے جب قضیب بائیں طرف ٹیڑھا ہو تو عضلاتی کجی تصور کریں اس کے برعکس جب قضیب دائیں طرف ٹیڑھا ہو تو غدی کجی ہو گی اگر عضو تناسل کا دباؤ نیچے کی طرف ہو تو اعصاب میں تیزی تصور کریں پھر یاد کر لیں کہ احساس میں کمی آجائے تو عصبی انسجہ میں بگاڑ ہے اگر انتشار میں خرابی ہے تو عضلاتی انسجہ میں نقص ہے اگر حرارت و خون اور رطوبت و روح کے جوش میں کمی ہے تو غدد و غشا مخاطی کی خرابی ہے۔

کجی کے اسباب

کجی کا اصل سبب تو کثرت جماع ہے اس کے علاوہ جلق اغلام بازی سوزاک آتشک ضرب زخم اسباب ہوتے ہیں۔

علاج

یاد رکھیں سب سے مشکل علاج وہ ہے جب کسی عضو میں تحلیل وضعف پیدا ہو جائے جیسے فالج لقوہ اور استرخا لیکن تحلیل ضعف سے بڑھ کر وہ امراض

ہیں جن میں مفرد اعضا (انسجہ) کلیتہً برباد ہو جائیں انہی امراض میں کجی و سرطان اور فساد خلیات ہیں مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ یہ امراض نا قابل علاج ہیں مندرجہ بالا تمام امراض اور انہی اقسام کے دیگر امراض قابل علاج ہیں البتہ مشکل ترین و پیچیدہ ضرور ہیں اور معالج کی انتہائی توجہ چاہتے ہیں بلکہ مریض کے لواحقین کو بھی کوشش کرنی چاہیئے کجی میں چونکہ مفرد اعضا (انسجہ) کے خلیات برباد و ضائع اور ختم ہو جاتے ہیں۔

اس کے لئے وہاں مفرد اعضا کے خلیات کو پھر پیدا کیا جائے قانون فطرت یہ ہے کہ یہ خلیات نئے پیدا ہو جاتے ہیں جس کی دلیل یہ ہے جو حصہ جسم سے کٹ جاتا ہے یا ضائع ہو جاتا ہے پھر پیدا ہو جاتا ہے۔

اصول علاج

جب آپ کے پاس جنسی مریض آئے خصوصاً جلق اغلام اور کثرت مباشرت کا تو ایسے مریض کی نبض اور قارورہ دیکھیں اور معلوم کریں کہ تحریک کہاں ہے جس مفرد عضو میں تحریک ہو اس کے افعال دیکھیں کہ وہ کہاں تک صحیح کام کر رہا ہے اگر تحریک کے مفرد اعضا پورے طور پر کام کر رہے ہیں تو اول انہیں کو مزید تیز کر کے ان کے افعال کو مکمل کریں اگر عضلات تیز ہوں تو ان میں تیزی سے دوران خون تیز بلکہ بخار پیدا ہو جائے مفرد عضو کی تحریک سے مسلسل تک کام کرنا شروع کر دے گا جب کوئی مفرد عضو اپنے افعال میں تیز ہو گا تو یقیناً اس کا اثر دوسرے اعضا پر پڑے گا تاکہ وہ پورے طور پر افعال انجام دے

سکیں نتیجہ یہ ہوگا دوران خون صحیح ہو کر حرارت روح اور رطوبات تمام جسم میں ضرورت کے مطابق دوڑنے اور پہنچنے لگیں گی اس طرح ایک طرف نیا خون اور کیمیائی اجزا بننے لگیں گے دوسری طرف مفرد اعضا کے نئے خلیات بننے شروع ہو جائیں گے بلکہ جو خلیات کمزور مثل مردہ ہو چکے ہونگے ان میں بھی قوت وطاقت آکر نئی زندگی کی لہریں دوڑنے لگیں گی۔

یادرکھیں

خلیات کی بناوٹ پیدائش اور زندگی میں اچھا خاصا وقت لگتا ہے اس لئے مستقل مزاجی سے علاج کرنا چاہئے اس طرح یقیناً آرام آجاتا ہے۔

قوت باہ کی حقیقت

چونکہ مردوں کے اعضائے تناسل کا کام نفسانی خواہشات کی تسکین کے ساتھ ساتھ نسل انسانی کی بقا قائم رکھنا ہے اس لئے یہ اعضا کے بعد دوسرے نمبر پر ہیں یہی وجہ ہے کہ اعضائے تناسل مردانہ وزنانہ کو اعضائے رئیسہ میں شمار کیا جاتا ہے جس قوت سے مردانہ اعضا نفسانی خواہشات کی تکمیل و تسکین اور بقا نسل کا کام کرتے ہیں اسے قوت باہ کہتے ہیں

چونکہ مردانہ اعضا بھی اعصاب غدد عضلات سے بنے ہوئے ہیں اس لئے قوت باہ بھی تینوں حیاتی اعضاء کی قوتوں سے تکمیل پاتی ہے جب کوئی ایک حیاتی عضو بیمار ہو جاتا ہے تو تناسلی اعضا میں بھی اسکی قوت پہلے جتنی نہیں پہنچتی جس سے لامحالہ قوت باہ میں کمی بیشی ہو جاتی ہے۔

ضعف باہ

جاننا چاہئے کہ بیشک تینوں حیاتی اعضاء کی قوتوں سے فعل جماع تکمیل پاتا ہے لیکن پھر بھی سب سے زیادہ قوت قلب و عضلات کو ہی لگانی پڑتی ہے کیونکہ فعل جماع ایک قدرتی فعل ہے صرف احساس یا تحلیل کا فعل نہیں ہے قوت باہ میں کمی کا مطلب بھی یہی ہے کہ حرکات جماع پورے طور پر ادا نہیں ہو رہیں جس سے مخالف جنس کو پوری طرح تسکین ہو لہٰذا جب بھی ضعف باہ ہوگا تو عضلات میں سکون یا تحلیل ہی ہوگی

قانون مفرد اعضاء کی رو سے جب عضلات خصوصاً جنسی اعضا کے عضلات میں سکون ہوگا تو اس وقت اعصابی تحریک ہوگی اسی طرح جب آلہ تناسل کے عضلات میں تحلیل ہوگی تو غدد و جگر میں تحریک ہوگی دونوں صورتوں میں ضعف باہ ہوگا البتہ دونوں صورتوں میں یہ فرق ہوگا کہ اول صورت میں ضعف باہ کے ساتھ نامردی بھی ہوگی انتشار میں بے حد کمی بلکہ بعض اوقات بلکل انتشار نہیں ہوتا پیشاب کا رنگ بلکل سفید ہوتا ہے اس کے برعکس دوسری صورت میں غدی تحریک سے انتشار تو ہوگا لیکن انزال جلد ہوگا بعض اوقات دخول سے پہلے انزال ہو جاتا ہے ایسے مریض کا پیشاب تھوڑا آتا ہے رنگ میں زردی مائل ہوتا ہے اعصابی ضعف باہ میں نفسیاتی اثرات خوف ندامت شامل ہیں

ضعف باہ کا سب سے بڑا سبب ہیں اسی طرح چونکہ اس تحریک

احساسات بڑھ جاتے ہیں جونہی مفعول سے لمس ہوتا ہے فوراً مغلوب شہوت ہو کر انزال ہو جاتا ہے۔

علاج

چونکہ اعصابی غدی تحریک سے ضعف باہ ہوتا ہے تحلیل کا اثر قلب پر ابھی تک قائم ہے اس لئے اس کا علاج یہ ہے کہ اول عضلات کی تحلیل تسکین میں بدل دیں تاکہ وہ تحریک میں آنے کے لئے تیار ہو جائے اس مقصد کے لئے اعصابی عضلاتی اغذیہ ادویہ دیں گے۔

جب عضلات میں تسکین ہو گی تو پھر عضلاتی اعصابی اغذیہ ادویہ اشیا دیں گے جس سے عضلات میں تحریک پیدا ہو جائے گی تقویت کے ایسی ادویہ اغذیہ دیں گے جن سے عضلات میں تحریک پیدا ہو جائے گی یعنی جن میں فولاد کے اجزا ہوں۔

قانون مفرد اعضا کے فارما کوپیاء کے عضلاتی اعصابی نسخہ جات ضرورت کے مطابق بے حد مفید و موثر ہیں نہ صرف باہ بلکہ نامردی تک ختم ہو جائے گی اگر انتشار میں بے حد کمی ہو تو عضو تناسل میں تحریک لانے کے لئے عضلاتی غدی طلا لگائیں یہ طلا بھی بے حد مفید ہے۔

ھوالشافی لونگ ایک تولہ عقر قرحا ایک تولہ بیر بوٹی ایک تولہ کشتہ کچلہ ۳ ماشہ مغز جمال گوٹہ ایک ماشہ ویزلین ۱۰ تولہ

ترکیب تیاری تمام ادویہ باریک کر کے ویزلین میں ملالیں عضلاتی

غدی طلا تیار ہے۔

موقع استعمال ضعف باہ بوجہ اعصابی تحریک احساسات کی شدت انتشار کی کمی نامردی استرخا قضیب وغیرہ میں طلا کریں اس کے استعمال سے ناقابل برداشت انتشار ہونا شروع ہو جائے گا حرکات جماع میں شدت پیدا ہو جائے گی اس سے ایک طرف عورت کے جذبات میں بھی تسکین پیدا ہو جائے گی دوسری طرف قضیب اپنی پوری قوت سے منی کو رحم میں پھینک سکے گا یہی اس کا اصل مقصد ہے۔

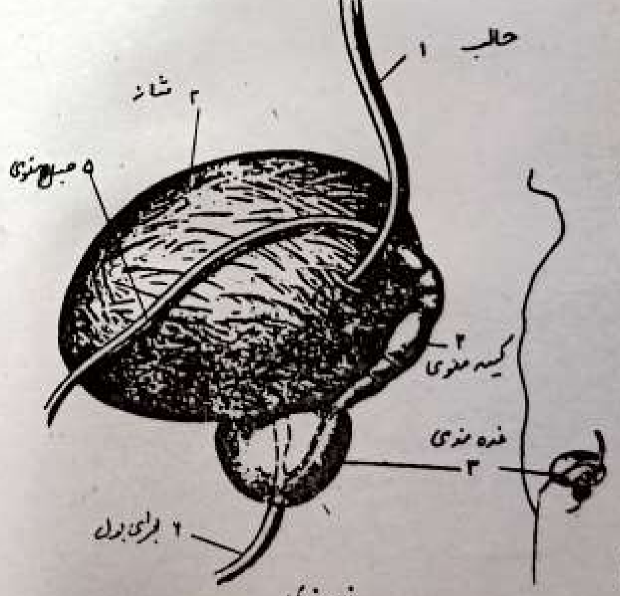
جریان منی مذی ودی

جاننا چاہیے منی خصیوں میں پیدا ہو کر اوعیہ منی (خزانہ منی) میں جمع ہوتی ہے جو بوقت ضرورت (جماع) اخراج پاتی ہے۔

یاد رکھیں منی دونوں خصیوں میں تیار ہو کر دو نالیوں کے ذریعہ خزانہ منی میں بالکل اس طرح جمع ہوتی ہے جس طرح دونوں گردوں میں پیشاب پیدا ہو کر حالئین کے ذریعہ مثانہ میں جمع ہوتا ہے اور بوقت ضرورت اخراج پاتا ہے جس طرح پیشاب مثانہ میں جمع ہو کر اس کے اخراج کی حاجت پیدا ہوتی ہے بالکل اسی طرح جب منی (خزانہ) منی میں ضرورت سے زیادہ جمع ہو جاتی ہے تو اس کے اخراج کے لئے طبعی طور پر خواہش جماع پیدا ہو جاتی ہے۔

پیشاب کی حاجت کا اظہار اگرچہ مثانہ میں دباؤ اور بوجھ کی صورت میں محسوس ہوتا ہے تو منی کے اخراج کی خواہش کا اظہار ہوتا ہے مرد کے خزانہ منی میں دغدغہ ہو کر بار بار انتشار ہوتا ہے۔

پیشاب کی حاجت ہونے کے باوجود پیشاب نہ کیا جائے تو امراض گردہ مثانہ پیدا ہو جاتی ہیں اسی طرح جب بغیر خواہش جماع کے بار بار انتشار ہو جو منی کے اخراج کرنے کی ایک حاجت کا اظہار ہے کہ منی کو بذریعہ جماع خارج کیا جائے اگر ایسی صورت میں منی کا اخراج نہ ہو تو تو امراض خصیہ و مثانہ پیدا ہو جاتے ہیں جن کا اظہار چہروں پر کیل مہاسوں اور منی کے خمیر سے چہرہ بدنما داغوں سے بھر جاتا ہے منی کے مناسب اخراج نہ ہونے کی وجہ سے



غدہ مذی

احساسات میں شدت پیدا ہو جاتی ہے جنسی اعضاء میں ہر وقت لذت کے جذبات ابھرتے رہتے ہیں ایسا شخص جب بھی اپنے دوستوں سے ملتا ہے تو بھی معشوق کی محبت بھری کہانیاں سنتا اور سناتا رہتا ہے جانوروں کو جفتی میں دیکھ کر ہر وقت مغلوب شہوت رہتا ہے اس طرح دماغ اعصاب مسلسل تحریک کی وجہ سے جنسی اعضا میں سوزش پیدا ہو جاتی ہے بلآخر جنسی اعضا کے اعصاب میں تشنج ہونے لگتا ہے جس سے مرگی اور ہسٹیریا کے دورے پڑنے لگتے ہیں۔

جب منی کا قوام پتلا ہو جاتا ہے جنسی اعضا اور اوعیہ منی بے معمولی دغدغہ سے منی بہنے لگتی ہے چونکہ منی کے اخراج میں شدید لذت آیا کرتی ہے اس لئے شروع شروع میں اس حالت کو مریض بے حد پسند کرتا ہے اور پردہ پردہ میں ہی اپنے جسم کو گھلاتا رہتا ہے۔

چونکہ منی ایک ایسا گوہر بے بہا ہے کہ اس سے روح اور جان پیدا ہوتی ہے اس لئے اس کے بہتے رہنے سے جسم کمزور ہو جاتا ہے جسم دبلا ہونا شروع ہو جاتا ہے چہرہ دبلا اور بد صورت ہونے لگتا ہے آنکھوں میں اندھیر اور ہر وقت دل پریشان رہنے لگتا ہے کسی کے ساتھ بات کرنے کو جی نہیں کرتا حافظہ کمزور اور اعصابی تشنج درد سر رہنے لگتا ہے ایسی نوجوان لڑکی ہر وقت سر پر پٹی باندھے رکھتی ہے درد کمر نزلہ زکام پیشاب کی کثرت اور لیکوریا سیلان الرحم ہسٹیریا کے دوروں میں مبتلا رہتی ہے۔

اسباب جریان منی۔

جریان کے اسباب میں کیفیاتی نفسیاتی مادی ہر قسم کے اسباب موجود ہوتے ہیں۔

کیفیاتی اسباب

کیفیاتی اسباب میں مولدات منی مقوی و مرغن اغذیہ کھانا۔ ریاضت نہ کرنا ترک جماع کرنا اعصابی محرکات باہ جن میں منی زیادہ پیدا کرنے والی ادویہ اور اس کے قوام کو پتلا کرنے والی ادویہ شامل ہیں مثلاً گوندکتیرا، تخم ریحان، خار خسک ،اسبغول، سلارا، وغیرہ۔

نفسیاتی اسباب

نفسیاتی اسباب میں عشقیہ خیالات فحش ناول پڑھنا جنسی بے راہ روی کا ماحول کثرت مجامعت سے حسی اعصاب کا کمزور ہوجانا ہر وقت جنسی ملاپ کے لئے بے چین رہنا وغیرہ قابل ذکر اسباب ہیں جن کی تشریح و تفصیل استاد محترم حکیم انقلاب المعالج صابر ملتانیؒ مرحوم نے اپنی کتاب تحقیقات جنسی امراض میں تفصیل سے کی ہے۔

مذی

جرین منی کا علاج جاننے سے پہلے جریان منی کی تشخیص ضروری ہے کیونکہ منی کی طرح دو رطوبتیں اور بھی اخراج پاتی ہیں جنہیں غلطی سے جریان منی سمجھ کر علاج شروع کر دیا جاتا ہے اگرچہ ان کے رنگ بھی سفید ہوتے ہیں مگر

دونوں منی سے علیحدہ شمار ہوتی ہیں ان میں ایک رطوبت کا نام مذی اور دوسری رطوبت کا نام ودی ہے مذی ایک ایسی لطیف شے ہے جو لذت کے وقت اخراج پاتی ہے عام طور پر جذبہ مباشرت کی صورت میں پیدا ہوتی ہے اس کے اخراج کی حقیقت یہ ہے منی کے اخراج کے وقت اس امر کی ضرورت ہوتی ہے کہ منی کے نکلنے کے سے پہلے پیشاب کی نالی تر رہے تاکہ منی پھسل کر پوری قوت کے ساتھ اخراج پاجائے چونکہ منی شدید جھٹکے سے اور کود کر باہر آتی ہے اس لئے اگر پیشاب کی نالی تر نہ ہو بلکہ خشک ہو تو نالی کے اندر سوزش اور زخم ہونے کا خطرہ ہے اسی مصلحت کی بنا پر منی کے اخراج سے پہلے مذی کا اخراج ضروری قرار دیا ہے یہی وجہ ہے کہ جب انسان مباشرت کے لیئے تیار ہوتا ہے تو عورت سے بوس کنار کرتا ہے تو فعل جماع سے پہلے ایک رطوبت عضو تناسل کے منہ پر آجاتی ہے یہی مذی ہے۔

ودی

دوسری رطوبت ودی ہے جو پیشاب کے وقت فطری طور پر اس لئے پیدا ہوتی ہے کہ پیشاب کی نالی کو تر رکھے اور نالی میں پیشاب کی جلن اور تیزابیت کا احساس نہ ہونے دے جب بھی پیشاب میں حدت اور تیزابیت زیادہ ہوتی ہے تو اس وقت اس رطوبت میں اضافہ ہوجاتا ہے جس سے جلن اور سوزش اگر ہو بھی تو وہ دور ہو جاتی ہے۔

یاد رکھیں ودی ہمیشہ عضلاتی تحریک میں اخراج پایا کرتی ہے اس کا علاج

غدی ادویہ ہے۔

جریان منی کا اصول علاج

یاد رکھیں کہ اصول علاج کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ علاج میں اصول شفا کو مد نظر رکھا جائے کسی مرض کا علاج بغیر اصول اور قانون کے کرنا مریض پر ظلم کرنا ہے اس لئے مجرب نسخہ اور دوائیں بھی مفید ثابت نہیں ہوتیں اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ اسے گرم مرض سمجھ لیا گیا ہے لیکن ایسا خیال کرنا صحیح نہیں

حقیقت یہ ہے جسم میں جس قدر بھی احساسات پیدا ہوتے ہیں ان کا تعلق اعصاب سے ہے اور جسم میں جس قدر بھی حرکات عمل میں آتی ہیں ان کا تعلق عضلات سے ہے اور جسم میں جس قدر رطوبت کا اخرج اور بندش ہے ان کا تعلق غدد سے ہے۔

البتہ اس حقیقت کو ذہن نشین کر لیں کہ جب اعصاب میں تیزی پیدا ہوتی ہے تو غدد سے رطوبت کا اخراج شروع ہو جاتا ہے اور جب عضلات میں تیزی پیدا ہو تو رطوبات کے اخراج میں بندش پیدا ہوتی ہے اس اصول کے تحت جسم سے اخراج پانے والی ہر قسم کی رطوبات کو بند اور جاری کیا جا سکتا ہے یاد رکھیں جریان منی کے مریض میں ذکاوت حد بڑھ جاتی ہے۔

اسے گرمی کی زیادتی سمجھ کر مبردات مسکنات نہ دیں کیونکہ کہ مبردات مسکنات و مخدرات وغیرہ اعصاب میں تیزی پیدا کر دیتے ہیں اور رطوبات کی پیدائش میں اضافہ کر دیتے ہیں

خصیے

TESTES

تعارف انہیں علم و فن طب میں خصیے، مرد کے انڈے، پنجابی میں بیٹے اور ڈاکٹری میں ٹیسٹیز Testes کہتے ہیں۔ یہ تعداد میں دو ہوتے ہیں۔ مردانہ خصیے مرغی کے انڈوں کی طرح لمبوترے اور گول ہوتے ہیں۔

خصیوں پر گرمی سردی کا اثر

خصیے ہر ماحول سے متاثر ہوتے رہتے ہیں اگر ماحول ۳۷ گریڈ پر ہو تو خصیے نارمل حالت پر رہتے ہیں لیکن اگر ماحول شدید سرد پڑ جائے تو خصیوں کا غلاف سکڑ جاتا ہے اور خصیے کسی قدر اوپر چڑھ جاتے ہیں۔

اس کے برعکس

اگر ماحول میں گرمی کا اثر زیادہ ہو تو خصیوں کا غلاف پھیل جاتا ہے جس سے خصیے نیچے کو لٹک جاتے ہیں اور ہمارے جسم کی حرکت کے ساتھ ادھر

لوم حرکت کرتے رہتے ہیں۔

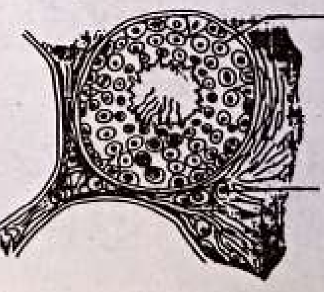
خصیوں کا درجہ حرارت

چونکہ خصیے غدد ناقلہ ہیں اس لئے ان سے حرارت غریزی کا اخراج ہو



خصیے کے فصوص

(۱) منوی قنیات (۲) شبکہ منوی (۳) منوی نالیاں (۴) خصیہ (۵) بربخ



تا رہتا ہے لہٰذا انسان کے بدن کے نارمل درجہ حرارت ساڑھے سینتیس سے ایک دو درجہ کم رہتا ہے اگر اس درجہ حرارت میں زیادہ کمی ہو جائے تو ان کی کی پیدا کردہ منی میں خمیر یا فرمنٹیشن نہیں ہوتا جس سے مرد کی منی میں حیوانات منویہ (مرد کا تخم) پیدا نہیں ہوتے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایسے مرد کے ہاں اولاد نہیں ہوتی۔

لیکن

اگر کوئی ماہر معالج ایسے شخص کے خصیوں کا درجہ حرارت ٹکور یا طلوں وغیرہ سے پورا کردے تو اس کی منی میں جراثیم پیدا ہونے لگتے ہیں اور اولاد جیسی نعمت سے مالا مال ہو جاتے ہیں۔

خصیوں کے افعال اور ذمہ داریاں

عام طور پر ہمیں یہ پڑھایا جاتا ہے کہ خصیے منی بناتے ہیں لیکن یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ خصیے کس مادہ سے منی بناتے ہیں۔

جاننا چاہیے کہ خصیے کسی ایک مادہ سے منی نہیں بناتے بلکہ بدن کے ذرے ذرے کے جوہر یا ہارمونز لے کر منی بناتے ہیں اگر ہماری نظر اتنی باریک ہوتی تو منی کے اندر بدن کے تمام اعضاء کی اشکال دیکھ سکتے اس کا ثبوت یہ ہے کہ منی کے اندر جو جراثیم جنم لیتا ہے جب ماں کے مفعول اعضاء میں نشو نماء پا کر اس فانی

دنیا میں قدم رکھتا ہے تو اس میں ماں باپ کے تمام اعضاء کی اشکال موجود ہوتی ہیں.

مثلاً اکثر دیکھا جاتا ہے کہ اگر ماں باپ کے بدن کا کوئی عضو کمزور ہوتا ہے تو بچے کے بدن کا وہی عضو کمزور ہوتا ہے.

اگر ماں کا دماغ پاگل ہے تو بچے بھی پاگل پیدا ہوتے ہیں یا ان کے دماغ کمزور ہوتے ہیں باپ کی آنکھ ناک چہرہ دیکھ کر اس کے بچے کو دوسرے بچوں سے الگ کر سکتے ہیں یا پہچان سکتے ہیں.

اگر باپ موٹی آنکھوں والا ہوتا ہے تو بچہ بھی موٹی آنکھوں والا ہوتا ہے اسی طرح ماں کے اعضاء بھی بچہ کے اعضاء سے ملتے جلتے ہوتے ہیں.

ایک واقع

آج سے تقریباً بیس سال قبل قادر پور راواں سے سعید نامی شخص اپنی بیوی کو بغرض علاج مطب میں لایا تھا جو تین چار سال سے پاگل تھی اس دوران اس کے ہاں دو بچے پیدا ہوئے جو پاگل تھے.

میرے علاج سے سعید کی بیوی تندرست ہو گئی چند ماہ کے بعد اسے نیا حمل ہو گیا جب سعید کو پتہ چلا کہ اس کی بیوی حاملہ ہے تو وہ اور گھر والے پریشان ہو گئے اس پریشانی کی وجہ سے سعید دوبارہ میں پاس آیا اور رونے لگ گیا میں نے پوچھا کہ خیر تو ہے تمہاری بیوی پھر پاگل تو نہیں ہو گئی ہے جواب میں اس نے کہا کہ میری بیوی دوبارہ حاملہ ہو گئی ہے جب یہ پاگل تھی تو اس کے ہاں دو پاگل بچے پیدا ہوئے تھے ڈاکٹروں نے کہا تھا کہ جب اسے آئندہ حمل ہو تو ضائع کرا دیں ورنہ پھر بھی پاگل بچہ پیدا ہونے کا خطرہ ہے اب آپ بتائیں کہ ہم کیا کریں؟

میں نے اسے سمجھایا کہ سعید صاحب جب اس کا دماغ پاگل تھا تو اس کے بچے پاگل ہونے ہی تھے لیکن اب تو اس کا دماغ صحیح کام کر رہا ہے پاگل نہیں ہے اور تندرست ہے تو اس کا بچہ کیسے پاگل ہو گا لہٰذا آپ حمل ضائع نہ کرائیں اللہ مہربانی کرے گا.

لہٰذا انہوں نے میری بات پر عمل کیا اور حمل ضائع نہ کرایا 9 ماہ کے بعد جب بچہ پیدا ہوا تو وہ بالکل تندرست تھا ڈیڑھ ماہ کے بعد وہ بچہ کو مطب پر لایا میں نے اس میں پاگل پن کی کوئی علامت نہیں دیکھی.

اب وہ بچہ تقریباً بیس سال کا ہو چکا ہے اور شادی شدہ ہے بہت ہوشیار تندرست توانا ہے اور خود بھی بچوں والا ہے.

اس واقع سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ بدن کے کسی بھی حصے یا عضو کے کمزور یا بیمار ہونے کے دوران حمل کے نتیجہ میں جو بچہ پیدا ہو گا اس کا وہی عضو کمزور یا ست ہو گا.

خصیوں کی اہمیت و ضرورت

اگر کسی حیوان یا انسان کے خصیے کام کرنا چھوڑ دیں یا بند کر دیں یعنی منی بنانا بند کر دیں یا خصیوں کو خصی کر دیں. جیسا کہ بکرے اور بھینسے کو کر دیا کرتے ہیں تو اس کے بعد نہ تو اپنی مثل بنا سکتے ہیں اور نہ ہی اپنی نسل کو قائم دائم رکھ سکتا ہے بلکہ لاولد فوت ہو جاتا ہے.

یہ بھی حقیقت ہے کہ جب تک کسی انسان یا حیوان کے خصیے صحیح کام کر

رہے ہوتے ہیں تو اس کی جوانی ٹھاٹھیں مارتی رہتی ہے اور اس میں جذبہ جہاد مقابلہ جنگ و جدل اپنی حفاظت اور اپنی بقاء کا جذبہ قابل قدر ہوتا ہے۔

جن انسانوں یا حیوانوں کے خصیے نکال دیے جائیں یا کسی بیماری کی وجہ سے ناکارہ ہو گئے ہوں تو اس انسان یا حیوان یا انسان میں نہ تو مردانگی رہتی ہے اور نہ ہی جذبہ جہاد یا مقابلہ کی ہمت ہوتی ہے بلکہ مرد میں نسوانی حرکات اور حیوانوں میں ان کے مونث جیسی صفات پیدا ہونی شروع ہو جاتی ہیں مثلاً اگر مرغے کے خصیے نکال دیے جائیں تو جوان مرغا بانگ دینا بند کر دیتا ہے اس میں مرغیوں جیسی حرکات پیدا ہوتی شروع ہو جاتی ہے۔

یاد رکھیں کہ خصیوں کی اہمیت اور ضرورت اس لئے اہم ہے کہ ان کے بغیر انسان یا حیوان اپنی نسل قائم نہیں رکھ سکتا۔

خصیے کس طرح انسانی نسل قائم رکھتے ہیں

یاد رکھیں کہ خصیے صرف منی ہی نہیں بناتے بلکہ انسانی نسل قائم رکھنے کے لئے منی کا ایسا قوام تیار کرتے ہیں کہ اس میں جراثیم پیدا ہو جاتے ہیں جنہیں تخم انسانی یا انسانی بیج کہتے ہیں۔

یہ انسانی بیج ایسا ہی ہوتا ہے کہ جیسا برگد یا پیپل کا بیج یا تخم خود تو برگد یا پیپل کا درخت نہیں ہوتا نہ ہی اس کی شکل اس جیسی ہوتی ہے البتہ جب ان کا تخم نشو نما پاتا ہے تو برگد یا پیپل میں تبدیل ہونے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

بالکل اسی طرح انسانی بیج یا تخم ماں کے پیٹ میں نشو نما پا کر مرد یا عورت

بننے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

چونکہ خصیے ایسی منی بنانے کی صلاحیت رکھتے ہیں جن سے انسانی بیج یا تخم بن جاتا ہے جس سے اس کی نسل قائم رہتی ہے لہٰذا نسل انسانی قائم دائم رکھنے کے لئے خصیے تمام اعضاء سے انفرادی حیثیت رکھتے ہیں انسانی نسل کی بقاء کے لئے خصیوں کی بے حد اہمیت ہے۔

ایک اہم سوال

یہاں ایک اہم سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا خصیے منی ہر وقت بناتے رہتے ہیں یا زوجین کے ملاپ کے وقت منی بناتے ہیں؟

جواب

اس سوال کا جواب یہی ہے کہ جس طرح گردے ہر وقت پیشاب بناتے رہتے ہیں اور مثانہ میں سٹور کرتے رہتے ہیں تاکہ ہر وقت پیشاب ٹپکتا نہ رہے بلکہ جب مثانہ پیشاب سے بھر جاتا ہے تو پیشاب کی حاجت کے ذریعے ایک دم خارج کر دیتا ہے۔

بالکل اسی طرح خصیے ہر وقت منی بناتے رہتے ہیں اور خزانہ منی یا اوعیہ منی میں جمع کرتے رہتے ہیں۔

یادداشت

یاد رہے کہ خصیے ضرورت کے مطابق منی بناتے رہتے ہیں اور خزانہ منی میں جمع کرتے رہتے ہیں جب خزانہ منی بھر جاتا ہے تو بار بار انتشار ہوتا ہے

جو اس امر کا اظہار ہے کہ اب خزانہ منی سے بھر گیا ہے اسے نکال دینا چاہیے اس مقصد کے لئے اس کے جنسی اعضاء میں جنسی ملاپ کے لئے جزبات بار بار ابھرتے ہیں اگر طبعی ملاپ کا موقع مل جائے تو انسان جماع کے ذریعے اسے خارج کر دیتا ہے اگر طبعی ملاپ کا موقع نہ ملے تو رات سوتے وقت خواب میں احتلام کی صورت میں منی خارج ہو جاتی ہے جس طرح جوان عورت کے پستان مکمل ہوتے ہیں اور دودھ پیدا کر سکتے ہیں لیکن بچہ پیدا نہ ہونے کی بنا پر دودھ نہیں بناتے.

لیکن اگر بچہ دودھ پینے والا ماں کی گود میں ہو تو بچہ کی ضرورت کے لئے عورت کے پستان کثرت سے دودھ بناتے ہیں بلکہ جب دودھ کے لئے بچہ روتا ہے تو ماں کی چھاتیوں سے دودھ دارو کی شکل میں نکلنا شروع ہو جاتا ہے بالکل اسی طرح جب جنسی ملاپ کے لئے عورت موجود ہو اور جنسی ملاپ کا موقع ملے تو خصیے اتنی منی بنانے لگتے ہیں کہ انسان دوسرے تیسرے دن بعد منی خارج کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے.

-----☆☆☆☆☆-----

عورتوں کے جنسی اعضاء

انہیں عورتوں کے اعضائے تناسل بھی کہتے ہیں چونکہ عورتیں ان اعضاء کے ننگا ہونے اور دکھانے سے شرماتی ہیں اس لئے ان اعضاء کو عرف عام میں شرم گاہ کہتے ہیں

جنسی اعضاء کی اقسام

عورتوں کے جنسی اعضاء مردوں کی طرح دو قسم کے ہوتے ہیں اول اندرونی اعضاء جو پیڑو کے جوف کے اندر واقع ہیں دوسرے بیرونی اعضاء جو پیڑو کی جوف کے باہر واقع ہیں ان بیرونی اعضاء کو شرم گاہ یا اندام نہانی کہتے ہیں

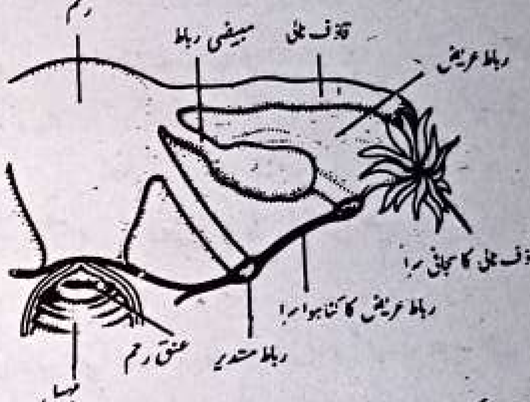
اندرونی اعضائے زنانہ

ان میں فرج، رحم قاذف نالیاں اور خصیۃ الرحم شامل ہیں

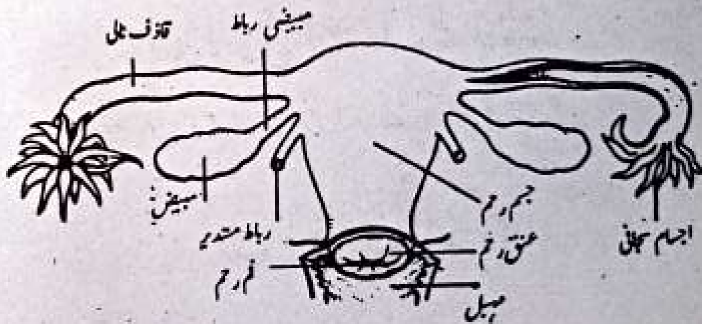
فرج یا عنق الرحم

اردو نام	عربی نام	انگریزی نام
فرج	مبہل، عنق الرحم	VIGINA

تعارف یہ ایک مظبوط غشائی اور عضلاتی نالی ہے جو فرج یا مہبل کے نام سے مشہور ہے



رحم اور اس کو سہارا دینے والے رباطات (صرف ایک طرف کا اندرونی منظر)



زنانہ تولیدی اعضا کا اندرونی منظر
(مہبل اور قاذف نالی کی پچھلی دیوار علیحدہ کر دی گئی ہے)

یہ والوا یا سوراخ مہبل سے شروع ہو کر رحم کے اردگرد پھیلی ہوئی ہے۔ یہ نالی شروع میں تنگ درمیان میں فراخ اور آخر میں تنگ ہوتی ہے اس کے آخری حصہ میں رحم کا بڑھاؤ ہوتا ہے جو اس نالی کے اندر ہی الٹا لٹکا ہوا ہے یہ نالی پیٹ میں مثانہ اور مقعد (ریکٹم) کے درمیان واقع ہے اس نالی کی لمبائی ۱۰ سینٹی میٹر یعنی تقریباً چھ انچ لمبی ہوتی ہے جنسی ملاپ کے وقت مرد کا عضو تناسل اسی نالی میں داخل ہوتا ہے اور رحم سے ٹکرا کر منی رحم میں داخل کرتا ہے

یادداشت

فرج کی نالی رحم کو سیدھا رکھتی ہے اگر یہ نالی زیادہ کشادہ ہو جائے تو رحم ٹل جاتا ہے

ساخت

فرج کی بناوٹ میں اعصاب، غدد اور عضلات کے پرت پائے جاتے ہیں اگر اس کے عضلات مضبوط ہوں تو یہ نالی مرد کے عضو کو زیادہ طاقت سے گھیرتی ہے جس سے جماع میں زیادہ لذت حاصل ہوتی ہے اور منی زیادہ پریشر سے رحم میں داخل ہو جاتی ہے اور جماع کے بعد خارج نہیں ہوتی

لیکن اگر نالی کے عضلات کمزور ہوں اور عضو تناسل پر دباو نہ ڈال سکے تو مرد، عورت کو لذت جماع برائے نام حاصل ہوتی ہے منی رحم میں داخل ہونے کی بجائے رحم کے اردگرد پھیل جاتی ہے اس طرح ایک تو حمل نہیں ہوتا دوسرے فعل جماع کے کچھ دیر بعد جب عورت کھڑی ہوتی ہے یا پیشاب کرتی ہے تو یہی منی کافی

مقدار میں خارج ہوتی ہے مریضہ کو چونکہ پتہ نہیں ہوتا تو وہ اپنے آپ کو لیکوریا میں مبتلا سمجھتی ہے اور لیکوریا کا علاج کرانے لگتی ہے

حقیقت میں لیکوریا سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہوتا افسوس تو معالجین پر ہے کہ وہ اس رطوبت کے اخراج کے بارے میں کچھ نہیں پوچھتے اگر مریضہ سے پوچھ لیں کہ اسے یہ رطوبت ہروقت یا روزانہ خارج ہوتی ہے یا فعل جماع کے بعد ہی خارج ہوتی ہے تو اس کا کسی حد تک صحیح علاج ہو سکتا ہے

فرج کے غدد

فرج کے ذرا سا اندر بے شمار چھوٹے چھوٹے غدد ناقلہ ہوتے ہیں جن میں جنسی جذبات ابھرتے ہی لیس دار رطوبت خارج ہونے لگتی ہے جس سے عورت کی جماع کی نالی رطوبت سے تر ہو جاتی ہے

اگر عورت کو جماع کا موقع مل جائے تو مرد کا عضو تناسل آسانی سے حرکات جماع کر سکتا ہے لیکن اگر بدقسمتی سے اُن غدد سے رطوبات کا اخراج نہ ہو جو جنسی جذبات ابھرے بغیر ہوتا ہے اگر ایسی صورت میں فعل جماع کیا جائے تو اول مرد کا عضو تناسل فرج میں آسانی سے داخل نہیں ہوتا اگر ہو گا تو عورت کو شدید تکلیف ہوتی ہے جس سے ورم مبہل یا فرج کی نالی میں شوزش ہو جاتی ہے جو بڑھ کر سوزاک کا باعث بن جاتی ہے

جبل الزہرہ

تعارف اسے عرف عام میں اندام نہانی کے اوپر کی کہتے ہیں یعنی یہ وہ مقام ہے جو اندام نہانی کے اوپر واقع ہوتا ہے جس کی بناوٹ میں چربی اور ریشہ دار گوشت ہوتا ہے جب لڑکی جوان ہو جاتی ہے تو چھوٹے چھوٹے ملائم بال پیدا ہو جاتے ہیں جنہیں صاف کرتے رہنا چاہیے جب اور سیدھی کھڑی ہوتی ہے اعضائے تناسل کا یہی حصہ نظر آتا ہے فعل جماع کے وقت جبل الزہرہ میں بھی دوران خون بڑھ جاتا ہے جس سے اس کی بلندی پہلے سے زیادہ خوبصورت ہو جاتی ہے لذت اور سرور کو دوبالا کر دیتی ہے۔

فرج کے بڑے لب

فرج کے بڑے لبوں کو لیب آمورا کہتے ہیں اور طب میں شفرام کبیر کہتے ہیں یہ اندام نہانی کے دونوں جانب ہوتے ہیں ان کی بیرونی سطح پر بال ہوتے ہیں ان کی اندرونی سطح چکنی اور لعابی جھلی کو تر رکھتی ہے یہ دونوں لب سامنے سے دبر اور جبل الزہرہ سے ملتے ہیں پیچھے کی جانب یہ لب باریک ہوتے ہیں اور جلد کے باریک پرت کے ذریعہ سیون کی پرف ایک دوسرے سے ملتے ہیں۔

یادداشت

باکرہ یعنی نوجوان لڑکی کے یہ دونوں لب ایک دوسرے سے ملے رہتے

ہیں البتہ بچہ پیدا ہونے پر ایک دوسرے سے علیحدہ ہو جاتے ہیں اور بڑھاپے میں سکڑ جاتے ہیں ان کے اندرونی پیرونی مقام پر بے شمار روغن پیدا کرنے والے غدود ہوتے ہیں جن کی وجہ سے اس کی بناوٹ سخت اسفنج کی طرح ہوتی ہے ان میں شریانوں اوریدوں کا جال ہوتا ہے یہ جنسی جذبات کے وقت خون سے پر ہو کر تن جاتے ہیں۔

فرج کے چھوٹے لب

بڑے لبوں کے اندر کی جانب اندام نہانی کے دو اور چھوٹے لب ہوتے ہیں انہیں طب میں شفران صغیر کہتے ہیں ان کی بناوٹ میں غدی جھلی یعنی میوکس ممبرین جسے عرف عام میں لعاب دار جھلی بھی کہتے ہیں کیونکہ ان میں لعاب دار رطوبت کا اخراج ہوتا ہے یہ دونوں لب جب سامنے کی طرف آپس میں ملتے ہیں تو کلفت البظر (پری پیوس آف دی کلی ٹورس) بناتے ہیں ان پر بال نہیں ہوتے بلکہ پسینہ کی گلٹیاں اور اعصاب زیادہ ہوتے ہیں جس وجہ سے ان کا مزج نہایت ذکی الحس ہو گیا ہے۔

بظر (کلی ٹورس)

یہ چھوٹا سا ابھار ہے جو چھوٹے لبوں کے سامنے کی طرف ملنے سے بنتا ہے اس کی ساخت مرد کے قضیب کے مشابہ ہوتی ہے کیونکہ اس کی بناوٹ بھی قضیب کی طرح اسفنجی ہے اسمیں پھیلنے اور سکڑنے کی صلاحیت بدرجہ اتم موجود

ہوتی ہے جب عورت مغلوب شہوت ہوتی ہے تو سب سے زیادہ اسی بظر میں ہیجان شہوت ہوتا ہے اگر بد قسمتی سے عورت میں ہیجان شہوت نہ ہو تو تجربہ کار مرد اسی بظر کو جماع سے قبل سہلانے کی ہدایت کرتے ہیں بلکہ عورت خود بھی ایسی خواہش کرتی ہے

پیشاب کا سوراخ

اسے احلیل کے نام سے بھی پکارتے ہیں اس کا منہ عین اندام نہانی کے منہ کے اوپر ہوتا ہے عورتوں میں اس نالی کی لمبائی ڈیڑھ انچ ہوتی ہے یہ سوراخ کسی قدر ابھرا ہوا اور دراڑ جیسا دکھائی دیتا ہے۔

سوراخ فرج

اسے اندام نہانی کا دہانہ بھی کہتے ہیں سوراخ فرج اس شگاف کو کہتے ہیں جو شرم گاہ کے دونوں چھوٹے لبوں کے درمیان واقع ہے۔ کنواری لڑکیوں میں یہ دہانہ گول ہوتا ہے مگر بچے جننے والی عورتوں یا شادی شدہ عورتوں میں یہ سوراخ قدرے کھل چکا ہوتا ہے کنواری لڑکیوں میں تو اس سوراخ پر ایک گول پردہ ہوتا ہے جس سے یہ سوراخ بند ہوتا ہے اور یہ پردہ باہر سے نظر آتا ہے۔

پردہ بکارت

یہ پردہ نوجوان لڑکی کے کنوارپن کو ظاہر کرتا ہے جو اس بات کا ثبوت ہے کہ ابھی تک یہ لڑکی کسی مرد سے نہیں ملی اور پاک دامن ہے شادی کے دن

جب میاں بیوی ہم بستری کرتے ہیں تو یہ پردہ پہلے ملاپ میں پھٹ جاتا ہے۔

یادداشت

بعض لڑکیوں میں یہ پردہ بکارت اتنا سخت ہوتا ہے کہ مجامعت کے وقت دخول نہیں ہونے دیتا ایسی صورت میں اسے قطع کرانا پڑتا ہے

اندام نہانی کی غدودیں

یہ ایسی غدودیں ہیں جو فرج کے دونوں جانب ہوتی ہیں ان سے ترشح شدہ رطوبت پردہ بکارت کے ذرا نیچے نکلتی ہے عورت بوقت جماع جب مغلوب شہوت ہوتی ہے تو ان سے چکنی رطوبت خارج ہوتی ہے تاکہ عضو تناسل خشکی سے اندام نہانی کو زخمی نہ کردے یہاں یہ حقیقت بھی ذہن نشین کرلیں کہ اگر یہ رطوبت ترشح نہ ہو تو اندام نہانی زخمی ہو جاتی ہے اور عورت کو سوزاک ہو جاتا ہے اگر کسی مرد کو سوزاک ہو تو بھی اس کے جراثیم انہی غدودوں کو سوزشناک کر دیتے ہیں اور سوزاک میں مبتلا کر دیتے ہیں۔

اندرونی اعضائے تولید و تناسل زنانہ

یہ ایسے اعضاء ہیں جو باہر سے نظر نہیں آسکتے مثلاً (۱) مہبل (۲) رحم (۳) قاذف نالیاں (۴) خصیۃ الرحم

اسے ڈاکٹری میں وجائنا بھی کہتے ہیں یہ خم دار کشادہ نالی رحم اور بیرونی اعضائے تناسل کے درمیان واقع ہے جس سے خون حیض اور بچہ گزر کر

باہر خارج ہوتے ہیں باہر کی جانب فرج کے اختتام پر بند اور تنگ ہوتی ہے اس نالی کی کل لمبائی کے برابر مثانہ (بلیڈر) پیشاب کی نالی (یوریتھرا) اور عین اسکے پیچھے امعاء مستقیم (ریکٹم) اور مقعد ہوتی ہے اس نالی کے اوپر کے حصہ میں عنق الرحم (سروکس) نکلی ہوئی ہوتی ہے

مہبل اور اندام نہانی کی ساخت

اس کی بناوٹ میں چار پرت ہوتے ہیں اس کا اندرونی پرت غشائے مخاطی سے بنا ہوتا ہے درمیانی پرت عضلاتی ہوتا ہے بیرونی پرت اعصاب کا بنا ہوتا ہے اس کا پھیلاؤ امعاء مستقیم تک ہوتا ہے چوتھا پرت نسیج الحاقی کا ہوتا ہے جو غشائے مخاطی کا ہوتا ہے۔

مہبل میں غدد یا گلٹیاں ہوتی ہیں جن سے رطوبت رس کر مہبل کو تر رکھتی ہے یہ رطوبت جلد ترش ہو جاتی ہے اس میں جراثیم بھی فناہو جاتے ہیں۔

رحم

اردو نام	عربی نام	انگریزی نام
بچہ دانی یا رحم	رحم	یوٹرس UTRES

تعارف اسے عرف عام میں بچہ دانی عربی میں رحم اور انگریزی میں یوٹرس کہتے ہیں رحم کے اور بھی کئی انگریزی نام ہیں جو اس میں ہونے والی تکالیف کے نتیجے میں رکھے گئے ہیں مثلاً اکثر رحم میں ورم ہو جایا کرتا ہے اسی نسبت سے اسے میٹرا METRA کہتے ہیں

اسی طرح اکثر عورتوں کو اختناق الرحم کے دورے پڑتے ہیں اسی نسبت سے اسے ہسٹیریا HYSTERYA کہتے ہیں

رحم کی شکل

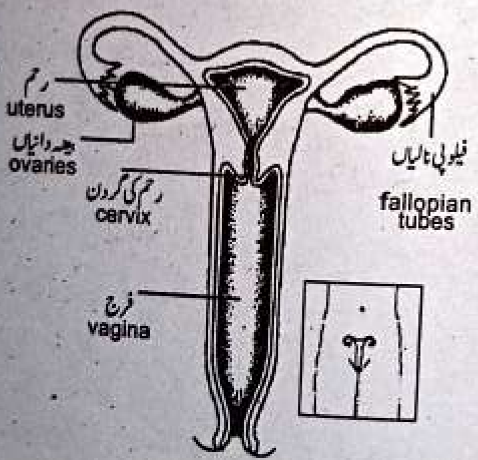
رحم کی شکل ناشپاتی کی طرح یا صراحی کی طرح مخروطی ہوتی ہے جیساکہ شکل سے ظاہر ہے باکرہ اور جوان عورت میں رحم کی طوالت ۳ انچ اور عرض میں ۲ انچ اور چوڑائی یا موٹائی میں صرف ایک انچ ہوتا ہے۔

حقیقت رحم

عورت کے جسم میں رحم ہی ایک ایسا جسم ہے جو مرد عورت کی مثل بنانے کا ذمہ دار ہے یہ مرد سے تخم لے کر اس کی تقریباً نو ماہ نشو نماء کرتا ہے جب بچہ کی نشو نماء مکمل ہو جاتی ہے تو اسے ولادت کی صورت میں باہر خارج کر دیتا ہے

رحم کا محل وقوع

رحم پیڑو کے جوف میں مثانہ اور رودہ مستقیم کے درمیان واقع ہے چند رباطات (رباط عریض و رباط مستدیر) کے ذریعے فرج کی نالی کے اندر الٹا لٹکا ہوا ہے یہ



تین انچ لمبا، دو انچ چوڑا اور ایک انچ موٹا ہوتا ہے اس کا وزن نصف سے پون چھٹانک ہوتا ہے

شکل

رحم تین حصوں میں تقسیم ہے (۱) قعر رحم (۲) جسم رحم (۳) گردن رحم

قعر رحم

یہ رحم کی جڑ والا حصہ ہے جو رحم کا بالائی چوڑا محدب سرا ہے جو پیڑو کے جوف کے بالائی دائرہ سے قدرے نیچے واقع ہے پیٹ کی آبدار جھلی (باریطون) پیری ٹونیم رحم کو سہارا دیتی ہے

جسم رحم

تعارف یہ رحم کا درمیانی اور بڑا حصہ ہے یعنی یہ قعر رحم اور گردن رحم کا درمیانی حصہ ہے رحم کا بالائی حصہ چپٹا ہوتا ہے جس کے بالائی پون حصہ ۳/۴ کو آب دار جھلی ملفوف کرتی ہے جو چھوٹی آنتوں اور مثانہ سے علیحدہ رہتی ہے البتہ اس کا زیریں حصہ مثانہ سے جڑا ہوا یا ملا ہوا ہوتا ہے

جسم رحم کی پچھلی سطح محدب ہوتی ہے جسم پر آبدار جھلی چسپاں ہوتی ہے جسم رحم کے دونوں پہلوی کنارے مقعر ہوتے ہیں جن کے بالائی جانب قاذف نالیاں نیچے اور سامنے کی طرف گول بند اور ان دونوں کے درمیان خصیۃ الرحم چسپاں ہیں جن میں عورت کی منی بن کر قاذف نالیوں میں ٹھہرتی ہے

گردن رحم

اسے عنق الرحم بھی کہتے ہیں یہ رحم کا زیریں تنگ اور گول حصہ ہے جس کو فرج کا بالائی حصہ گھیرے ہوئے ہے گردن رحم کے اندر ایک نالی ہے جو تقریباً نصف انچ

لمبی ہوتی ہے اس نالی کے اگلے اور پچھلے سرے تنگ اور درمیان میں چوڑی ہوتی ہے گردن رحم کے بیرونی سوراخ کو فم رحم کروکس یوٹرائی UTERI CROUIX کہتے ہیں جو باکرہ لڑکی میں گول اور بعد وضع حمل آڑا ہو جاتا ہے اس کے آگے پیچھے دو لب ہوتے ہیں چنانچہ فم رحم کا اگلا لب چھوٹا اور دبیز اور پچھلا لب لمبا اور پتلا ہوتا ہے

رحم کا وزن

رحم کا وزن ڈیڑھ اونس ہوتا ہے ایام حیض میں رحم کا وزن و حجم بڑھ جاتا ہے اور وضع حمل کے بعد بھی رحم مکمل طور پر اصلی حالت پر نہیں آتا پہلے سے بڑا رہتا ہے البتہ حیض کے بعد سکڑتا ضرور ہے

رحم رباطات کے زریعہ الٹا لٹکا رہتا ہے دی ہوئی تصویر میں رحم کو چیر کر اندر کا حصہ دکھایا گیا ہے جس کی تشریح یوں ہے۔

(۱) تصویر میں رحم کے دونوں جانب ۱=۱ کے دو ہندسے لکھے ہیں یہاں رحم کے اندر قاذف نالیوں کیے داخل ہونے کے سوراخ ہوتے ہیں (۲) ہندسہ دو کا مقام عنق الرحم یعنی گردن رحم کہلاتا ہے (۳) جہاں تین کا ہندسہ ہے اسے جوف رحم کہتے ہیں (۴) ہندسہ چار کا مقام فرج کہلاتا ہے جسے عرف عام میں فرج کی نالی کہتے ہیں اسی نالی میں عضو تناسل داخل ہو کر رحم سے ٹکراتا ہے

طبقات رحم

(۱) رحم کا بیرونی پرت

رحم کا بیرونی پرت مثل غلاف کے تمام رحم پر چڑھا ہوتا ہے رحم کے اوپر والے حصہ پر یہ پردہ مضبوطی سے چسپاں ہوجے البتہ نچلے حصہ میں ذرا ڈھیلا ہوتا ہے۔

(۲) رحم کا درمیانی پرت

رحم کے درمیانی پرت کو عضلاتی پرت بھی کہتے ہیں جو عضلاتی ریشوں سے بنا ہوتا ہے اسی وجہ سے اس کا جسم نہایت سخت اور مضبوط ہوتا ہے رحم کا یہی پرت خون کی شریانوں اور وریدوں سے ممد ہے انہی شریانوں اور وریدوں سے رحم اپنی غذا حاصل کرتا ہے رحم کا یہی پرت بچہ کی پیدائش کے وقت سکڑتا ہے اور آہستہ آہستہ بچہ کو خارج کر دیتا ہے۔

(۳) رحم کا اندرونی پرت

رحم کے اندرونی پرت کو غدی و غشائی پرت بھی کہتے ہیں یہ پردہ رحم کی پوری اندرونی سطح پر استر ہوتا ہے اس پردہ میں چھوٹے چھوٹے غدد ہوتے ہیں رحم کے اس پردہ میں تقریباً ہر ماہ تغیر و تبدل ہوتا رہتا ہے کیوں کہ ہر حیض کے ایام میں یہ پردہ تحلیل ہو کر خون حیض کے ساتھ خارج ہوا کرتا ہے اور پھر نیا پیدا ہو جاتا ہے مرد عورت کی مواصلت کے بعد بیضہ انثی باردار ہو کر اسی نرم مخاطی پرت پر بستر جماتا ہے یہی جھلی بچہ کی پرورش کرتی ہے۔

رحم کا اندرونی حصہ یا جوف رحم

رحم کا اندرونی خالی حصہ (جوف رحم) تکون کی طرح مثلث ہوتا ہے اس کی جڑ یا قائدہ میں قاذف نالیاں اوپر سے آ کر داخل ہوتی ہیں جن کے ذریعے بیضہ انثی (عورت کا انڈہ) عورت کے رحم میں داخل ہو جاتا ہے

رحم کا جوف باکرہ عورت میں اڑھائی انچ ہوتا ہے لیکن ایام حمل کے آخری دنوں میں ۹ سے ۱۲ انچ ہو جاتا ہے

یادداشت

رحم کے جوف میں جنین کا سر کسی قدر نیچے اور بدن کا باقی حصہ اوپر ہوتا ہے

رحم کے بندھن یا رباطات رحم

رحم آٹھ رباطات کا بندھنوں کے ذریعے پیڑو کے جوف میں بندھا ہوتا ہے ان رباطات میں دو حقیقی اور چھ غیر حقیقی ہوتے ہیں رحم کے دو اگلے رباط رحم کی اگلی سطح اور مثانہ کی پچھلی سطح کے درمیان واقع ہیں رحم کے جانبی رباطات دونوں جانب سے رحم کو کھینچ کر سیدھا رکھتے ہیں

ساخت رحم

رحم کی ساخت میں تین طبقات اعصاب 'غدد اور عضلات پائے جاتے ہیں جو الحاقی مادہ کے گارا سے ایک دوسرے کے ساتھ چمٹے ہوئے ہیں رحم کا بیرونی طبقہ آب دار جھلی کا بنا ہوا ہے اس کے نیچے والا طبقہ عضلاتی جھلی کا بنا ہوا ہے جو رحم کو سکڑنے اور پھیلنے میں مدد دیتا ہے رحم کا نچلا اور اندرونی طبقہ غدی جھلی کا بنا ہوا ہے جو دوسرے طبقوں سے کئی گنا زیادہ ہے اس کو میوکس ممبرین یا غشاء مخاطی بھی کہتے ہیں یہ بدن میں تمام غشاء مخاطیوں سے مظبوط اور موٹی ہوتی ہے یہی وہ طبقہ و جھلی ہے جس میں قاذف نالیوں سے جنین آگر کسی جگہ چمٹ جاتا ہے اور تقریباً آٹھ مہینہ رحم سے غذا حاصل کرتا رہتا ہے

رحم سے تعلق رکھنے والے اعضاء

انہیں رحم کے مددگار اعضاء بھی کہتے ہیں ان میں خصیۃ الرحم اور قاذف نالیاں شامل ہیں

قاذف نالیاں

Fallo Pain Tubs

تعارف یہ تعداد میں دو نالیاں ہیں ایک دائیں اور ایک بائیں خصیۃ الرحم سے نکل کر رحم میں دائیں بائیں طرف سے داخل ہوتی ہیں بلوغت میں تقریباً چار پانچ انچ لمبی ہوتی ہیں رسی کی مانند موٹی ہوتی ہیں ان کی بناوٹ بھی

عجیب ہے یعنی جب یہ نالیاں خصیۃ الرحم سے نکلتی ہیں وہاں بال جیسی باریک ہوتی ہیں جوں جوں رحم کی طرف آتی ہیں موٹی ہوتی جاتی ہیں قاعدہ رحم پر نہایت وسیع و فراخ جھالردار ہو کر داخل رحم ہوتی ہیں ان جھالردار ریشوں کا فعل یہ ہے پختہ مدہ جنین کو ایام حیض میں پچالیتی ہیں اور قاذف نالی کے زریعہ رحم میں داخل کر دیتی ہیں۔

مجرای قاذف کی بناوٹ

مجرای قاذف کی بناوٹ بھی تین قسم کی جھلیوں یا ریشوں سے بنی ہوئی ہے۔

اول جھلی غدی غشا (غدی جھلی)

دوم عضلاتی جھلی (عضلاتی جھلی)

سوم غشاء بلغمیہ (اعصابی جھلی)

قاذف نالیوں کے افعال

قاذف نالیوں کا اہم اور بڑا کام یہ ہے کہ بیضہ انثی کو خصیۃ الرحم سے لے کر اپنے میں سے گزار کر بچہ دانی یا رحم تک پہنچاتی ہیں۔

ان نالیوں کا ایک اہم کام یہ بھی ہے کہ عورت کی منی جس میں بیضہ انثی بنتے ہیں اپنے میں سے گزار کر رحم میں داخل کر دیتی ہے جہاں سے بصورت فضلہ یہ منی رحم سے بھی خارج ہو جاتی ہے اس طرح قاذف نالیاں پھر

خصیتہ الرحم سے بیضہ انثی لے کر رحم تک پہنچانے کے لئے تیار ہو جاتی ہیں۔

خصیہ الرحم

یہ بھی تعداد میں دو ہوتے ہیں جو دائیں بائیں ایک ایک رباط کے ذریعہ رحم سے لگے رہتے ہیں۔ اور دونوں طرف قاذف کے جھالر دار ریشوں کے ساتھ لگے رہتے ہیں خصیہ الرحم شکل میں بیضوی یا قدرے چپٹے بادام کی طرح ہوتے ہیں جوان تندرست عورت کا خصیہ ڈیڑھ انچ لمبا پون انچ چوڑا اور تقریبا پون انچ موٹا ہوتا ہے ہر خصیے کا وزن نصف تولہ ہوتا ہے۔

ایام حیض میں خصیہ الرحم کا حجم قدرے بڑھ جاتا ہے اور حیض بند ہونے پر پھر سکڑ جاتے ہیں حیض شروع ہونے سے قبل خصیہ الرحم کی بیرونی سطح چکنی اور سفیدی مائل ہوتی ہے لیکن حیض آنے پر بیضہ انثی کے پھٹ جانے کے سبب داغدار ہو جاتی ہے۔

یادداشت

قارئین یہ بات ذہن نشین کر لیں کہ چونکہ بایاں خصیہ الرحم قولون آنت کے بالکل قریب ہوتا ہے لہذا قولون اور خصیتہ الرحم میں مغالطہ لگ جایا کرتا ہے جس کا فرق کرنا ضروری ہے بعض دفع قولنج کا درد نہیں ہوتا بلکہ خصیہ الرحم میں درد شروع ہوتا ہے غلطی سے مقام قولون پر ہونے کی وجہ سے قولنج کے درد کا علاج شروع کر دیا جاتا ہے۔ جس سے ناکامی ہوتی ہے۔

خصیہ الرحم کی ساخت

خصیہ الرحم کی ساخت میں تین قسم کے مادے پائے جاتے ہیں جو قانون مفرد اعضا کے تحت اعصابی غدی عضلاتی کہلاتے ہیں خصیہ الرحم اسی ترتیب سے یہ مادے اپنے پرت بناتے ہیں۔

خصیتہ الرحم کے افعال

مردانہ خصیوں کی طرح عورتوں کے خصیوں میں بھی منی بنتی ہے جس میں خمیر ہو کر بیضہ انثی یا عورت کے انڈے پیدا ہوتے ہیں یہی انڈے خصیتہ الرحم میں بن بن کر قاذف نالیوں میں آتے رہتے ہیں

خصیتہ الرحم میں بیضے کس طرح بنتے ہیں؟

یاد رکھیں کہ مردوں کے خصیوں میں نالیاں ہوتی ہیں جبکہ عورتوں کے خصیوں میں نالیوں کی بجائے باجرے کے دانے سے لے کر لوبے کے دانے جتنے حجم کی تھیلیاں ہوتی ہیں انہیں حوصلات گراف (گرافین فالیکلز) کہتے ہیں ان تھیلیوں کے اندر صاف اور بے رنگ رطوبت بھری ہوتی ہے جو انڈے کی سفیدی کی مانند ہوتی ہے

سب سے چھوٹی تھیلی کا حجم ۱۰۰را اور بڑی کا ۵۰را انچ ہوتا ہے یہ آہستہ آہستہ بڑھتی رہتی ہیں جب یہ بڑھ کر مکمل ہو جاتی ہیں تو ان میں بھری ہوئی رطوبت انڈے کے چھلکے کی طرح ایک غلاف میں ملفوف ہو کر خصیۃ الرحم یا بیضہ دانی کے منہ پر آجاتی ہے یہی ملفوف رطوبت بیضہ انثی یا عورت کا انڈہ کہلاتی ہے

جب عورت کا انڈہ تھیلی میں مکمل ہو جاتا ہے تو تھیلی خود بخود پھٹ جاتی ہے اور انڈہ بیضہ دانی سے نکل کر قاذف نالی میں آجاتا ہے جو بالآخر رحم میں گر جاتا ہے اور ضائع ہو جاتا ہے

بیضہ انثیٰ یا عورت کا انڈہ

یہ ایک گول جسم ہے جو عورت کے خصیوں کی تھیلی کی رطوبت میں بنتا ہے اور اسی میں معلق رہتے ہوئے اپنی نشو نما مکمل کرتا ہے یعنی آہستہ آہستہ مکمل انڈہ بنتا ہے اس کا حجم ۱۲۰را سے ۲۴۰را ہوتا ہے اس کے باہر ایک شفاف غلاف ہوتا ہے اس کے اندر زردی و سفیدی مائل رطوبت ہوتی ہے جو ایک خط کے ذریعے ایک دوسرے سے جدا رہتی ہیں

عورت کے بیضے زمانہ حیض کے بعد مکمل ہو کر قاذف نالیوں میں آتے ہیں اور جانوروں میں زمانہ مستی کے ایام میں بنتے ہیں اور رحم میں کثرت سے خارج ہوتے ہیں

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

عورت کی منی

قارئین ذہن نشین کر لیں کہ مردوں کے خصیوں کی بناوٹ میں نالیاں ہیں جن میں منی بن کر اور خصیوں سے نکل کر خزانہ منی یا اوعیہ منی میں جمع ہوتی رہتی ہے جس میں خمیر پڑ کر جراثیم منویہ (مردانہ جراثیم) پیدا ہو جاتے ہیں

البتہ

عورتوں کے خصیوں کی بناوٹ نالی دار نہیں ہے بلکہ خانہ دار ہے جس میں ایک سفیدی مائل رطوبت ہوتی ہے یہی عورت کی منی ہے اس رطوبت میں جب خمیر پڑتا ہے تو اس میں چھوٹے چھوٹے دانے یا چھوٹی چھوٹی تھیلیاں بن جاتی ہیں انہیں ہی عورت کے انڈے کہتے ہیں

قانون مفرد اعضاء اور عورت کا مادہ تولید

قارئین طبی محققین نے عورتوں کے مادہ تولید کے بارے میں تشریح کی کتب میں تحریر کیا ہے کہ عورت کا مادہ تولید خصیۃ الرحم کی بیرونی سطح پر بننے والے آبلوں میں پیدا ہوتا ہے یعنی عورتوں کا مادہ تولید یا مادہ منویہ وہی رطوبت ہے جو خصیۃ الرحم کے آبلے کے پھٹنے سے پیدا ہوتی ہے

لیکن

قانون مفرد اعضاء اس کی نفی کرتا ہے بلکہ عورت کی منی کی ماہیت یوں بیان کرتا ہے کہ عورت کی منی یا مادہ تولید حقیقت میں وہی رطوبت ہے جو خصیتہ الرحم کے اندرونی خانوں میں پیدا ہوتی ہے اس رطوبت میں جب خمیر پڑتا ہے تو اس میں باریک باریک دانے پیدا ہو جاتے ہیں جو تھیلی نماء ہوتے ہیں

یاد رکھیں

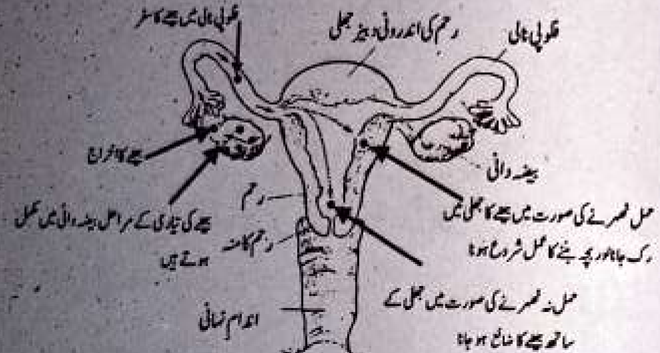
جب تک مرد کی منی میں خمیر نہ پڑے تو جراثیم پیدا نہیں ہوتے اسی طرح جب تک عورت کی منی میں خمیر نہ پڑے تو اس میں دانے یا بیضے نہیں بنتے

بالفرض محال

اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ خصیتہ الرحم کے باہر پیدا ہونے والے آبلوں کی رطوبت عورت کی منی ہوتی ہے تو اس پر اعتراض وارد ہوتا ہے کہ خصیتہ الرحم کے جب آبلے پھٹیں گے تو ان سے خارج ہونے والی رطوبت قاذف نالیوں کے ذریعہ فوراً خارج ہو جائے گی جب کہ منی میں بیضے بننے کے لئے اس کا کئی دن ٹھہرنا اور اس میں خمیر پڑنا ضروری ہوتا ہے لہٰذا چونکہ وہ رطوبت جو عورت کے خصیتہ الرحم میں بنتی ہے اس میں باریک باریک دانے یا تھیلیاں بن جاتی ہیں جو اس رطوبت میں خمیر پڑنے کا نتیجہ ہے اس لئے یہی عورت کی منی ہے

خصیہ الرحم کی اندرونی ساخت

خصیہ الرحم کے اندر تین طبقات پائے جاتے ہیں (۱) طبقہ عضلیہ (۲) طبقہ غشائیہ (۳) طبقہ عصبیہ



طبقہ عضلیہ

اسے طبقہ واصلہ بھی کہتے ہیں خصیہ الرحم کا ڈھانچہ اسی ساخت سے بنا ہے اس میں شریانیں وریدیں بکثرت ہوتی ہیں

طبقہ غشائیہ

اسے حویصلہ جراف بھی کہتے ہیں اس طبقہ میں باریک باریک بلبلے نما غدود بے شمار ہوتے ہیں جنسی اعضاء پر تحقیق کرنے والوں کے مطابق چھوٹی بچیوں میں تقریباً دو لاکھ اور بلوغت اور جوانی کے وقت بائیس لاکھ ہوتے ہیں ہر ایک حویصلہ کے اندر بیضہ بننے والے ذرات ہوتے ہیں یہ ذرات ایک سے دو اور دو سے چار ہونے کی صلاحیت رکھتے ہیں ان کی تقسیم مکمل ہونے پر بیضہ بنتا ہے جسے عرف عام میں بیضہ انثی کہتے ہیں۔

طبقہ عصبیہ

یہ حقیقت میں عصبی خلیات سے ترتیب پاتا ہے اس کا رنگ ہلکا نیلا سفید ہوتا ہے اس میں ایک خاص قسم کی رطوبت ہوتی ہے جو طبقہ غشائیہ میں جاکر بیضہ انثی کی حفاظت کرتی ہے اور اسے اس قابل بناتی ہے کہ وہ آسانی سے ایک جگہ سے دوسری منتقل ہو سکے۔

بیضہ انثی

بیضہ انثی خوردبین سے نظر آتا ہے اس کا قطر 1/120 تا 1/180 ہوتا ہے۔ اس میں مادہ حیات کا سطحی حصہ نہایت شفاف اور اس کا مرکزی حصہ چربی اور رطوبت سے بھرا ہوتا ہے اس حصہ کو حصہ تغذیہ یا غذا دینے والا کہتے ہیں بیضہ کے دانے پر نوت اور نویہ صاف دکھائی دیتے ہیں بیضہ

انثی جب تک اپنے دو ابھار گرا نہ دے جنین بننے کے قابل نہیں ہوتا یعنی اس وقت تک حمل قائم نہیں ہو سکتا بعض اوقات ایک ہی دفعہ ایک کی جائے دو یا تین بیضے پک کر پھوٹ جاتے ہیں ایسی صورت میں ایک کی جائے کئی بچے پیدا ہو جاتے ہیں۔

خصیۃ الرحم کے ہارمونز

خصیہ الرحم سے دو قسم کے ہارمونز یا رطوبات خارج ہوتے ہیں۔

(۱) ایسٹرین (۲) پروجسٹین

ایسٹرین

خصیہ الرحم میں پیدا ہونے والا ایسا ہارمون ہے جو زیدہ تر اندر ہی اندر پیدا ہو کر خون میں جذب ہوتا رہتا ہے مادہ جوان میں موٹاپن اور جفتی (جماع کرنے کے لیئے) ہونے کی خواہش زیادہ سے زیادہ پیدا کرتا ہے یہی وہ رطوبت ہے جو مغلوب ہونے کے دوران اندام نہانی سے تاروں کی شکل میں رستی ہے

پروجسٹین

یہ ایسی مخصوص رطوبت ہے جو رحم کی غشا مخاطی پر اثر انداز ہوتی ہے اس کے ڈھانچہ کے باہر خلیات میں پختگی پیدا کرتی ہے یہی وجہ ہے کہ جب یہ رطوبت رحم پر اثر انداز ہوتی ہے تو رحم کی غشا مخاطی موٹی ہو جاتی ہے جس سے بیضہ انثی کے باردار ہونے اور سکون حاصل کرنے کیلئے نہایت عمدہ بستر کا کام دیتی ہے

ایسٹرین OESTRIN

یہ خصوصتہ الرحم میں پیدا ہونے والا ایسا ہارمون ہے جو زیادہ تر عورت کے جوان ہوتے ہی بننے لگتے ہیں

ایسٹرین کے افعال

اس رطوبت کے افعال خاصہ دو ہیں اول جونہی یہ رطوبت پیدا ہونے لگتی ہے فوراً لڑکی کے بدن اور خصوصاً جنسی اعضاء کی نشونما بڑی تیزی سے ہونے لگتی ہے بدن کا حسن نکھر آتا ہے تمام اعضاء مکمل اور خوبصورت ہو جاتے ہیں اس کے بدن کا ذرہ ذرہ ناچنے لگتا ہے ان ہی خوبیوں کی وجہ سے کہا جاتا ہے کہ فلاں لڑکی کے پاؤں زمین پر نہیں لگتے

ان حالات میں ایسی لڑکی میں جفتی ہونے کی خواہش جنون کی حد تک بڑھ جاتی ہے یہی وجہ ہے کہ جن لڑکیوں میں یہ رطوبت زیادہ بنتی ہے اور انہیں جفتی ہونے کا موقع (غیر شادی شدہ ہونے کی وجہ سے) نہیں ملتا یا شادی ہونے کے باوجود اس کے جنسی جزبات کی تسکین نہیں ہوتی تو ایسی لڑکیاں باؤ گولا یا اختناق الرحم جیسی تکلیف میں مبتلا ہو جاتی ہیں دیہاتی سادہ لوگ مریضہ میں جن بھوت ہونے کا شبہ کرتے ہیں

ایسٹروجن رطوبت کب زیادہ خارج ہوتی ہے

چونکہ اس رطوبت کا کام خواہش جماع یا جفتی ہونے کی خواہش پیدا کرنا ہے

لہٰذا یہ رطوبت جنسی جزبات کے ابھرنے اور مغلوب شہوت ہونے کے وقت زیادہ پیدا ہوتی ہے

بکری، گائے، بھینس، کتا، کتیا وغیرہ جب مستی میں آتی ہیں یا ان میں جفتی ہونے کی خواہش پیدا ہوتی ہے تو ان کی اندام نہانی سے یہ رطوبت تاروں کی صورت میں خارج ہونے لگتی ہے مادہ اتنی مغلوب شہوت ہو جاتی ہے کہ وہ اپنے ہم جنس نر کو بلند بلند آوازیں دے کر بلاتی ہے سمجھ دار گوالے ان کی ایسی حرکات علامات کو دیکھتے ہی مادہ کو نر کے پاس لے جاتے ہیں اور انہیں جفتی ہونے کا موقع فراہم کرتے ہیں جب وہ جفتی ہو جاتے ہیں تو ان کے جنسی اعضاء میں تسکین آجاتی ہے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مادہ حاملہ ہو جاتی ہے اور شور کرنا بند کر دیتی ہے

پروجیسٹین

یہ ایسی رطوبت ہے جو رحم کی اندرونی غشاء مخاطی جھلی میں کمزور خلیات میں پختگی پیدا کرتی ہے یہی وجہ ہے کہ جب یہ رطوبت رحم میں اگر اثر انداز ہوتی ہے تو رحم کی غشاء مخاطی موٹی ہو جاتی ہے جونہی قاذف نالی میں تخم انسان بیضہ انثی کو کھا کر اور اسے توڑ کر رحم میں آتا ہے تو رحم کی غشاء مخاطی جنین کے لئے عمدہ بستر کا کام دیتی ہے اگر بدقسمتی سے یہ رطوبت رحم کی غشاء مخاطی میں نہ آئے یا غشاء مخاطی کو موٹا نہ کرے تو جنین کو رحم سے پوری غذائت میسر نہیں آتی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جنین نو ماہ میں مکمل نشو نماء نہیں پا سکتا لہٰذا رحم میں کئی کئی سال تک پڑا رہتا ہے اگر اس رطوبت کی کمی پوری کر دی جائے تو جنین جلد نشو نماء پاکر موٹا تازہ ہو کر وضع حمل کی صورت میں عدم سے وجود میں آجاتا ہے

ادنیٰ حیوانات میں جنسی ملاپ کا زمانہ

جنسی ملاپ کیلئے بے خودی یا مستی کا زمانہ اس وقت تسلیم کیا جاتا ہے جب خصیۃ الرحم سے ایک مخصوص رطوبت ایسٹرن پیدا ہو کر حیوان میں مستی اور گرمی پیدا کر دے اور جفتی ہونے کی خواہش پیدا کر دے حتیٰ کہ مادہ حیوان مغلوب شہوت ہو کر نر کے پاس جاتی ہے اسے مخصوص انداز میں جفتی ہونے کے لئے نر کو آمادہ کرتی ہے حیوانات اور انسان میں جفتی ہونے کا زمانہ مختلف ہے کیونکہ حیوانات میں خصوصاً کتیا میں مستی کا زمانہ مختلف ہے کیونکہ خصوصاً کتیا مستی کے زمانہ سے کچھ روز قبل رحم کی غشاء مخاطی میں ایسے تغیرات رونما ہوتے ہیں جن سے رحم قدرے موٹا ہو جاتا ہے پھر اس میں ایسٹرن نامی رطوبت پیدا ہو کر جنسی ملاپ کی خواہش پیدا کر دیتی ہے۔

اعلیٰ درجہ کے حیوانات میں جنسی ملاپ کا زمانہ

اعلیٰ درجہ کے حیوانات میں انسان اور بندر شامل ہیں انسانوں میں عورتیں ہیں جنہیں ہر ماہ حیض یا ماہواری آیا کرتی ہے حیض یا ماہواری کے دنوں رحم اور خصیۃ الرحم کی غشاء مخاطی موٹی ہو جاتی ہے جس سے خواہش جماع بالکل نہیں ہوتی لیکن حیض ختم ہونے کے بعد رحم کی غشاء مخاطی کی سوزش ختم ہو جاتی ہے اور فوراً خواہش جماع پیدا ہونی شروع ہو جاتی ہے حتیٰ کہ صرف دو تین دن کے اندر اندر عورت کو مغلوب شہوت کرتی ہے اس وقت عورت بار دار ہونے یعنی حمل قبول کرنے کے قابل ہوتی ہے ۔

حیض کی حقیقت و ماہیت و ضرورت

دنیا میں لاکھوں میں کوئی ایک عورت ہوتی ہے جسے خون حیض نہ آتا ہو ورنہ ہر نوجوان عورت کو ہر ماہ خون حیض آیا کرتا ہے جسے ہندپاکستان کی عورتیں مختلف محاوروں سے اس حالت کا اظہار کرتی ہیں۔ کوئی خون حیض کہنے کی بجائے نماز قضا ہونا کوئی کپڑوں سے ہونا کوئی کپڑے آنا کہتی ہیں کسی علاقہ کی عورتیں ماہواری آنا پھول آنا وغیرہ ناموں سے پکارتی ہیں مختلف زبانوں میں حیض کے مختلف نام ہیں۔

حیض کی ماہیت

وہ خون جو ماہواری یا حیض کی صورت خارج ہوتا ہے وہ جسم رحم سے آیا کرتا ہے اور یہ خون رحم کے عضلاتی حصہ سے آیا کرتا ہے لیکن اس کی ابتدا خصیۃ الرحم سے ہوا کرتی ہے وہ اس طرح کہ جب خصیۃ الرحم سے بیضہ انثیٰ رحم میں آتا ہے یا آنے کے لئے تیار ہوتا ہے جس سے رحم میں ایک ہیجان پیدا ہو جاتا ہے دوران خون رحم میں بڑھ جاتا ہے اور اس کی صفائی شروع ہو جاتی ہے جو خون پانی اور چھیچھڑوں پر مشتمل ہوتا ہے۔

چونکہ ماہواری کے دنوں عضلاتی تحریک خصوصاً رحم کے عضلات میں سوزش و تحریک ہوتی ہے اس لئے رحم سے خون بہنے لگتا ہے جس میں رحم کے اندر کے فضلات مل کر خارج ہونے شروع ہو جاتے ہیں

خون حیض کیوں آتا ہے؟

زمانہ قدیم میں لوگوں کا خیال تھا کہ عورت پر چاند ستاروں کا ہر ماہ اثر پڑتا ہے بعض حکما کا خیال تھا کہ عورت کے جسم میں غلبہ برودت سے فضلات بدن اچھی طرح خارج نہیں ہوتے بلکہ کچھ نہ کچھ جسم میں جمع ہوتے رہتے ہیں جن کو طبیعت ہر ماہ بشکل خون حیض خارج کرتی ہے اس حقیقت کو بھی تسلیم کرنا پڑتا کہ خون حیض لڑکی کے جوان اور بالغ ہونے کی علامت ہے۔

ایک اور سوال

یہاں ایک اور سوال پیدا ہوتا ہے کہ خصیۃ الرحم اور رحم تو لڑکی کی پیدائش سے ہی اس کے جسم میں موجود ہوتے ہیں شروع زندگی میں خون حیض کیوں نہیں آتا۔

جواب

قارئین اس سوال کا جواب یہ ہے کہ جسم انسان میں اللہ تعالی نے بعض اعضا ایسے ودیعت کئے ہیں کہ وہ مرد ہو یا عورت جب تک جوان نہ ہو کام شروع نہیں کرتے البتہ اس دوران وہ اپنی نشو نما مکمل کرتے رہتے ہیں۔

جب نشو نما مکمل ہو جاتی ہے تو وہ اعضا اپنی ذمہ داریاں پوری کرنا شروع کر دیتے ہیں رحم ہر ماہ خون حیض خارج کرتا ہے عورتوں کے پستان بچہ پیدا ہونے سے قبل دودھ بنانا شروع کر دیتے ہیں تاکہ جب بچہ پیدا ہو تو اس کے لئے

غذائی مشکلات پیدا نہ ہوں اس کے برعکس مردوں میں خصیے منی بنانا شروع کر دیتے ہیں جو اوعیہ منی (خزانہ منی) میں جمع ہوتی رہتی ہے جس میں خمیر پڑ کر جراثیم منویہ پیدا ہو جاتے ہیں یہی منی اگر انتشار کے ذریعہ خارج ہونے لگتی ہے یہی منی اور خواب میں خارج ہو تو احتلام کہتے ہیں اور اور ہم بستری سے خارج ہو تو انزال ہونا کہتے ہیں مردوں عورتوں میں یہ اعمال اس وقت شروع ہوتے ہیں جب ان کے جنسی اعضاء مکمل نشو نما پا لیتے ہیں البتہ جوانی سے پہلے ان اعضا کی نشو نما نا مکمل ہوتی ہے اس لئے یہ اپنا کام شروع نہیں کرتے جب نشو نما مکمل کر لیتے ہیں تو نہ صرف حیض یا احتلام آنے لگتا ہے بلکہ اپنی ہم مثل نوع بھی پیدا کرنے لگتے ہیں تاکہ نہ صرف اس کی نوع قائم رہ سکے بلکہ پہلے سے زیادہ پھلتی پھولتی رہے۔

خون حیض پر اہم اعتراض

بعض محققین حیض میں خارج ہونے والے خون کو اصلی خون تسلیم نہیں کرتے وہ یہ تردد پیش کرتے ہیں کہ خالص خون شریانوں وریدوں سے نکلتے ہی جم جاتا ہے مگر ماہواری کا خون منجمد نہیں ہوتا۔

خون حیض نہ جمنے کی وجہ

ڈاکٹر کیپٹن مس شمیم خواجہ اور ڈاکٹر اختر حسین اعوان اپنی شہرہ آفاق کتاب مڈوائفری کے صفحہ ۴۹ پر تحریر کرتے ہیں کہ جیسے ہی حیض کا خون غشاء رحم کے تیار ہونے پر عروق شعریہ سے خارج ہوتا ہے فوراً لوتھڑے کی

شکل اختیار کرلیتا ہے چنانچہ خون حیض شروع ہونے کے ایک دو گھنٹے بعد ہی اگر رحم کی حالت کو دیکھا جائے تو وہاں پر منجمد خون کے لوتھڑے دکھائی دینگے لوتھڑے بھی رحم کی گلٹیوں سے خارج خمیر (ٹرپسین) تھرمبو لائیسین کی وجہ سے تحلیل ہو جاتے ہیں اور سیال صورت اختیار کرلیتے ہیں۔

اس خارج شدہ خون میں فائبرین یا فائبرونوجن موجود نہیں جو ریشہ دار صورت اختیار کرکے لوتھڑے کی صورت پیدا کرے اس میں مخاطی رطوبت میں ۳۳ فیصد اور چونے کے اجزا بکثرت ہوتے ہیں علاوہ ازیں آیوڈین کے کچھ اجزا اور تیزاب شیر کافی موجود ہوتا ہے جو خون کو جمنے نہیں دیتا ابتدا میں غشا مخاطی کے اجزا زیادہ اور آخر میں معدوم ہو جاتے ہیں اگر کسی عورت کا حیض منجمد لوتھڑوں میں برآمد ہو تو وہ مرضی حالت ہے۔

قانون مفرد اعضا اور حیض کی حقیقت

مندرجہ بالا تحریر میں حیض کی حقیقت بھی بیان کی گئی ہے اور اس کے نہ جمنے کی وجوہات بھی بیان کی گئی ہیں جہاں تک حیض کی حقیقت بیان کی گئی ہے کہ حیض اصلی خون ہے جن کے ثبوت کے طور یہ دلیل دی گئی ہے کہ حیض شروع ہونے کے دو گھنٹے بعد اگر رحم کی حالت کو دیکھا جائے تو وہاں منجمد خون کے لوتھڑے بکثرت دکھائی دینگے اس کے برعکس مضمون کے آخر میں اس حقیقت کی نفی ان الفاظ میں کی جارہی ہے کہ اگر کسی عورت کا حیض منجمد لوتھڑوں کی صورت میں برآمد ہو تو یہ مرضی حالت ہے قارئین قانون مفرد اعضا رحم سے

خون نما مادے کو جو عورت کو ہر ماہ آتا ہے اصلی خون نہیں مانتا بلکہ یہ تو رحم کے اندر کے فضلات ہیں جو سیاہی مائل سرخ رنگ اختیار کرکے خارج ہوا کرتے ہیں اسی وجہ سے ان میں انجماد واقع نہیں ہوتا

قارئین پھر ذہن نشین کرلیں حیض رحم اور خصیۃ الرحم کے فضلات کا مجموعہ ہے خالص خون نہیں ہے کیوں کہ جب حیض کھل کر مسلسل 6 دن آتا ہے تو ایسی عورت خوش قسمت کہلاتی ہے اور اس کی صحت نہ صرف قابل رشک ہوتی ہے بلکہ وہ اپنی مثل بھی پیدا کرتی ہے اس کے برعکس خالص خون کم مقدار میں بھی آئے تو وہ نہ صرف لوتھڑوں کی صورت میں خارج ہوتا ہے بلکہ ایسی عورت ناتواں ہونے کے ساتھ ساتھ اپنی مثل بھی پیدا نہیں کرسکتی ایسی عورت بدقسمت کہلاتی ہے میں تو کہا کرتا ہوں کہ حیض رحم کا پاخانہ ہے جو ہر ماہ آیا کرتا ہے جس طرح عورت کی انتڑیوں کے فضلات اگر روزانہ بافراغت کھل کر آتے رہیں تو جسم ہلکا پھلکا اور چست رہتا ہے اور صحت بھی قابل رشک رہتی ہے یہاں اس نکتہ کو بھی ذہن نشین کرلیں کہ جسم انسان کے کسی بھی طبعی راستہ آنکھ کان منہ مقعد احلیل رحم یا جلد ایسے فاضل مادے اخراج پایا کرتے ہیں جن کی جسم کو ضرورت نہیں ہے چونکہ جسم کے لئے ایسے مادے فضول اور فاضل ہوتے ہیں اس لئے انہیں عرف عام میں فضلات کہتے ہیں۔

لہٰذا رحم سے خارج ہونے والے مادے کو خالص خون قرار نہیں دے سکتے کیونکہ خالص خون فضلہ نہیں ہے جب کہ رحم سے نکلنے والے مادے کو گندہ اور ناپاک مادہ کہا جاتا ہے پلید اور ناپاک حالت میں مرد کے لئے عورت

کے پاس جانا منع کیا گیا ہے یہ امر بھی ذہن نشین کر لیں کہ رحم سے خارج ہونے والا مادہ زیادہ تر عضلات رحم سے خارج ہوتا ہے اس لئے اس کا رنگ بھی سرخی مائل ہوتا ہے چونکہ اس کا رنگ سرخی مائل ہوتا ہے اس لئے اسے خون حیض کہا جاتا ہے۔

حیض کا دورانیہ

تندرست عورتوں میں حیض کا دورانیہ اٹھائیس روز کے بعد ہر ماہ ہوا کرتا ہے البتہ بعض عورتوں کو چوبیس روز بعد اور بعض کو بتیس روز بعد آیا کرتا ہے اگر یہ سلسلہ باقاعدہ رہے تو مرض میں شمار نہیں۔

مدت حیض

عام طور پر تندرست عورتوں کو 4دن سے 6دن تک خون حیض آیا کرتا ہے اور یہ سلسلہ ۴۵ سے ۵۰ سال تک اکثر قائم رہتا ہے اس دوران اسے اولاد ہوا کرتی ہے ۴۵ سال بعد اکثر خون حیض بند ہو جایا کرتا ہے جس سے اولاد ہونا بھی بند ہو جاتی ہے اسے سن یاس یا نا امیدی کا زمانہ کہتے ہیں۔

حیض کے دوران رحم کے تغیرات

حیض شروع ہونے سے پہلے عضلات رحم میں دوران خون بڑھ جاتا ہے اور رحم کے غدد پھول جاتے ہیں جس وجہ سے رحم کی غشا مخاطی تقریباً دو گنی موٹی ہو جاتی ہے جو خون حیض خارج ہونے پر دبلی ہونے لگتی ہے اور حیض میں

غشا مخاطی کے مردہ حصے اور بڑھے ہوئے غدد کے فضلات خارج ہوتے ہیں حقیقت میں اس قسم کے مواد کا نام حیض ہے۔

یادداشت

جیسے ہی چار پانچ روز میں غلیظ مواد خارج ہو جاتا ہے اور پھر معمولی رطوبت خارج ہو کر رحم میں دوران خون بھی کم ہو جاتا ہے اور رحم کی غشا مخاطی بھی دھل کر صاف ستھری ہو جاتی ہے۔

جب حمل قائم ہو جاتا ہے اور حیض آنا بند ہو جاتا ہے لیکن عورت کے معدہ جگر دل دماغ چکرا جاتے ہیں۔ چنانچہ بھوک صحیح نہیں لگتی بعض اوقات عورت کوئی شے کھا لے تو قے میں نکل جاتی ہے اس طرح مریضہ پریشان رہنے لگتی ہند پاکستان کی نوجوان لڑکیوں کو عام طور پر چودہ سے سولہ سال کی عمر میں حیض آنا شروع ہو جاتا ہے لیکن آب و ہوا زیادہ مرغن غذا کا استعمال خاندانی ماحول موروثی حالات طرز زندگی جنسی ماحول خصوصاً جہاں نوجوان لڑکیاں لڑکوں کا آزادانہ میل جول ہو یعنی مخلوط تعلیم وغیرہ جو عصبی مراکز کو ہیجان میں لاتے رہتے ہوں اس کے علاوہ شہری لڑکیوں کو دیہاتی لڑکیوں کی نسبت حیض جلد آنا شروع ہو جاتا ہے بنگلہ دیش اور بنگالی آب و ہوا میں اکثر نو سال میں ہی شروع ہو جاتا ہے اس کے برعکس یورپ جیسے سرد ممالک میں ۲۰ ، ۲۲ سال میں شروع ہو جاتا ہے اس کے علاوہ عیش و عشرت کی زندگی بسر کرنے سینما یا تھیٹر دیکھتے رہنے سے عشقیہ قصے کہانیاں پڑھنے والی لڑکیوں کو حیض جلد آنے لگتا ہے۔

حیض سے جسمانی تبدیلیاں

جونہی نوجوان لڑکیوں کو حیض آنا شروع ہوتا ہے ان کے اندر کئی تبدیلیاں آجاتی ہیں مثلاً لڑکی کے جنسی اعضا میں سکڑنے اور پھیلنے کی حالت پیدا ہو جاتی ہے اور یہ بلکل لڑکوں کی طرح ہوتی ہے جس طرح انتشار سے عضو تناسل بڑھ جاتا ہے اور انتشار ختم ہوتے ہی پہلی حالت پر آجاتا ہے بالکل یہی صورت لڑکیوں کے جنسی اعضا میں جنسی ہیجان کے وقت ہوا کرتی ہے اس کے علاوہ سب سے اہم اور ضروری علامت لڑکیوں کے پستان بڑھنے کی ہے جن سے لڑکی کا جسم وسینہ بھر جاتا ہے اور اس کی خوبصورتی دوچند ہو جاتی ہے علاوہ ازیں پیڑو واندام نہانی کے اوپر کی بلندی جسے جبل الزہرہ بھی کہتے ہیں پر بال پیدا ہو جاتے ہیں مندرجہ بالا جسمانی تبدیلیاں اس امر کا اظہار کرتی ہیں کہ اب لڑکی جوان ہے اور بچہ جننے کے قابل ہے۔

حیض کی مقدار

عام طور پر تندرست نوجوان لڑکی کو ۲ سے ۴ اونس یا ایک چھٹانک سے دو چھٹانک حیض آیا کرتا ہے حیض شروع میں سیاہی مائل سرخ درمیان میں گہرا سرخ اور آخر میں پھیکا ہو جاتا ہے اسی طرح پہلے روز زیادہ آتا ہے دوسرے تیسرے اور چوتھے روز کم ہو کر بند ہو جاتا ہے۔

پستان

تعارف پستان کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں کیونکہ ہر مرد عورت جب بچپن میں تھے تو ماں کے پستانوں سے دودھ پی پی کر لڑکپن میں آئے البتہ پستان کی طبی تشریح ضروری ہے تاکہ ان کی ماہیت، بناوٹ افعال واثرات اور خواص وفوائد معلوم ہو سکیں۔

جاننا چاہیے، دوسرے غدد کی طرح پستان بھی دو غدود ہیں جو مرد عورت دونوں میں پائے جاتے ہیں جن کا کام خصوصاً عورتوں میں وضع حمل کے بعد بچہ کے لئے دودھ مہیا کرنا ہوتا ہے کیونکہ قدرت نے ماں کے دودھ میں مکمل غذائیت عطا کی ہے پیدائش سے لیکر چھ ماہ تک بچہ کو دودھ کے علاوہ کسی چیز کی ضرورت نہیں ہوتی۔

پستان غدد کی کس قسم میں شامل ہیں

پستان گردوں اور خصیوں کی طرح نالی دار غدود ہیں۔

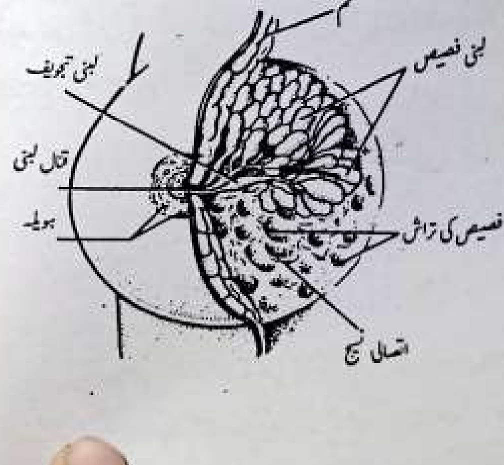
پستانوں کی ذمہ داریاں

جس طرح گردوں کے پاس خون آتا ہے تو وہ اس سے پیشاب علیحدہ کر لیتے ہیں اور جب خصیوں کے پاس خون آتا ہے تو وہ اس سے منی علیحدہ

کر لیتے ہیں اسی طرح جب پستانوں کے پاس خون آتا ہے تو وہ اس سے ایسے اجزاء علیحدہ کر لیتے ہیں جن سے دودھ بن کر بچہ کی غذا کے کام آتا ہے۔

پستان کب مکمل ہوتے ہیں؟

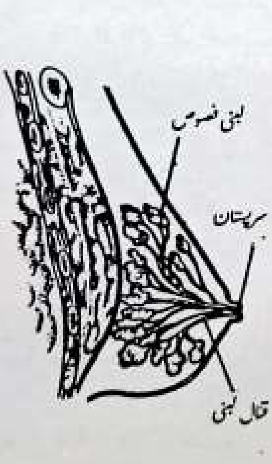
پیدائش سے لے کر چھ سات سال تک لڑکی لڑکے کے پستان برائے نام ہوتے ہیں بلکہ سینہ میں پستانوں کے صرف نشان ہی نظر آتے ہیں لیکن جونہی لڑکپن کا زمانہ آتا ہے یعنی نو سے بارہ سال کی عمر ہوتی ہے تو لڑکے لڑکی کے پستان بڑھنے لگتے ہیں جونہی لڑکا لڑکی جوان ہونے لگتے ہیں تو لڑکے کے پستان اس کے خشک مزاج کی وجہ سے سکڑ جاتے ہیں اور پہلے کی طرح برائے نام نشان ہی رہ جاتا ہے۔



اس کے برعکس

جونہی لڑکی جوان ہونے لگتی ہے تو اس کے گرم مزاج ہونے کی وجہ سے اس کے پستان نشو نماء پا کر گول ہو کر ابھر آتے ہیں اور لڑکی کے حسن کو دوبالا کر دیتے ہیں ساتھ ہی لڑکی جنسی خفیہ اعضاء بھی نشو نما پانی شروع کر دیتے ہیں اور اس قابل ہو جاتے ہیں کہ ہونے والے بچہ کی پرورش کے لئے دودھ پیدا کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔

یہ حقیقت بھی ذہن نشین کر لیں کہ جہاں پستان بدن کے غدد کی ایک قسم ہیں وہاں یہ خفیہ جنسی اعضاء سے بھی خصوصی تعلق رکھتے ہیں کیونکہ جب جوان عورت کے جنسی اعضاء مغلوب شہوت ہوتے ہیں تو



پستانوں میں بھی جنسی لہریں اٹھتی یہی وجہ ہے کہ جنسی جذبات کی تسکین کے وقت عورت پستانوں پر مرد سے مساس کراتی ہے۔

جوان عورت کے پستان اگرچہ کافی ابھرے ہوئے ہوتے ہیں لیکن جب وہ حاملہ ہو جاتی ہے تو اس کے پستان مزید نشو نماء پا کر بڑھ جاتے ہیں اور سخت ہو جاتے ہیں ان میں یہ عمل وضع حمل تک قائم رہتا ہے جب وضع حمل ہو جاتا ہے تو پستانوں سے بچہ کے لئے دودھ کے فوارے نکلنا شروع ہو جاتے ہیں اور تقریباً دو سال تک جاری رہتے ہیں۔

جب بچہ دو سال تک دودھ پی لیتا ہے اور عام غذا کھانے لگتا ہے تو ان میں دودھ بننا بند ہو جاتا ہے اور پہلے سے قدرے سکڑ جاتے ہیں اور نرم ہو جاتے ہیں۔

چونکہ پیدائش کا سلسلہ تقریباً ۴۵ سال تک قائم رہتا ہے اس کے بعد عورت کو ایک طرف حیض آنا بند ہو جاتا ہے اور دوسری طرف عورت نئے بچہ کی پیدائش کے قابل نہیں رہتی۔

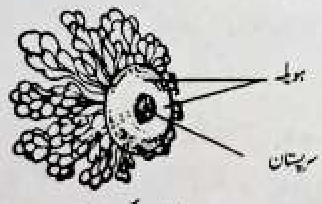
اسی نسبت سے جب عورت ۴۵ سال کی عمر میں پہنچتی ہے تو چونکہ وہ بچہ پیدا کرنے کے قابل نہیں رہتی اس لئے اس زمانہ کو سن یاس یا ناامیدی کا زمانہ کہتے ہیں۔

پستان کی ساخت

پستانوں کی بناوٹ میں غدی مادہ زیادہ عضلاتی مادہ کم اور اعصابی مادہ

بالکل کم پایا جاتا ہے یاد رکھیں کہ پستانوں کی بناوٹ زیادہ تر نالیوں پر مشتمل ہے اور انہی نالیوں کے ذریعے خون سے دودھ چھن چھن کر پستانوں میں جمع ہونے لگتا ہے جونہی بچہ دودھ کے لئے روتا ہے تو ماں کی مامتا جوش مارتی ہے اور پستانوں سے دودھ نکلنا شروع ہو جاتا ہے اور اس وقت تک عورت کو تسکین نہیں آتی جب تک بچہ تمام دودھ چوس نہ لے۔

کہا جاتا ہے کہ پستانوں کے نپل میں ۱۲-۱۶ سوراخ ہوتے ہیں اس طرح دو نپلوں کے کل ۳۲ سوراخ ہوتے ہیں چونکہ ماں نے بچہ کو دونوں پستانوں سے دودھ پلایا ہوتا ہے اسی لئے بعض موقعوں پر وہ اپنے جوان بیٹے یا بیٹی کو اس کی کسی غلطی یا خطاء پر طعنہ دیتی ہے کہ میں تجھے ۳۲ دھاریں نہیں بخشتی۔



پستان کی ساخت

بھٹنی یا نپل

ہر ایک پستان کی چوٹی پر ایک بلندی ہوتی جسے عرف عام میں بھٹنی یا نپل کہا جاتا ہے اس کے گرد ایک سیاہی مائل حلقہ ہوتا ہے جو نابالغ لڑکیوں میں گلابی رنگ کا ہوتا ہے۔

پستانوں کا زمانہ تحلیل

چونکہ عورت ۴۵ سال تک اولاد پیدا کرنے کے قابل ہوتی ہے اس لئے اس زمانہ تک پستان معمولی کمی کے ساتھ قائم رہتے ہیں لیکن ۴۸

سال بعد حیض بند ہو جاتا ہے اور پیدائش کا سلسلہ بھی رک جاتا ہے تو پستانوں میں بھی تحلیل ہونی شروع ہو جاتی ہے پہلے پستان ڈھیلے ہو جاتے ہیں اور پھر پچک کر لٹک جاتے ہیں جس سے عورت کی خوبصورتی ناپید ہو جاتی ہے ساتھ ہی جنسی اعضاء بھی سکڑ جاتے ہیں جنسی ملاپ کے وقت نہ جنسی اعضاء میں پہلے کی طرح تحریک ہوتی ہے اور نہ ہی جذبات ابھرتے ہیں اور نہ ہی پستانوں میں عورت کو لطف آتا ہے۔

پستان کا کینسر

قارئین آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ پستان نالی دار غدود ہیں جن کا کام حیض وغیرہ کے فضلات کو خون سے لے کر دودھ میں تبدیل کر کے خارج کرنا ہے۔ بعض دفعہ دودھ پلاتے وقت یا بچہ کے ضد کرتے وقت بچے کا سر پستان سے ٹکرا جاتا ہے جس سے پستان کی نالیوں میں ورم ہو جاتا ہے اسی طرح کسی وجہ سے پستان پر چوٹ لگ جاتی ہے یا پستان پر کسی قسم کا بوجھ یا وزن لگنے سے ورم آجاتا ہے جس سے پستان کی نالیاں پچک جاتی ہیں اور ان کے اندر بننے والا دودھ پوری طرح خارج نہیں ہو سکتا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ پستان کے ماؤف حصہ میں سوزش ورم قائم ہو جاتا ہے دودھ پلانے میں تکلیف ہوتی ہے۔ لہٰذا عورت بچہ کو دودھ پلانے سے کترانے لگتی ہے جو اور بھی باعث نقصان ہوتا ہے۔

یادداشت

مندرجہ بالا حالت زچگی یا دودھ پلانے کے زمانے میں بچہ کی وجہ سے یا چوٹ لگنے سے پیدا ہوتی ہے۔

لیکن بعض دفعہ جوان عورت کے پستان پر بھی چوٹ آسکتی ہے یا کسی قسم کی رگڑ یا دباؤ سے پستان میں ورم آسکتا ہے جو جلد رفع نہ ہونے کی صورت میں کینسر میں

تبدیل ہو جاتا ہے.

قارئین پستان میں کینسر یا چوٹ لگنے کے علاوہ پستان پر کسی غدی سوزش پیدا کرنے والی شے کے لگنے یا اس کے مسلسل استعمال سے جن میں گرم خشک اغذیہ ادویہ شامل ہیں ہو سکتی ہیں.

اسی طرح بعض عورتیں پستانوں کو خوبصورت رکھنے کے لئے مختلف کریمیں لگاتی ہیں جو اپنے مزاج میں گرم خشک ہوتی ہیں جس کے استعمال سے پستانوں میں غدی عضلاتی تحریک پیدا ہو جاتی ہے جس سے پستانوں سے فضلات اخراج نہیں پا سکتے یہی فضلات پستانوں میں جمع ہو کر گلٹی کی صورت اختیار کر لیتے ہیں جو بوجھ اور دردوں کا باعث بنتے ہیں اس حالت کو اطباء پستان کا سرطان کا کینسر کہتے ہیں

علاج

چونکہ پستان کا کینسر غدی عضلاتی تحریک سے ہوتا ہے اس لئے غدد ناقلہ کا فعل تیز کر دینا چاہیے تاکہ پستان میں رکے ہوئے فضلات خارج ہو جائیں فوراً کینسر ختم ہو جائے گا

اس مقصد کے لئے قانون مفرد اعضاء کے فارماکوپیا کے غدی اعصابی سے اعصابی غدی نسخہ جات بے حد مفید ہیں. اللہ شفاء دے گا

بے اولادی

شادی کی خوشی کے بعد سب لوگوں کے کان اگلی خوشی کی خبر پر لگے ہوتے ہیں کہ دلہن کی گود کب ہری ہو گی پاکستان میں اکثر جوڑے ایک سال بعد بچے کی خوشخبری دینے میں کامیاب ہو جاتے ہیں مگر ۱۰ سے ۱۵٪ جوڑے اس معاملے میں ناکامی کے سبب معاشرتی دباؤ اور نقطہ چینی سے متاثر ہوتے ہیں

یاد رکھیں کہ بے اولادی کا مسئلہ صرف بیوی کا نہیں بلکہ شوہر بھی اسکا سبب ہوتے ہیں بے اولادی کے شکار جوڑوں میں ۵۰٪ عورتیں ذمہ دار ہوتی ہیں اور ۴۰٪ مرد ذمہ دار ہوتا ہے جبکہ ۱۰٪ کے قریب دونوں ٹھیک ہونے کے باوجود بے اولاد رہ جاتے ہیں۔

مردانہ اسباب بے اولادی میں مندرجہ ذیل اسباب ہو سکتے ہیں

☆ جسم میں خشکی کی زیادتی سے تمام رطوبتوں کے کم ہو جانے سے منی کا بھی ضرورت سے کم پیدا ہونا۔

☆ جسم میں گرمی کی زیادتی سے منی کے قوام کا پتلا ہو جانا اور حرارت کی شدت سے سپرمز کا مر جانا یا کمزور رہ جانا

☆ عضو تناسل کی بناوٹ میں نقص مثلاً خصیوں پر چڑھی ہوئی جھلی میں رگوں کی سوزش جو مردانہ سپرمز کو متاثر کر دیتی ہے۔

☆ بلوغت کے وقت خصیوں کا چھوٹا رہ جانا

☆ بچپن میں کسی تیز بخار والی بیماری کے حملے سے سپرمز کی صحت اور تعداد کا متاثر ہو جانا۔

☆ عضو تناسل کی ساخت میں غیر معمولی پیدائشی نقص یا اس پر کوئی بیرونی چوٹ کی وجہ سے مادہ منویہ صحیح انداز میں نہ خارج ہو پانا۔

☆ جسمانی غدودوں کے ناقص فعل کی وجہ سے تمام رطوبتوں کا متاثر ہونا جو سپرمز کی صحت کو بھی متاثر کرتی ہیں۔

☆ جنسی اختلاط سے لگنے والی بیماریاں جو میاں بیوی دونوں کے اعضائے مخصوصہ اوران کے افعال کو متاثر کر دیتی ہین جیسے سوزاک آتشک وغیرہ

☆ سکون بخش اور نیند آور ادویات اور چائے سگرٹ اور دیگر نشہ کے کثرت استعمال سے مردانہ صلاحیت کا متاثر ہو جانا۔

☆ کثرت جماع یا بہت کم ازدواجی تعلق قائم رکھنا دونوں صورتوں میں مردانہ صلاحیت پر منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

☆ گرمی اور حدت میں زیادہ دیر کام کرنا مثلا بھٹیوں میں گرمیوں میں مسلسل کام کرنا۔

☆ زیادہ تنگ لباس پہننا مثلا پینٹ اور انڈر ویئر وغیرہ۔

☆ تابکاری شعاؤں اور کیمیائی اجزاء کا اثر جسم پر پڑنا جو فصلوں اور گھروں میں کیڑے مار ادویات میں استعمال ہوتے ہیں۔

☆ نفسیاتی الجھنیں اور ماحولیاتی دباؤ اور جذباتی شکار

میاں بیوی کے مکمل جسمانی معائینہ کے بعد مندرجہ بالا نقائص میں سے

کوئی نقص جب تلاش ہو جائے تو اسے دور کرنے سے حمل میں ہونے والی رکاوٹ کو دور کیا جا سکتا ہے۔اس سلسلے میں مریض کو چاہئے کہ وہ کھل کر بلا جھجک اپنے تمام حالات معالج کو بتائے تاکہ تشخیص و تجویز میں ناکامی نہ ہو۔

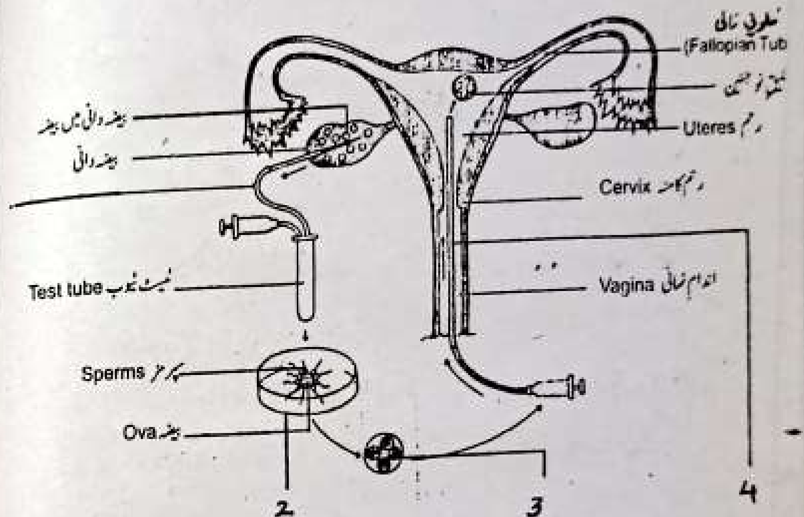
ٹیسٹ ٹیوب بے بی

ابتداءوقت سے ہی انسان کی یہ خواہش رہی ہے کہ اس کا نام اور نسل باقی رہے۔بے اولادی کی بے بسی سے نبٹنے کیلئے سائینس ایک عرصہ سے تحقیق و تجربوں میں مصروف ہے۔

بے اولادی کے علاج میں ایک کامیاب طریقہ جو پاکستان میں اولاد کے خواہشمند جوڑوں کی گود ہری کرنے میں مستعمل ہے ٹیسٹ ٹیوب بے بی پیدا کرنے کا طریقہ ہے۔

یہ طریقہ زنانہ جنسی کمزوری کی صورت میں استعمال ہونے کے علاوہ مردانہ سپرمز کی کمزوری اور تعداد میں کمی کی صورت میں بھی مددگار ثابت ہوتا ہے اس طریقہ میں مردانہ سپرمز میں سے زیادہ طاقت اور زور والا سپرمز تلاش کیا جاتا ہے اور بیوی کی بیضہ دانی سے تیار بیضہ نکال کر لیبارٹری میں ماہر ڈاکٹران کا آپس میں ملاپ کرا دیتے ہیں دو دن ان نطفوں کی ڈاکٹر نگرانی کرتے ہیں جب اس میں خاطر خواہ بڑھوتری نظر آتی ہے تو بیوی کے رحم

میں انجکشن کے ذریعے داخل کردیا جاتا ہے یہاں حمل کی مدت پوری کرنے پر نارمل پیدائش کے ذریعے بچہ دنیا میں آجاتا ہے یہ طریقہ ابھی عام نہیں ہوا اس لئے صرف ماہر ڈاکٹر کی نگرانی میں ہی ہوسکتا ہے اور آجکل اخراجات بھی غیر معمولی ہوتے ہیں مگر کامیابی کی شرح ۸۰٪ تک دیکھی گئی ہے۔



(۱) پہلے مرحلے میں بیوی کی بیضہ دانی سے تیار بیضہ انجکشن کے ذریعے نکال لیا اور ٹیسٹ ٹیوب میں محفوظ کرلیا گیا۔

(۲) دوسرے مرحلے میں لیبارٹری میں مخصوص طشتری میں شوہر کے سپرمز اور بیوی کے بیضہ کا ماہرین کی نگہداشت میں ملاپ کرایا جاتا ہے۔

(۳) تیسرے مرحلے میں تخلیق نو جنین کو دو دن تک نارمل نشو نما کے لئے دیکھا جاتا ہے یہ تمام عمل کا سب سے اہم مرحلہ ہے کیونکہ اس سے ہونے والے بچہ

کی بقاء کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے

(۴) تیسرے مرحلے میں تخلیق نو جنین کو انجکشن نما آلے کے ذریعے بیوی کے رحم میں منتقل کردیا جاتا ہے جہاں وہ رحم کی اندرونی جھلی سے پیوست ہو جاتا ہے اس سے آگے جنین ایک عام اور نارمل انداز کی حمل کی مدت پوری کرنے کے بعد پیدا ہو جاتا ہے۔

بے اولادی کے زنانہ اسباب

پاکستان میں شادی شدہ جوڑوں میں بے اولادی کے ۴۰ فیصد ذمہ دار مرد ہوتے ہیں ان کی تشخیص اور علاج بہ نسبت عورتوں کے کم پیچیدہ اور سہل ہوتی ہے۔

زنانہ اعضاء کی بناوٹ ان کے مختلف حصوں کے مخصوص کردار کو سمجھنے کے لئے گذشتہ صفحات میں تفصیل سے بیان کیا جاچکا ہے ان کے مطالعہ کے بعد زنانہ بے اولادی کے اسباب کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے

فکر کب کریں

شادی اور رخصتی کے بعد میاں بیوی کے ازدواجی تعلقات ایک سال بھر تک رہیں اور پھر بھی حمل نہ ٹھہرے یہاں اس بات کا خیال رہے کہ بیوی کی عمر 18 برس سے کم نہ ہو اور بچہ پیدا کرنے کی عمر کے اندر اندر ہو اور میاں بیوی ایک سال تک ساتھ رہے ہوں نہ کہ میاں بغرض ملازمت شہر یا ملک سے باہر رہا ہو اور مختصر مدت کے لئے بیوی کے پاس رہا ہو۔

زنانہ اسباب میں سب سے زیادہ ماہواری کی باقاعدگی یا بے قاعدگی کو مدنظر رکھیں اس کے بعد جسم سے نکلنے والی رطوبتوں کا اعتدال اور بیضہ دانی کی صورت حال اور بیضے بننے کے عمل کی مکمل تشخیص کے بعد ہی کوئی علاج تجویز کیا جاسکتا مندرجہ بالا کسی بھی خرابی کی صورت میں تشخیص کے بعد کامیاب علاج ممکن ہے۔

تشخیصی ٹیسٹ

تشخیصی ٹیسٹ میں پیشاب کا امتحان اور الٹرا ساؤنڈ سے اندرونی اعضاء کا امتحان لیا جاتا ہے اس سلسلے میں لیڈی ڈاکٹر یا دائی مریضہ کو پیشاب سے فارغ ہونے کے بعد معائنہ کی میز پر لیٹا کر اندام نہانی کے راستے ہاتھ پر پلاسٹک کا دستانہ چڑھا کر ہاتھ کی انگلیوں یا آلے کی مدد سے اندرونی اعضاء کا جائزہ لیا جاتا ہے اس حالت میں کسی حد تک بے آرامی کا احساس ہوتا ہے مگر جسم کو ڈھیلا

چھوڑنے اور معائنہ کرنے والی ڈاکٹر جو ساتھ ہدایات دے رہی ہو اس پر عمل کرنے سے یہ مرحلہ سہولت سے گزر جاتا ہے۔

اس مرحلے میں اس بات کا تعین کیا جاتا ہے کہ

☆ اعضائے تناسل کے تمام حصے خصوصاً رحم کا جھکاؤ اس کی موٹائی اور بناوٹ معمول کے مطابق ہے کہ نہیں۔

☆ رحم اندام نہانی اور بیضہ دانیاں سوزش کا شکار تو نہیں ہیں۔

☆ اندام نہانی سے خارج ہونے والے لعاب کی رنگت گاڑھا پن اور بو سے انفیکشن کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

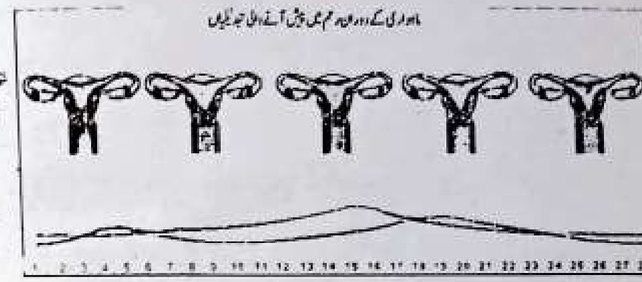
اندرونی اعضاء کی رنگت اور چھونے سے ان کی تکلیف اور سوزش کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

میاں بیوی کے تعلقات کے بعد معائنہ

میاں بیوی کے تعلقات کے فوراً بعد ایک معائنہ کیا جاتا ہے جس میں ڈاکٹر بیوی کی اندام نہانی اور رحم میں موجود لعاب اور اس میں ملے شوہر کے سپرمز کا جائزہ لیتی ہے اس سے بھی بیوی کے جسمانی لعاب کی تیزابیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے جس میں زیادتی سپرمز کو کمزور اور ست کردیتی ہے

علاج

تشخیصی ٹیسٹ نارمل ہونے کی صورت میں اگلے مرحلے پر بیضہ دانیوں



میں بیضے بننے کے عمل کی تشخیص کی جاتی ہے اس عمل کو جسم کے غدودی نظام اور نظام تولید کی رطوبتیں متاثر کرتی ہیں ان تمام باتوں کی تشخیص کے بعد سبب کو دور کرنے سے حمل میں پیدا ہونیوالی رکاوٹ کو دور کیا جاسکتا ہے

مگر یہ بھی ممکن ہے کہ تمام تشخیصی مراحل سے گزر کر بھی پندرہ بیس فیصد جوڑوں کے علاج میں کامیابی نہیں ہوتی مگر ایک بات قابل ذکر ہے کہ غیر مستند معالجوں سے علاج کروانے کے نقصانات زیادہ اور فوائد کم ہیں۔

بے اولادی کے ثانوی اسباب

ہمارے معاشرے میں یہ غلط سوچ رائج ہے کہ گھر اور معاشرے میں عورت کے مقام کا تعین اس کی اولاد سے ہوتا ہے۔

مگر میاں بیوی بچے پیدا کرنے کی تمام عمر میں کسی نہ کسی مسائل سے دو چار ہو سکتے ہیں جن کی وجہ سے نارمل انداز سے حمل ٹھہرنا اور حمل کا دور پورا ہونا متاثر ہو سکتا ہے افسوس کی بات یہ ہے کہ ہمارے ہاں اولاد نہ ہونے کی صورت میں عورت کو مکمل طور پر ذمہ دار ٹھہرایا جاتا ہے اور بعض اوقات خاندان والے عورت کے خلاف شدید کاروائی بھی کر بیٹھتے ہیں جب کہ ممکن ہے کہ اصل مسئلہ مردانہ ہو۔

ایسا اکثر ہوتا ہے کہ یہ بات ثابت ہو جانے کے بعد کہ مرد عورت بانجھ نہیں ہیں یعنی بیوی کا ایک بار حمل ٹھہر جانے کے بعد اسقاط ہو جانے (گر جانا یا ضائع ہو جانا) ایک بار بچہ ہو جانے کے بعد حمل نہ ٹھہرے یا باربار اسقاط ہوتا رہے اگر میاں بیوی ایک سال تک نارمل ازدواجی زندگی گزار رہے ہوں اور یہ ثابت ہو چکا ہو کہ دونوں میں سے ایک بھی بانجھ نہیں ہے اور پھر بھی اولاد نہ ہو تو درج ذیل مسائل درپیش ہو سکتے ہیں۔

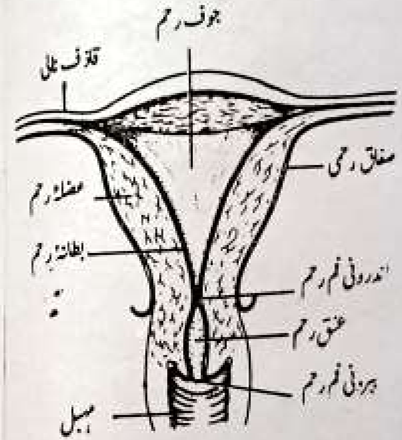
(ا) یہ واضح رہے کہ دو نوں میاں بیوی حمل کی روک تھام کے لئے کوئی خاندانی منصوبہ بندی نہ کر رہے ہوں۔ ظاہر ہے کہ اس صورت میں حمل نہ

ٹھہرے گا۔

(۲) میاں بیوی کے باہمی تعلقات ناخوشگوار ہوں یا خاندان کی طرف سے کسی قسم کی کشیدگی نہ ہو انسان کے دماغ میں موجود ایک حصہ Hypothalamus جو تمام جسم کے غدودوں کی رطوبتوں کو کنٹرول کرتا ہے ذہنی انتشار اور پریشانی سے بے حد متاثر ہوتا ہے اس حالت میں اس کا فعل بگڑ جاتا ہے اور حمل کے نظام کی رطوبتیں بھی اس سے بے حد متاثر ہوتی ہیں اور بے قاعدہ ہو جاتی ہیں یہاں تک کہ بیضہ بننا بند ہو سکتا ہے۔



جوف عانہ میں رحم کی وضع



رحم کی طولانی تراش

(۳) ایک بچہ یا ایک بار اسقاط ہو جانے کے بعد دوبارہ حمل ٹھہرنے میں دشواری کی بھی کئی وجوہات ہو سکتی ہیں عورت کا اندام نہانی کے راستے اندرونی معائنہ کیا جائے کہ ان میں کسی قسم کی رکاوٹ یا پیچیدگی تو نہیں ہے بچے کی پیدائش کے

بعد ممکن ہے بچہ دانی یا بچہ دانی میں انفیکشن کی وجہ سے دوبارہ حمل میں رکاوٹ پیدا ہو رہی ہو اور یہ دیکھا جائے کہ بیضے صحیح طور پر پلتے ہیں کہ نہیں جب تک بیضے نہ بنیں گے حمل نہ ہو سکے گا یہ کام ایک ماہر دائی ہی انجام دے سکتی ہے اگر عورت اس امتحان میں پورے طور پر کامیاب ہو جاتی ہے تو مرد کی منی کا ٹیسٹ کیا جائے کہ جراثیم کی کیا پوزیشن ہے آیا کتنے فیصد زندہ اور ایکٹو ہیں یہ کام اگرچہ مردوں کو زحمت کا باعث اور کافی ناگوار گزرتا ہے مگر اس کے بغیر تشخیص بھی نامکمل رہ جاتی ہے۔

منی کے ٹیسٹ کے دوران ڈاکٹر سپرمز (جرثوموں) کی تعداد طاقت اور صحت کا اندازہ لگاتے ہیں بعض اوقات شوہر کے خصیوں میں موجود باریک نالیوں کے نظام میں رکاوٹ پیدا ہو جانے کی صورت میں بھی سپرمز کی صحت اور تعداد میں کمی آ جاتی ہے اس کے علاوہ ہمارے جسم میں ایک دفاعی نظام بھی موجود ہے جس کا کام انفیکشن پہ حملہ آور ہونا اور بیماری کی روک تھام کرنا ہے بعض اوقات اس میں ایسی خرابی پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ جسم کے مفید افعال پر بھی حملہ آور ہو کر انہیں ضائع کر دیتا ہے اس صورت میں مرد منی کے جرثومے ختم ہونے لگتے ہیں۔

اس قسم کے دفاعی نظام کا نقص کسی بھی وقت عورت میں بھی پیدا ہو سکتا ہے لیکن سب سے بڑھ کر عورتوں میں ماہواری کی بے قاعدگی ہی حمل میں رکاوٹ کا باعث بنتی ہے گو کہ ہمارے معاشرے میں بلوغت کو ماہواری سے منسلک کیا جاتا ہے مگر باقی جسمانی نظاموں کی بلوغت ایک صحت مند انداز

میں حمل کے ٹھرنے اور مدت پوری کرنے کے لئے بہت ضروری ہوتی ہے کم عمری کی شادی کا ایک بڑا نقصان یہ ہے کہ عورت کے غدی نظام اور اعضائے تناسل کی مکمل بلوغت تکمیل تک نہیں پہنچی ہوتی اور اس پر بچے جننے کا بوجھ ڈال دیا جاتا ہے۔

حمل کی پہلی اماج گاہ عورت کی اندام نہانی ہوتی ہے اس کے حمل کے بڑھتے لیام کے ساتھ ساتھ پھیلنے اور بچہ کی پیدائش کے وقت سکڑنے کی صلاحیت اس عضو کی بلوغت سے وابستہ ہے قبل از بلوغت حمل ٹھر جانے کی صورت میں اسقاط کے امکانات بڑھ جاتے ہیں ہر اسقاط کے موقع پر بچہ دانی کا دہانہ اسی تمام مراحل سے گزرتا ہے جو کہ بچہ جننے کے وقت درپیش ہوتے ہیں یعنی باربار کم مدت میں حمل ٹھرنے اور ضائع ہو جانے سے بچہ دانی کا دہانہ کمزور پڑ جاتا ہے اور اسقاط حمل کے امکانات بڑھ جاتے ہیں۔

۔ عورت کے جسم کی تمام رطوبتوں میں ایک رطوبت ایسی ہوتی ہے جو ماں کے دودھ بنانے سے وابستہ ہوتی ہے قدرت کا نظام ہے کہ جب تک بچہ ماں کا دودھ پی رہا ہو اس وقت تک بچے نہیں بنتے بعض اوقات دودھ چھڑانے یا اسقاط کے بعد بھی ماں کی چھاتیوں میں دودھ موجود ہوتا ہے جس کی وجہ سے بچہ نہیں بنتا ایسی صورت میں عضلاتی غذائیں دوائیں استعمال کر کے دودھ کی پیدائش کم کی جاتی ہے تاکہ نئے بچے بننے لگیں اور نظام معمول پر آجائے۔

بعض اوقات رطوبتوں کی بے قاعدگی کی وجہ سے ماہواری کا نظام بھی بے قاعدہ ہو جاتا ہے اور ہر ماہ باقاعدہ خون آنے کی بجائے کئی کئی ماہ خون نہیں آتا یا

ایک ہی ماہ میں دو تین بار خون جاری ہونا شروع ہو جاتا ہے ایسی صورت میں اکثر عورتیں بے قاعدہ ماہواری کی صورت میں کئی ماہ تک ماہواری نہ آنے کو حمل کا ہونا سمجھ بیٹھتی ہیں اور جب ماہواری آتی ہے تو اسے اسقاط سمجھ لیتی ہیں جب کہ ایسا ہرگز نہیں ہوتا اصل میں ماہواری کے نظام کو باقاعدہ کرنا ہوتا ہے نہ ہی حمل ہوتا ہے اور نہ ہی اسقاط ہوتا ہے۔

موٹاپا عورت میں بعض اوقات بچہ پیدا کرنے کی صلاحیت کو بھی متاثر کردیتا ہے قدرت نے عورت کے جسم کی زینت اس کے اعتدال کے ساتھ فربہ ہونے میں رکھی ہے عورت کے جسم میں موجود چربی ایک معینہ مقدار سے کم ہو جائے جیسا کہ انتہائی دبلی عورتوں میں رطوبتوں کا نظام سست ہو کر انہیں ہڈیوں کا ڈھانچہ بنادیتا ہے اسی طرح بہت زیادہ چربی ہو جانے کی صورت میں بھی اس کے افعال متاثر ہو سکتے ہیں اکثر عورتیں اس کیفیت سے نہیں ہوتیں اور باوجود موٹاپے کے بسہولت حاملہ ہو جاتی ہیں ایسی صورت میں بھی تحریک کے مطابق غذائیں دوائیں استعمال کرا کے اس کے جسم کو اعتدال پر لایا جاتا ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آنکھ

تعارف آنکھ کسی تعارف کی محتاج نہیں کیونکہ خالق کل جہاں نے ہر انسان کو دو دو آنکھیں ودیعت کی ہوئی ہیں جن کے ذریعے وہ بیرونی اشیا کو دیکھنے ان کی شکل وصورت میں تمیز کرنے اور ان کی حرکات وسکنات سے آگاہ رہتا ہے

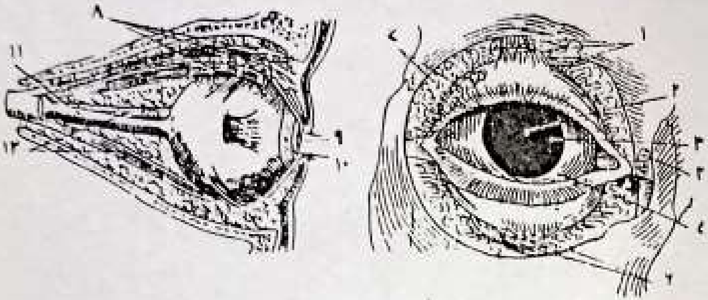
آنکھ کی اہمیت وضرورت

آنکھ کی ضرورت واہمیت کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ جس انسان یا حیوان کی آنکھیں کسی آفت کی وجہ سے یا بیماری کی وجہ سے دیکھنے کے قابل نہ رہی ہوں وہ دنیا کی تمام رونقوں رعنائیوں اور شکلوں سے لطف اندوز ہونے سے محروم ہو جاتا ہے

آنکھ کی ماہیت وحقیقت

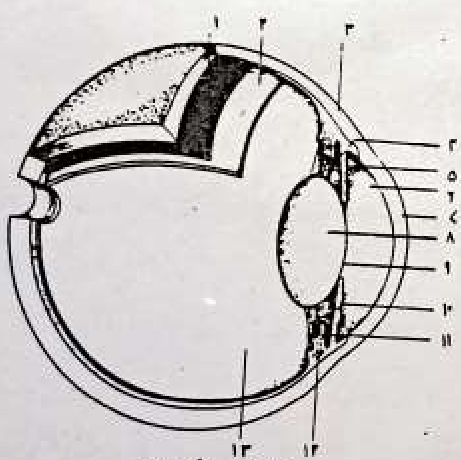
نام اردو	نام عربی	نام ڈاکٹری
آنکھ	عین	آئی Eye

جیسا کہ آنکھ کے انگریزی نام سے واضح ہے آنکھ ایک قسم کی گولی ہے



آنکھ ــــ سامنے کا اور جانبی منظر

(۱۲،۸،۶،۱) آنکھ کے عضلات (۹،۲) آنکھ کی پتلی (۱۰،۳) عنبیہ (۴) دمعی کیسہ (۵) ملتحمہ (۷) دمعی غدود (۱۱) عصب بصری



آنکھ کی اندرونی ساخت

(۱) مشیمیہ (۲) صلبیہ (۳) شبکیہ (۴) حجرۂ موخر (۵) قزحیہ (۶) حجرۂ مقدم (۷) قرنیہ (۸) عدسہ (۹) پتلی (۱۰) رباط معلق (۱۱) قنال شلیم (۱۲) جسم ہدبی (۱۳) زجاجیہ

جو گیند کی طرح گول ہے چونکہ بدن کے اندر گول چیزیں ایک قسم کے غدد ہوتے ہیں آنکھ بھی جسے آئی بال کہتے ہیں ایک قسم کا غدد ہی ہے لہٰذا آنکھ ایک غدی جسم ہے جو جگر و غدد کے ماتحت ہے جہاں تک آنکھ کی تشریح کا تعلق ہے اس کی تشریح درج ذیل ہے۔

آنکھ کی گولی چہرہ کے چشم خانوں میں محفوظ ہے یہ گولی جھلیوں اور رطوبات سے مبنی ہوئی ہے۔

طبقات چشم یا آنکھ کے پردے

طبقات چشم تین ہیں (۱) طبقہ صلبیہ (۲) طبقہ مشیمہ (۳) طبقہ شبکیہ

(۱) طبقہ صلبیہ

لفظ صلبیہ عربی لفظ ہے جس کے معنی سخت اور مضبوط کے ہیں اسے اردو میں سخت پردہ عربی میں طبقہ صلبیہ کہتے ہیں چونکہ طبقہ صلبیہ بناوٹ میں تمام طبقات سے سخت اور مضبوط ہے اسی نسبت سے یا صفت سے طبقہ صلبیہ کے نام سے پکارتے ہیں آنکھ کی مخصوص شکل اسی سے قائم ہے۔

طبقہ قرنیہ اسی طبقہ صلبیہ کے اگلے حصے کا نام طبقہ قرنیہ ہے جو شیشے کی طرح شفاف ہے یاد رکھیں قرن سینگ کو کہتے ہیں چونکہ اس حصہ پر سینگ کے باریک پرت کی طرح پرت ہوتے ہیں جو ایک دوسرے سے چپک کر ایک طبقہ کی صورت اختیار کر گیا ہے چونکہ یہ پرت مل کر ایک سخت پردہ بنا لیتے ہیں اسی سختی کی وجہ سے اسے پردہ صلبیہ کہتے ہیں پردہ صلبیہ سے آنکھ کا 5/6 حصہ بنتا ہے

پردہ صلبیہ کا سوراخ

قارئین پردہ صلبیہ آنکھ کے نچلے حصہ میں بہت موٹا ہوتا ہے اسی حصہ کے درمیان میں ایک سوراخ ہوتا ہے جس کے راستے دماغ سے اعصاب داخل ہوتے ہیں جس کے ذریعہ آنکھ شکل صورت دیکھ کر دماغ کو پہنچاتی ہے جو عصب دماغ سے آنکھ میں داخل ہوتے ہیں اسے آپٹک نروز کہتے ہیں یاد رکھیں پردہ صلبیہ کا اگلا حصہ صاف شفاف ہوتا ہے اسے قرنیہ کہتے ہیں۔

پردہ مشیمہ

یہ پردہ صلبیہ سے نیچے اور پردہ شبکیہ سے اوپر واقع ہے اسے اردو میں عروقی پردہ اور عربی میں مشیمہ اور ڈاکٹری میں کورائیڈ کہتے ہیں اس کی بناوٹ میں جنین (پیٹ کا بچہ) کی آنول کی طرح عروقی جال ہوتا ہے اسی نسبت سے عروقی پردہ کہتے ہیں اس کی رنگت سیاہی مائل ہوتی ہے یہ بھی سامنے کی نسبت پیچھے موٹا ہے اس میں بھی دماغ سے اعصاب آنے کے لیے سوراخ ہوتا ہے اس کے اگلے 1/6 حصہ کو جو قرنیہ کے پیچھے ہوتا ہے سوراخ کو آئرس کہتے ہیں سامنے کی طرف یہ پردہ نوکدار حصص میں ختم ہوتا ہے جنہیں زوائد ہدبیہ کہتے ہیں یا خمل العین کہتے ہیں۔

طبقہ مشیمہ کے سیاہ ہونے کی وجوہات

قارئین آنکھ کا سیاہی مائل حصہ دیکھنے سے ذہن میں سوال اٹھتا ہے کہ

آنکھ تو قرنیہ کی طرح (جو شیشے کی طرح شفاف ہے) تمام کی تمام شفاف ہونی چاہیے اس میں سیاہی مائل کالا حصہ کیوں بنایا گیا ہے اللہ تعالی کی بنائی ہوئی ہر شے نقائص سے پاک ہے آنکھ بھی اللہ نے ہی بنائی ہے پھر اس سیاہ حصہ کو بغیر مصلحت کے کیسے بنایا جاسکتا ہے

قارئین یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ آنکھ بغیر روشنی کے کسی شے کو دیکھ نہیں سکتی اور یہ بھی حقیقت ہے ہر جگہ ایک جیسی نہیں ہوتی سورج بلب موم بتی اور ہر قسم کے چراغ کے سامنے روشنی زیادہ اور اوٹ کی جگہ کم ہوتی ہے لہذا یہ پردہ اپنی سیاہی کے سبب روشنی کی شعاؤں کو جذب کر کے آنکھ کے اندر اعتدال پیدا کر دیتا ہے جس سے کسی شے کے دیکھنے میں دشواری یا بے اعتدالی پیدا نہیں ہوتی یہی وجہ ہے کہ جن حیوانات کی آنکھوں کا یہ طبقہ مشیمہ اندر سے سیاہ نہیں ہوتا وہ تیز روشنی میں دیکھ نہیں سکتے مثلاً چمگادڑ دن کو باہر نہیں نکلتی جس کی اصل وجہ یہی ہے کہ اسے دن کو کچھ نظر نہیں آتا اس لیے وہ دن کو چھپی رہتی ہے

انگوری پردہ

پردہ مشیمہ کے بیرونی حصہ کے درمیان ایک سوراخ ہوتا ہے جو انگور کے منکا الگ کرنے پر نظر آنے والے سوراخ کی طرح کا ہوتا ہے اسی نسبت سے عنبیہ یا انگوری پردہ کہتے ہیں۔ پردہ مشیمہ میں یہ سوراخ رطوبت جلیدیہ (لینز) کے سامنے باہر کی طرف روشنی اسی سوراخ کے ذریعہ گذر کر رطوبت جلیدہ پر

پڑتی ہے یہ پردہ سکڑنے پھیلنے کی صلاحیت رکھتا ہے اللہ تعالی نے اس میں یہ خوبی رکھی ہے کہ بیرونی روشنی کی زیادتی کے وقت تنگ ہو جاتا ہے اور جب روشنی کم ہو تو پھیل جاتا ہے ۔

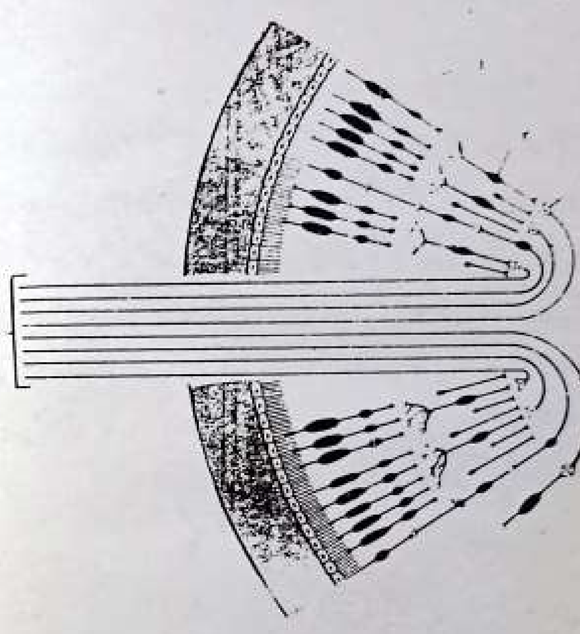
مشاہدہ

قارئین آپ کا سینکڑوں بار کا تجربہ ہوگا بعض دفعہ ہم تیز روشنی میں کام کر رہے ہوتے ہیں اچانک روشنی بند ہو جاتی ہے تو کچھ نظر نہیں آتا چند منٹ بعد آہستہ آہستہ یہ سوراخ عنبیہ پھیل جاتا ہے تو چیزیں نظر آنے لگ جاتی ہیں اس میں دو قسم کے عضلات پائے جاتے ہیں اول گول (سرکولر) دوم آڑے چنانچہ جب گول عضلات سکڑتے ہیں تو تپلی (عنبیہ) سکڑ جاتی ہے جب آڑے عضلات سکڑتے ہیں تو تپلی پھیل جاتی ہے ۔

پردہ شبکیہ

نام اردو	نام عربی	ڈاکٹری نام
جالدار پردہ	طبقہ شبکیہ	Retina

پردہ شبکیہ آنکھ کا اندرونی پردہ ہے اسے نورانی پردہ بھی کہتے ہیں قارئین دماغ سے ایک عصب مجوف جو آنکھ سے شکلوں رنگوں اور چیزوں کے حجم کی اطلاعات لینے کے لیے داخل ہوتا ہے وہی پھیل کر پردہ شبکیہ کی شکل اختیار کر لیتا ہے ۔ اس کے تین بڑے حصے ہیں (۱) وہ حصہ جو عصب مجوف (آپٹک نرو) کے



شبکیہ کے طبقات

(۱) آنکھ خلیہ (۲) دو قطبی خلیہ (۳) عقدی خلیہ (۴) عصب بصری

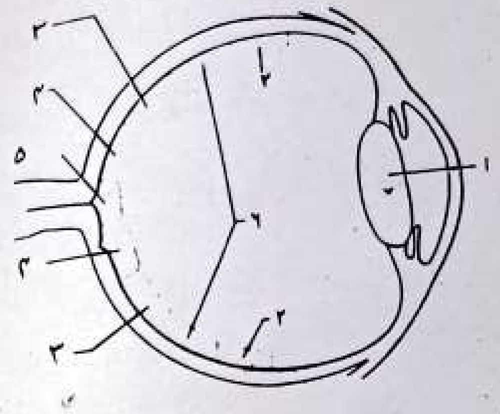
آنکھ میں داخل ہونے کے مقام سے شروع ہو کر سامنے کی طرف آکر ختم ہوتا ہے اس کا سامنا سرا دندانہ دار ہوتا ہے (۲) یہ حصہ عضلہ حدبیہ کے پیچھے ہوتا ہے (۳) یہ حصہ طبقہ عنبیہ کے پیچھے ہوتا ہے

افعال پردہ شبکیہ

پردہ شبکیہ کا پہلا حصہ دیکھنے کا کام کرتا ہے جب تک انسان زندہ رہتا ہے یہ پردہ شفاف اور گلابی رنگ کا ہوتا ہے لیکن مرنے کے بعد دھندلا اور زردی مائل ہو جاتا ہے آنکھ میں جس مقام پر عصب مجوفہ داخل ہوتا ہے اس مقام پر ایک چھوٹی سفید چپٹی ہوتی ہے جسے قرص بصری (اپٹک ڈسک) کہتے ہیں آنکھ کے اس حصے پر روشنی کا کوئی اثر نہیں ہوتا اسی نسبت سے اسے تاریک نقطہ (بلائینڈ سپاٹ) کہتے ہیں۔

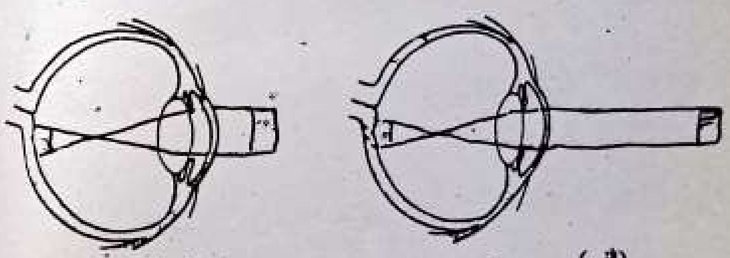
طبقہ شبکیہ کتنے حصوں میں تقسیم ہے ۔

طبقہ شبکیہ دس حصوں میں تقسیم ہے لیکن اس کا دوسرا حصہ روشنی سے زیادہ متاثر ہوتا ہے اسے راڈز اور کونز کا طبق بھی کہتے ہیں یہ طبق بصارت کے لیے مخصوص ہے طبق میں خاص قسم کے سیلز ہوتے ہیں جن میں بعض عصا نما یعنی ڈنڈے کی شکل کے ہوتے ہیں جن کو راڈز کہتے ہیں اور بعض گاؤدم کے ہوتے ہیں جن کو کونز کہتے ہیں یاد رکھیں ان کے ذریعہ روشنی اور تاریکی کا احساس ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ جب ان راڈز میں کسی وجہ سے کوئی خرابی ہو جاتی ہے تو شب کوری یا روز کوری اور رنگ کوری یعنی جنہیں روشنی میں کچھ نظر نہیں آتا



شبکیہ کے بصری خلیے

(۱) عدسہ (۲) صرف عصانما خلیے (۳) زیادہ تر عصانما خلیے (۴) صرف مخروطی خلیے (۵) نقطہ تاریک (۶) عصانما خلیوں کے ساتھ چند مخروطی خلیے



فاصلے کے فرق سے عدسے کی وضع میں پیدا ہونے والی تبدیلی

(الف) دور کی چیز دیکھنے پر (ب) نزدیک دیکھتے وقت

ان کی آنکھوں میں یہ راڈز پیدا ہی نہیں ہوتے مثلاً الو اور چمگادڑ دن کو ضرورت کے مطابق نہیں دیکھ سکتے

طبقہ شبکیہ کی مجبوری اور چند اعضاء کی مجبوری

قارئین اگرچہ طبقہ شبکیہ پر ہر قسم کی چیزوں کی صورتیں شکلیں بنتی ہیں اور دیکھنے کا عمل اسی پردہ سے انجام پاتا ہے لیکن یہ پردہ دوسرے اعضاء کی رطوبات کا محتاج ہے۔

رطوبات چشم

رطوبت بیضیہ سب سے پہلے اور بعد میں طبقہ قرنیہ ہے اس سے پیچھے رطوبت بیضیہ ہے اس کے اندر کی طرف طبقہ مشیمیہ اور اس کی رطوبت جلیدیہ ہے اوراس سے اندر کی طرف رطوبت زجاجیہ ہے۔مندرجہ بالا پردے اور ان کی رطوبات باہر سے روشنی کو انتہائی محتاط اور منظم طریقہ سے پردہ شبکیہ پر ڈالتی ہیں اسے پھیلنے سے روکتی ہیں کیوں کہ روشنی کا خاصہ ہے کہ وہ روشن چیز سے نکل کر پھیلتی ہے اگر یہ اعضاء اور ان کی رطوبتیں روشنی کو ایک نقطہ پر نہ ڈالیں تو انسان روشنی اور اندھیرے میں تمیز کے سوا کسی چیز کی صحیح شکل نہیں دیکھ سکتا لہٰذا مندرجہ ذیل سطور میں رطوبات کی تشریح کی جاتی ہے ۔

رطوبت بیضیہ

اردو نام	عربی نام	ڈاکٹری نام
آبی رطوبت	رطوبت بیضیہ	ایکوئس ہیومر

جیسا کہ اس کے نام سے واضح ہے کہ یہ پانی کی مانند یا انڈے کی سفیدی کی طرح ہوتی ہے اسی نسبت سے اطباء مصر اسے رطوبت مائیہ کہتے ہیں یہ رطوبت جو ایک قسم کی لف یا بلغم ہوتی ہے آنکھ کے بیرونی پردہ کے نیچے اور رطوبت جلیدیہ سے آگے ہوتی ہے یعنی ان دونوں کے درمیان ہوتی ہے۔

رطوبت جلیدیہ

اردو نام	عربی نام	ڈاکٹری نام
آنکھ کا موتی	رطوبت جلیدیہ	کرسٹے لینز

لینز اس رطوبت کے مختلف نام اس کی مختلف شکلوں کی وجہ سے رکھے گئے ہیں مثلاً چونکہ یہ رطوبت موتی کی طرح گول شفاف ہوتی ہے اس لئے ہندوستانی اسے آنکھ کا موتی کہتے ہیں چونکہ اس رطوبت کی شکل آسمان سے گرنے والے اولہ کی مانند ہوتی ہے جو دونوں طرف سے ابھری ہوتی ہے اس لیے ڈاکٹری میں اسے لینز کہتے ہیں۔

یاد رکھیں رطوبت جلیدیہ روشنی کی شعاعوں کو اکٹھا کر کے پردہ شبکیہ کے درمیانی نقطہ پر ڈالتی ہے جس سے بڑی سے بڑی چیزوں کے فوٹو پردہ شبکیہ پر

بنتے رہتے ہیں جنہیں دماغ ادراک کر کے انہی صورتوں اور شکلوں کو محفوظ کرتا رہتا ہے

موتیابند کیسے ہوتا ہے؟

رطوبت جلیدیہ یعنی (آنکھ کا موتی) کے مکدر یا گدلا ہونے کو موتیابند یا نزول الماء (کیٹریکٹ) کہتے ہیں جب موتیابند کا علاج کرنا مقصود ہوتا ہے تو ڈاکٹر یا جراح اسی لینز کو نشتر کے ذریعہ باہر نکال دیتا ہے اور اس کی جگہ عینک کا شیشہ یا لینز لگا دیتا ہے۔

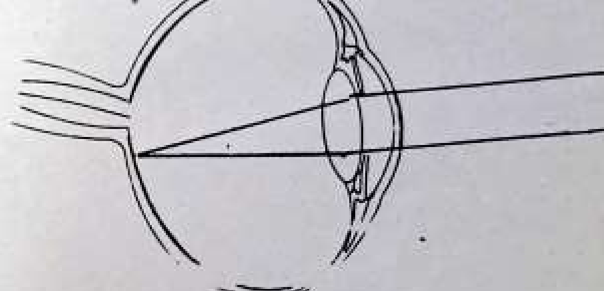
رطوبت زجاجیہ

اردو نام	نام عربی	ڈاکٹری نام
زجاجی رطوبت	زجاجی رطوبت	وائٹرس ہیومر

یہ کرہ چشم کی پچھلی جانب شبکیہ کے سامنے جلد میں بھری ہوتی ہے اندرونی آنکھ کا 4/5 حصہ اسی رطوبت سے بھرا ہوتا ہے پردہ شبکیہ اس رطوبت کو نصف دائرے کی صورت میں گھیرے رکھتا ہے اس رطوبت کے باہر کی طرف لینز یا رطوبت جلیدیہ ہوتی ہے جو سوار کی طرح پڑا رہتا ہے یہ رطوبت مقدار میں تمام رطوبات سے زیادہ ہوتی ہے اگر بدقسمتی سے کسی چوٹ یا عمل (جراحی) کے وقت یہ رطوبت آنکھ سے نکل جائے تو آنکھ بیٹھ جاتی ہے

آنکھ میں چیزیں کیوں کر دکھائی دیتی ہیں؟

یہ حقیقت مسلمہ ہے کہ آنکھ روشنی کے بغیر کچھ نہیں دیکھ سکتی لہٰذا جب روشنی کی شعاعیں آنکھ کے پردہ شبکیہ پر پڑتی ہیں تو اس میں ایسا ارتعاش پیدا کرتی ہے یا تحریک پیدا کرتی ہے کہ اس کی لہریں عصب مجوفہ کے ذریعہ دماغ تک پہنچ جاتی ہیں دماغ اپنی قدرتی قوت سے ان لہروں کا ادراک شکلوں کی صورت میں کرتا ہے اور ہر چیز یا اشیا کی تمیز دہیں ہو جاتی ہے یعنی دیکھی ہوئی چیزوں کے حصول یا دفع کے لیے دماغ۔ دل کو احکامات بھیجتا ہے اس طرح حسب ضرورت اشیا کے حصول دفع کے لیے کام انجام پاتے رہتے ہیں



شبکیہ پر شعاعوں کا ارتکاز

آنکھ کا حواس خمسہ سے تعلق

بدن انسان کو اس کائینات میں ہونے والے ہر قسم کے واقعات و حالات سے آگاہ کرنے کے لئے خالق کائینات نے چھ قسم کے ایسے اعضاء ودیعت کئے ہیں جو اپنی قوتوں اور حواس کے ذریعے دماغ کو ہر وقت یعنی کسی بھی لحہ کو ضائع کئے بغیر آگاہ کرتے رہتے ہیں دماغ ان اعضاء سے اطلاعات پاکر مناسب اور ضرورت کے مطابق احکامات تیار کر کے قلب و عضلات کو پہنچاتا رہتا ہے قلب دماغ کے احکامات کے مطابق حرکات کے ذریعہ عملی جامہ پہناتا رہتا ہے۔

اس طرح انسانی گاڑی کی ضروریات پوری ہوتی رہتی ہیں اور انسانی بدن تندرست وتوانا رہتا ہے۔

ایک اہم سوال

یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ کون سے چھ قسم کے اعضاء ہیں جو اپنی قوتوں کے اور حواس کے ذریعہ دماغ کو آگاہ کرتے رہتے ہیں۔

حواس ستہ اور ان کے متعلقہ اعضاء

قارئین آج تک حواس خمسہ ہی تسلیم کئے جاتے رہے ہیں اور پانچ ان

حواس یا قوتوں کے اعضاء تسلیم کیے جاتے رہے ہیں مثلاً حواس خمسہ یہ ہیں

بیرونی حواس کے مروجہ نام اور مقام

(۱) سننے کی حس کان میں

(۲) سونگھنے کی حس ناک میں

(۳) دیکھنے کی حس آنکھ میں

(٤) چھونے کی حس جلد میں

(٥) چکھنے کی حس زبان میں

(٦) چھٹی حس جس کا نہ آج تک نام بتایا گیا ہے اور نہ ہی مقام بتایا گیا ہے

حواس خمسہ کی بالا عضاء تطبیق

(۱) دیکھنے کی قوت چونکہ آنکھوں میں پائی جاتی ہے آنکھیں ایک قسم کے غدود یا گلینڈز ہیں غدود یا گلینڈز کا تعلق جگر سے ہے لہٰذا ہمیں یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ دیکھنے کی قوت کا مرکز جگر و غدود ہے

(۲) چھونے کی حس یا قوت جلد میں پائی جاتی ہے اور جلد کی بناوٹ میں چھوٹے چھوٹے غدود پائے جاتے ہیں اور غدود کا مرکز جگر ہے لہٰذا چھونے کی قوت کا مرکز جگر و غدد کو تسلیم کرنا پڑے گا یعنی چھونے کی غدی حس ہے

(۳) سونگھنے کی حس ناک میں پائی جاتی ہے ناک کی بناوٹ میں اعصاب کی کثرت ہے اور اعصاب کا تعلق دماغ سے ہے لہٰذا سونگھنے کی حس یا قوت کو دماغ کی قوت یا حس تسلیم کرنا پڑے گا۔

(۴) سننے کی قوت کانوں میں پائی جاتی ہے اور کانوں کی بناوٹ اعصاب سے تسلیم کی جاتی ہے اعصاب کا تعلق دماغ سے ہے لہٰذا سننے کی حس یا قوت دماغ کی ہی تسلیم کیا جائے گا

(۵) ذائقہ کی قوت یا حس زبان میں تسلیم کی جاتی ہے اور زبان کی بناوٹ گوشت و عضلات سے ہے اور عضلات کا تعلق قلب سے ہے لہٰذا ذائقہ کی قوت عضلاتی حس یا قوت تسلیم کی جائے گی۔

قابل غور بات

(۶) قارئین قانون مفرد اعضاء بدن کے اندر یا باہر ہر علامات کو بالا عضاء تسلیم کرتا ہے ہر حیاتی اعضاء میں کیمیاوی و مشینی دو قسم کی طبعی علامات یا افعال تسلیم کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ قانون مفرد اعضاء نے حواس کو بھی بالا عضاء ثابت کر دیا ہے۔

یہاں قانون مفرد اعضاء نے دیکھنے اور چھونے کی حسوں کو جگر و غدود کی پیدا کردہ ثابت کر دیا ہے۔ سننے اور سونگھنے کی حس کو دماغ کی حواس ثابت کر دیا ہے۔ اور ذائقہ کی حس کو قلب و عضلات کی حس بتایا ہے۔

یہاں

سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ ناممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ جو خالق ہے اور رحمن و رحیم ہے وہ جگر اور دماغ کو دو دو حواس دے دے اور قلب کو جو حیاتی عضو ہے کو صرف ایک ذائقہ کی حس دے اور دوسری حس نہ دے۔

قارئین

قانون مفرد اعضاء نے مندرجہ بالا حقیقت اور تصور کو صحیح تسلیم کرتے ہوئے تحقیق کی اور آخر کار قلب و عضلات کی حس و قوت کو تلاش کر لیا ہے اور ثابت کر دیا ہے کہ قلب کی دوسری حس موجود ہے اور اس سے ہم دوسرے حواس کی طرح ضرورت کے مطابق رزانہ کام لے رہے ہیں اور مستفید ہوتے رہتے ہیں۔

چھٹی حس

قارئین ذہن نشین کر لیں کہ قانون مفرد اعضاء سے پہلے بھی چھٹی حس تو تسلیم کی جاتی ہے لیکن آج تک کسی محقق نے اس کا نام کام اور مقام کے بارے میں اشارہ تک نہیں کیا۔

چھٹی حس اور قانون مفرد اعضاء

قانون مفرد اعضاء نے چھٹی حس کا نام وزن اور دباؤ معلوم کرنے والی حس رکھا ہے اور اس کا مقام ہمارے گوشت ہیں یعنی یہ حس ہمارے گوشت میں پائی جاتی ہے اس کا کام ہر قسم کا وزن اور دباؤ معلوم کرنا ہوتا ہے یعنی اس کے ذریعے ہمیں وزن اور دباؤ کا احساس ہوتا ہے۔

اس عضلی حس سے ہم اپنی جسمانی حرکات مثلاً اٹھنا، بیٹھنا، چلنا، پھرنا، بھاگنا، دوڑنا، اچھلنا، کودنا اور اشیاء کے وزن کا احساس کرتے ہیں۔

چھٹی حس صرف گوشت میں ہونے کا ثبوت

اگر کسی شخص سے کہا جائے کہ بھائی صاحب جو کتاب آپ کے ہاتھ میں ہے اس کا وزن کتنا ہے تو وہ فوراً کتاب کو ہاتھ پر رکھ کر تھوڑا اوپر نیچے ہلائے گا اور پھر قریب قریب وزن بتا دے گا جب وہ وزن بتا چکے تو اس سے ایک اور سوال کیا جائے کہ حواس خمسہ میں سے کس حس کے ذریعہ آپ کو وزن کا پتہ چلا ہے ؟

اس سوال کا جواب اس کے پاس نہیں ہے کوئی کہہ سکتا ہے کہ قوت لامسہ نے اسے احساس کیا ہے لیکن ایسا نہیں ہے حقیقت میں قوت لامسہ صرف گرمی سردی تری خشکی سختی نرمی وغیرہ وغیرہ کا احساس کرتی ہے۔

اگر کوئی چیز تقریباً ایک کلو یا ایک من کے قریب ہو یا کم و بیش اسے ہاتھ یا جسم کے کسی حصہ کی قوت لامسہ سے چھو کر اس کا وزن نہیں بتایا جا سکتا۔

جب تک اسے ہاتھ سے اٹھا کر نہیں دیکھا جاتا بلکہ اگر وہ چیز جسم کے کسی حصہ پر بھی لگا دی جائے تو بھی اس کا وزن نہیں بتایا جا سکتا۔

(۱) چونکہ جسم کے تمام حصوں پر گوشت موجود ہے اور گوشت اور عضلات ہی سے ہر قسم کی حرکات سرزد ہوتی ہیں چونکہ وزن کا اندازہ کسی چیز کو اٹھا کر اور اسے حرکت دے کر کیا جاتا ہے لہٰذا وزن اور دباؤ کی حس صرف اور صرف عضلات میں ہی پائی جاتی ہے۔

(۲) ایک شخص کسی نالے پر پڑے ہوئے لکڑی کے پھٹے یا تختے سے گزر کر نالے کو پار کرنا چاہتا ہے آنکھوں کی حس نے یہ تو بتادیا کہ تختہ پتلا اور نازک معلوم ہوتا ہے لہٰذا پار ہونے سے پہلے اس تختے پر دباؤ ڈال کر وزن معلوم کیا جائے کہ وہ اس کا وزن سہار بھی لے گا یا اس کا وزن پڑتے ہی ٹوٹ کر نیچے تو نہیں گر جائے گا لہٰذا وہ شخص پہلے اس تختے پر اپنے پاؤں کے ذریعے پہلے ہلکا اور بعد میں تمام جسم کا بوجھ ڈال کر دیکھے گا اگر تختہ مظبوط معلوم ہو گا تو بے فکر ہو کر اوپر سے گزر جائے گا اگر نازک ہو گا تو نالہ پار کرنے کے لئے کسی اور چیز کو تلاش کرے گا۔

(۳) ایک شخص چل رہا ہے چلتے چلتے زمین دلدلی آجاتی ہے اور اس کے پاؤں نرم اور گیلی زمین میں دھنسنے لگتے ہیں اسے فوراً معلوم ہو جاتا ہے کہ جگہ خطرناک ہے پیچھے ہٹ جانا ہی بہتر ہے یا آگے جانا ضروری ہے تو محتاط ہو کر چلنا ہو گا یہ عضلات کی قوت حس کا کام ہی ہے۔

(۴) ایک شخص لکھ رہا ہے پین کی نب ٹوٹتی ہوئی معلوم ہوتی لہٰذا اب وہ پہلے سے کم دباؤ دے کر لکھے گا نب کے ٹوٹنے اور کمزور ہونے کے متعلق صرف عضلات نے ہی بتایا ہے۔

(۵) کھانے پینے میں دباؤ اور وزن کا پورا پورا دخل ہے مثلاً کوئی چیز بھی

بغیر دباؤ چبائی نہیں جاسکتی اور نہ ہی نگلی جاسکتی ہے اگر دباؤ اور وزن کا پتہ نہ چلتا تو ہو سکتا تھا کہ کوئی سخت چیز چبانے کے لئے منہ میں ڈالی جاتی تو ہمارے دانت نکل یا ٹوٹ جاتے۔

(۶) چلنے پھرنے میں بھی ہم اپنے جسم کا توازن دباؤ کے تحت ہی قائم رکھتے ہیں اگر جسم کے وزن کا دباؤ کسی ایک طرف زیادہ ہو جائے تو ہم فوراً توازن قائم کرنیکی کوشش کرتے ہیں۔

(۷) پڑھنے میں بھی ہم اپنی مرضی سے دھیمی یا اونچی آواز میں پڑھتے ہیں اگر ایسا نہ ہوتا تو ہمارے منہ سے ایک ہی قسم کی آواز آتی ہم اس میں سر پیدا نہ کرتے بہر حال زندگی کے بے شمار کام صرف دباؤ اور وزن بتانے والی حس جسے ہم چھٹی حس کہتے ہیں کرتی ہے۔

(۸) آپ کسی کرسی یا پلنگ پر بیٹھے ہیں اچانک کرسی یا پلنگ کی ٹانگ ٹوٹ جاتی ہے آپ فوراً گرنے سے بچنے کے لئے سنبھلنے کی کوشش کریں گے یہ کرسی یا پلنگ کی ٹانگ ٹوٹنے کا آپ کو عضلاتی حس نے ہی بتایا ہے کہ وزن سنبھالنے والی چیز ٹوٹنے والی ہے اپنے آپ کو بچالو۔

یادداشت

قارئین ہمارے جسم میں پائے جانے والے احساسات جن مفرد اعضاء سے محسوس کئے جاتے ہیں وہ ہر وقت یعنی چاہے دن ہو یا رات ہو چاہے انسان سوگیا ہو یا کسی خیال میں مگن ہو پہرے داروں کی طرح ہر قسم کے موثرات کو

جانچتے اور پرکھتے رہتے ہیں اور جو کچھ بھی ہو معلومات حاصل کرتے رہتے ہیں فورا اس کی اطلاع دماغ کو اپنے قریب کے اعصاب کے ذریعہ بھیج دیتے ہیں۔

دماغ جسم انسان کا حاکم اعلیٰ ہونے کی وجہ سے رد عمل کے طور پر ان معلومات پر حکم جاری کرتا ہے کہ محسوس کی ہوئی معلومات انسان کے لئے مفید ہیں تو انہیں آگے بڑھ کر حاصل کیا جائے اور اگر ان سے نقصانات پہنچنے کا احتمال ہے تو راہ فرار اختیار کیا جائے جس طرح دیکھنا سننا سونگھنا اور چکھنا وغیرہ احساسات (حواس) کی ہر وقت ضرورت ہے ہمیں چھٹی حس کی بھی ہر وقت ضرورت ہے جس سے ہم دن رات فائدہ حاصل کر سکیں البتہ ہمیں ایسی کوئی حس کی کوئی ضرورت نہیں ہے جو کسی انسان میں تو تمام عمر بیدار نہ ہو اور کسی میں سالوں کے بعد کام کرے۔

ایک زبردست غلط فہمی کا ازالہ

قارئین عام طور پر یہ غلط فہمی پائی جاتی ہے کہ آنکھ کان ناک اور زبان وغیرہ میں ایک احساس کے علاوہ قوت لامسہ بھی پائی جاتی ہے یعنی ان میں گرمی سردی وغیرہ محسوس کرنے کی قوت بھی پائی جاتی ہے لیکن یہ حقیقت نہیں ہے۔

جاننا چاہیئے

کہ قدرت نے آنکھ کان وغیرہ کی بناوٹ مخصوص انداز میں بنائی ہے ان

میں جو آلات فٹ ہیں وہ جسم کے کسی اور حصے میں نہیں جاتے۔

لیکن جلد ایک ایسا آلہ ہے جو جسم انسان کے تمام اندرونی بیرونی اعضاء پر ملفوف ہے چونکہ جلد تمام اعضاء پر چڑھی ہوئی ہے لہٰذا یہاں بھی لمس کا احساس ہوگا وہ جلد کا احساس ہی لمس ہوگا چاہے لمس کا احساس ناک کان یا زبان میں پیدا ہوگا۔

حواس خمسہ صرف دماغ کے احساسات نہیں ؟

قارئین ہم شروع سے پڑھتے آئے ہیں کہ حواس خمسہ صرف دماغ و اعصاب کے محسوس کئے ہوئے حواس ہیں۔

لیکن ایسا نہیں ہے

کیونکہ اگر ہم اپنی ہستی کے وجود کے متعلق بنیادی معلومات حاصل کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ اس کے کئی اجزاء ہیں جو ایک دوسرے سے متضاد مزاج کے حامل ہیں یعنی ان کی طبیعتیں ایک دوسرے کی ضد ہیں محققین نے انسانی جسم اور کائنات کو ایک ہی جیسا ثابت کیا ہے بلکہ خالق کائنات نے اپنی کلام پاک میں فرمایا ہے کہ جو کچھ آفاق میں ہے وہی نفس میں ہے۔ محققین نے کائنات کو جہان اکبر اور انسانی جسم کو جہان اصغر کہا ہے۔

یعنی ایک چیز میں اگر فرق ہے تو یہ بڑے اور چھوٹے ہونے کا ہے اورا ن میں سے ہر چیز جسم انسان کی کسی نہ کسی مفرد اعضاء کے مزاج کی ہے۔

اس کائنات میں جو کچھ ہم دیکھتے ہیں اور محسوس کرتے ہیں انہیں موثرات کہتے ہیں یہ اپنی قوت موثرہ کے ذریعے جسم انسانی کو بھی متاثر کرتے ہیں۔

قارئین ذہن نشین کرلیں کہ

(۱) موثرات کی قوت کبھی جسم انسانی کی قوت برداشت کے مطابق ہوتی ہے تو اس سے انسانی جسم کو کوئی تکلیف نہیں ہوتی بلکہ مفید ہوتی ہے کبھی اتنی زیادہ ہوتی ہے جسم انسان شدید متاثر ہو کر ہلاک ہو جاتا ہے مثلاً اگر شدید گرمی ہو جائے تو جسم انسان حرارت کی شدت سے جھلس جاتا ہے اور ہلاک ہو جاتا ہے۔

(۲) کبھی سردی اتنی زیادہ ہو کر شریانوں میں چلنے والا خون ہی منجمد ہو جائے جس سے انسان کی موت یقینی ہو جاتی ہے۔

(۳) کوئی چیز سخت اور تیز دھار ہو اس سے بھی جسم کو نقصان پہنچنے کا احتمال ہوتا ہے۔

(۴) ہم چل رہے ہیں اگر کوئی میخ یا کانٹا یا پتھر پاؤں کے نیچے آجائے تو وہ چیز نقصان پہنچا سکتی ہے۔

(۵) آدمی چل رہا ہے سامنے گڑھا یا کنواں آجاتا ہے اس میں گر کر جسم کی ٹوٹ پھوٹ ہو سکتی ہے۔

(۶) انسان کسی چیز کو کھانا چاہتا ہے ناک اس کی خوشبو اور بدبو سے آگاہ کرتا ہے۔

(۷) زبان ذائقہ سے متنبہ کرتی ہے بہر حال یہ ایسے موثرات ہیں جن سے آگاہ کرنے کے لئے قدرت نے مختلف اعضاء میں حسیں عطاء کی ہوئی ہیں جن سے انسان جاگتے ہوئے اٹھتے بیٹھتے اور چلتے پھرتے سکون اور شور و غل سے آگاہ ہوتا رہتا ہے جن جن قوتوں سے انسان آگاہ رہتا ہے انہیں حواس کہا جاتا ہے انہیں متقدمین اطباء حواس خمسہ کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

لیکن حقیقت یہ نہیں ہے کیونکہ اول تو جن جن مقامات کے اعضاء میں حواس خمسہ محسوس کئے جاتے ہیں ان کے مزاج ایک دوسرے سے مختلف ہیں دوسرے حواس بھی ایک دوسرے سے مختلف ہیں لہٰذا ہم کسی طرح بھی ان حواس کو دماغ و اعصاب کی محسوسات تسلیم نہیں کر سکتے اور نہ ہی بیان کر سکتے ہیں مثلاً آنکھ کا ڈھیلا جسے آئی بال بھی کہتے ہیں ایک قسم کے غدود و گلینڈ ہیں جو غدی جسم ہیں یعنی ان میں غدی مادہ زیادہ مقدار میں پایا جاتا ہے قانون مفرد اعضاء میں اس کا مزاج غدی (گرم) تسلیم کیا گیا ہے۔

اس کے برعکس زبان کی بناوٹ میں عضلات گوشت اور مسکولر ٹشوز کی مقدار زیادہ ہے لہٰذا قانون مفرد اعضاء میں اس کا مزاج عضلاتی (خشک) تسلیم کیا گیا ہے۔

اسی طرح ناک کان اور جلد وغیرہ کی ماہیت میں نمایاں فرق ہے لہٰذا ہر ایک کے افعال کا نتیجہ نہ ایک ہو سکتا ہے اور نہ ایک ہی قوت کے تحت اپنے کام انجام دے سکتے ہیں اس میں ہمیں لامحالہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ حواس مختلف ہونے کی وجہ سے مختلف مفرد اعضاء کے احساسات ہیں۔

ایک مغالطہ کا ازالہ

ہمیں یہ مغالطہ لگتا ہے کہ قوت حس ایک ہی ہونی چاہئے کیونکہ اعصاب کا کام احساس کرنا ہے لہٰذا ہر قسم کے احساسات کرنا اعصاب کا کام ہے۔

قارئین یہ بات ذہن نشین کرلیں کہ جسم کے اندر یا باہر کے اعضاء جس قسم کے بھی افعال انجام دیتے ہیں ان کا اظہار صرف دماغ و اعصاب ہی کرتے ہیں لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ وہ افعال بھی اعصاب ہی انجام دیتے ہیں۔

اگر ایسا ممکن ہوتا تو دوسرے مفرد اعضاء کی ضرورت ہی نہ ہوتی؟

(۱) مثلاً ایک مریض کو پیشاب رک رک کر قطرہ قطرہ آرہا ہے قانون مفرد اعضاء نے اسے جگر و غدد و غشاء مخاطی کا فعل تسلیم کیا ہے۔

لیکن احلیل اور پیشاب کی نالی کے غدود غشاء مخاطی اپنے نزدیک کے اعصاب کے ذریعے اس تکلیف کو رفع کروانے کے لئے چیخ و پکار کریں گے اسی طرح پیشاب کا زیادہ آنا اعصاب کے تحت اور بند ہونا عضلات کے تحت تسلیم کیا جاتا ہے۔

لیکن ان صورتوں کا ظہار اعصاب کے ذریعے ہی ہوتا ہے البتہ ان کا علاج ایک دوسرے سے مختلف ہوتا ہے۔

(۲) یہ بات قابل غور ہے کہ حرارت کا تعلق جگر سے ہے لہٰذا ہر قسم کا

مختار جگر و غدود کے تحت ہی ہونا چاہئے لیکن ایسا نہیں ہے قانون مفرد اعضاء میں اعصابی غدی اور عضلاتی مختار تسلیم کئے جائے ہیں۔

(۳) یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ کوئی شخص کسی دوسرے آدمی کی ضرورت مثلاً پیشاب پاخانہ و بھوک پیاس کی حاجت کے بارے میں کچھ نہیں بتا سکتا جس آدمی کو بھوک پیاس یا پاخانہ کی حاجت ہو گی وہ خود ہی بتائے گا۔

بالکل اسی طرح ہمارے جسم کے مفرد اعضاء اپنے اپنے احساسات کے ذریعے بیرونی اور اندرونی موثرات کے بارے میں دن رات دماغ و اعصاب کو معلومات بہم پہنچاتے ہیں

ایک سوال

یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے جب تمام مفرد اعضاء اپنے اپنے احساس کردہ معلومات دماغ و اعصاب کے پاس بھیجتے ہیں تو ان سب پر دماغ کو فوراً احکامات جاری کرنے پڑتے ہیں تو یہ امر تسلیم کرنے میں کیا امر مانع ہے کہ دماغ و اعصاب ہی حواس کا احساس کرتے ہیں۔

.جواب

(۱) قارئین ذہن نشین کر لیں کہ جہاں قلب و عضلات جسم کے تمام اعضاء جن میں اعصاب ہوں یا غدود یا خود عضلات کے لئے غذا پہنچانے کے لئے ہر وقت غذا سے بھر پور خون بصورت پمپنگ یا دوران خون جاری رکھتے ہیں اس میں قلب و عضلات یہ تفریق نہیں کرتے کہ اس میں تو دماغ و اعصاب اور

جگر و غدد کی بھی خوراک ہے ہم کیوں پہنچائیں بلکہ انہوں نے تو یہ ذمہ داری خوشی قبول کی ہوئی ہے اور مرتے دم تک قلب اپنی ذمہ داری پوری کرتا رہتا ہے اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ قلب و عضلات ہی حرکت کے اعضاء ہیں دماغ یا جگر کو حرکت کرنی ہی نہیں آتی اس لئے یہ ذمہ داری قلب و عضلات پوری کرتے ہیں اور انہیں ہی کرنی چاہئے۔

(۲) اسی طرح جگر و غدد ہیں یہ بھی سب کے لئے کام کرتے ہیں یاد رکھیں کہ جگر و غدد گرم اعضاء ہیں اسی وجہ سے یہ تحلیل غذا کے اعضاء تسلیم کئے جاتے ہیں یعنی باہر سے جسم کے اندر کسی راستے سے کوئی غذا یا دوا داخل ہو اس میں یہ تخصیص نہیں ہے کہ کس مزاج کی یہ غذا یا دوا ہے بلکہ ہر قسم اور ہر مزاج کی غذا دوا کو تحلیل اور ہضم کر کے اور اس کے جوس (مفید اجزاء) کو الگ کر کے وریدی خون میں شامل کرتے رہتے ہیں۔

لہٰذا مندرجہ ذیل وجوہات کی بنا پر یہ امر تسلیم کرنے میں کوئی امر مانع نہیں ہے کہ واقعی دماغ و اعصاب تمام مفرد اعضاء سے آئی ہوئی معلومات پر احکامات جاری کرتے ہیں اور انہیں ہی کرنا چاہئے۔

ایک اہم سوال

جناب استاد صاحب آپ نے بدن انسان کے بیرونی حواس خمسہ کی تو بالا عضاء حیاتی مفرد اعضاء (دل دماغ و جگر) سے تطبیق کر دی ہے لیکن بدن انسان کے اندرونی حواس کی بالا عضاء تطبیق نہیں کی برائے مہربانی ان کی بھی

الگ الگ بالا عضاء تطبیق کر دیں تاکہ ان سے زیادہ سے زیادہ مستفید ہو سکیں

طبی محققین کے تسلیم شدہ اندرونی حواس خمسہ

طبی محققین نے اندرونی قوی مدرکہ جنہیں عرف عام میں حواس خمسہ اندرونی بتایا ہے وہ یہ ہیں۔

(۱) حس مشترک (۲) قوت خیال (۳) قوت واہمہ (۴) قوت متصرفہ (۵) قوت حافظہ

لیکن

قانون مفرد اعضاء انہیں حواس تسلیم ہی نہیں کرتا بلکہ یہ تمام اندرونی احساس کرنے والے اعضاء کی محسوس کی ہوئی وہ معلومات ہیں جنہیں دماغ حاصل کر کے من و عن دوبارہ اصل چیزوں کی غیر موجودگی میں پیش کرتا ہے۔

حواس خمسہ اندرونی میں غلط فہمیاں

قارئین حواس خمسہ بیرونی میں تو اتنی غلط فہمیاں نہیں پائی جاتیں جتنی حواس خمسہ اندرونی میں پائی جاتی ہیں۔

محققین نے جس طرح بیرونی حواس صرف دماغ و اعصاب کے تحت بیان کئے ہیں اسی طرح اندرونی حواس خمسہ بھی دماغ و اعصاب کے تحت ہی بیان

کئے ہیں لیکن حقیقت میں ایسا نہیں ہے جیسا کہ میں گزشتہ صفحات میں حواس خمسہ بیرونی کی بجائے حواس ستہ بیرونی ثابت کر آیا ہوں اور ہر دو حواس کا تعلق حیاتی اعضاء سے جوڑ دیا گیا ہے بالکل اسی طرح اندرونی حواس ہیں اور وہ بھی چھ ہی ہیں اور ان کا تعلق بھی حیاتی مفرد اعضاء سے جوڑ دیا گیا ہے۔

حواس ستہ اندرونی کے متعلق حیرت انگیز انکشاف

قارئین یہ تو آپ جانتے ہیں حواس بیرونی اور اندرونی جسم انسان کی ضروریات پوری کرنے کے لئے ہر وقت چوکس اور تیار رہتے ہیں۔۔

بیرونی حواس میں تو اتنا مغالطہ نہیں لگا لیکن اندرونی حواس پیش کرنے میں خوفناک مغالطہ رہا ہے۔

حیرت کی بات یہ ہے کہ اندرونی حواس کی صرف ایک ہی قسم کو حواس خمسہ اندرونی کے نام سے پیش کر دیا گیا ہے باقی پانچ حواس بیان ہی نہیں کئے گئے حالانکہ ان سے روزانہ ہر انسان مستفید ہوتا چلا آرہا ہے۔

پھر ذہن نشین کر لیں کہ جو اندرونی حواس بیان کئے ہیں وہ تو صرف بیرونی اور اندرونی حواس کی معلومات کو ضرورت پڑنے کے وقت دماغ کے سامنے پیش کرنے کا ایک ذریعہ ہیں اور یہ تو اندرونی حواس کی ایک قسم ہیں ان کے علاوہ جسم انسان کی ضرورت پوری کرنے کے لئے پانچ اور حواس بھی ہیں جن کے بغیر انسان زیادہ عرصہ زندہ نہیں رہ سکتا ان اندرونی حواس کو ہم ستہ

ضروریہ سے لے رہے ہیں ان کی ضرورت اور اہمیت یہ بیان کی جاتی ہے کہ ان ستہ ضروریہ میں سے اگر کمی بیشی ہو جائے تو انسان بیمار ہو جاتا ہے اور اگر ان میں سے کوئی نہ ملے تو جلد موت واقع ہو جاتی ہے۔

حواس ستہ اندرونی

حواس ستہ اندرونی یہ ہیں (۱)نیند (۲) بیداری (۳) احتباس (۴) استفراغ (پیشاب پاخانہ (۵) بھوک (۶) پیاس

حواس ستہ اندرونی کی تشریح

(۱) نیند (۲) بیداری

انسان جب جاگتا ہوتا ہے تو اسے پتہ ہوتا ہے کہ میں ہوش میں ہوں اور جب انسان ہوش میں ہوتا ہے تو اس وقت ہی وہ اپنے لئے غیروں کے لئے اور خدا کے لئے کوئی کام کر سکتا ہے وہ کام کیا ہیں وہ وہی ہیں جو حواس ستہ کے ذریعے ادا کئے جاتے ہیں وہ اکثر جاگنے کی حالت میں ہوا کرتے ہیں زندگی بھر کے ہر لمحہ میں انسان کوئی نہ کوئی خاص کام کرتا ہے جو خاص خاص کام کئے جاتے ہیں اور جن کی اسے دوبارہ بھی ضرورت ہوتی ہے تو ایسے کاموں کی معلومات دماغ اپنے پاس جمع کرتا رہتا ہے اور بوقت ضرورت بیداری کی حالت میں ان کی غیر موجودگی میں دماغ کی ادراکی قوت ذہن کے سامنے پیش کر دیتی ہے۔

(۱) مثلاً تربوز جسے کبھی ہم نے کھایا تھا اس کے متعلق اگر کوئی پوچھتا ہے کہ تربوز کس شکل کا ہوتا ہے اس کا رنگ ذائقہ اور حجم کتنا ہوتا ہے تو یہ سنتے ہی ہم تربوز کی غیر موجودگی میں سب کچھ بتادیں گے۔

(۲) اسی طرح شادی بیاہ جلسہ و جلوس میں کون کون سے افراد (معزز مہمان) شامل تھے جب بھی ان کے متعلق پوچھا جاتا ہے ہم فوراً بتادیتے ہیں۔

(۳) اسی طرح کبھی خوشی ہو اور کبھی غمی کبھی تندرستی ہو کبھی بیماری ان سب کی معلومات جب بھی یاد کی جائیں گی فوراً ذہن کے سامنے آجاتی ہیں۔

اعمال انسانی کی اقسام

اعمال انسانی کو طبی محققین نے دو اقسام میں بیان کیا ہے۔

(۱) حرکت و سکون جسمانی

(۲) حرکت و سکون نفسانی

حرکت و سکون جسمانی

قارئین ذہن نشین کرلیں کہ جس طرح ہم کام کاج کرتے کرتے تھک جاتے ہیں اور پھر آرام کرتے ہیں بالکل اسی طرح ہمارے جسم کے عضلات حرکات کے افعال انجام دیتے دیتے تھک جاتے ہیں اور انہیں بھی آرام کی

ضرورت ہوتی ہے اس حالت کو حکماء نے حرکت و سکون جسمانی لکھا ہے۔

اسی طرح مفرد اعضاء کام کرتے ہیں تو انہیں آرام کی بھی ضرورت ہوتی ہے بالکل اسی طرح دماغ تمام دن کی معلومات اور سابقہ معلومات پر کام کرتا ہے اس لئے اسے بھی آرام کی ضرورت ہوتی ہے اس صورت کو اطباء نے حرکت و سکون نفسانی لکھا ہے مگر یہ تو حقیقت ہے کہ دماغ صرف سونے کی حالت میں ہی آرام کرسکتا ہے اور جاگنے کی حالت میں کم و بیش کام کرتا رہتا ہے ان حالتوں کو نیند و بیداری کہتے ہیں۔

ذہن نشین کرلیں

پھر ذہن نشین کرلیں کہ دماغ سونے کی حالت (نیند کی حالت) میں کوئی کام نہیں کرسکتا اور جاگنے کی حالت میں ہر قسم کی معلومات پر کام کرتا ہے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ دماغ تھک بھی جاتا ہے تو آرام کرنے کے لئے نیند کا احساس پیدا کردیتا ہے اور جب آرام کرچکتا ہے تو بیدار ہو جاتا ہے یعنی جاگ جاتا ہے۔

قانون مفرد اعضاء دماغ کی ان دونوں حالتوں کو حواس قرار دیتا ہے اور انہیں (نیند کی حس اور بیداری کی حس کو) حواس ستہ اندرونی کا جز قرار دیتا ہے۔

بھوک کی حس، پیاس کی حس

انسان تمام دن کوئی نہ کوئی کام کرتا رہتا ہے بس کا یا کوئی انجن چلتا ہے تو پیٹرول کم ہو جائے یا ختم ہو جائے تو انجن سٹارٹ نہیں ہوتا جب تک پیٹرول ضرورت کے مطابق انجن میں نہ ڈالا جائے۔

بالکل اسی طرح انسان کے جسم میں جب غذا کی ضرورت پیدا ہو تو بھوک و پیاس خوب لگتی ہے تاکہ جو کچھ دن بھر میں کام کاج سے غذا کی کمی ہوئی ہے وہ پوری کی جاسکے یعنی اس کا بدل ما تحلل پورا کیا جاسکے۔

خدانخواستہ بھوک و پیاس کا احساس نہ ہوا کرتا اور انسان غذا بروقت کھاتا تو ہو سکتا تھا کہ انسانی جسم بھوک و پیاس کی کمی سے ختم ہو جاتا (مر جاتا)۔

اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے انسانی جسم کے اندر ہی ایسے ایسے پُر اسرار پرزے لگا دیئے ہیں جو جسم کی ضروریات پوری کرنے کے لئے بروقت چوکس ہیں جونہی جسم میں غذائیت و مائیت کی کمی ہوتی ہے فوراً بھوک و پیاس کا احساس پیدا کر کے انسان کو آگاہ کر دیتے ہیں لہٰذا ہم بھوک و پیاس کی حس کو حواس مدرکہ اندرونی کی اقسام میں شامل کر کے بیان کر رہے ہیں۔

بھوک اور پیاس کے مقام

جاننا چاہئے کہ بھوک کا احساس معدہ میں ہوتا ہے اور پیاس کا احساس زبان میں ہوتا ہے۔

بھوک و پیاس لگنے کی وجوہات

جیسا کہ اوپر لکھ چکا ہوں کہ بھوک اس وقت لگتی ہے جب دن بھر کے کام کاج سے جسم میں جو غذا کی کمی ہوتی ہے اسی کمی کو پوری کرنے کے لئے انسان کے معدہ میں مخصوص قسم کا بھوک کا احساس پیدا ہوتا ہے جسے انسان بخوبی جانتا ہے لہٰذا یہ احساس پیدا ہونے کے بعد کوئی نہ کوئی چیز کھاتا ہے تاکہ وہ مخصوص غذا کی کمی پوری ہو جائے لہٰذا جب غذا کھا لیتا ہے تو بھوک کا احساس بھی ساتھ ہی ختم ہو جاتا ہے۔

اور

پیاس اس وقت لگتی ہے جو غذا کھائی گئی ہے اسے پتلا کرنے کے لئے پانی یا کسی قسم کا جوس جو سیال حالت میں ہو پیا جائے لہٰذا اس کی ضرورت کے مطابق پانی یا جوس پی لیتا ہے اور پیاس بجھ جاتی ہے۔

کھانے پینے کے لئے طبی نام

ہم جو کچھ کھاتے ہیں اور جو کچھ پیتے ہیں انہیں طبی محققین نے ماکولات و

مشروبات کا نام دیا ہے جو ستہ ضروریہ کے رکن ہیں۔

ماکولات کے معنی کھانے والی چیزیں اور مشروبات کے معنی پینے والی چیزیں ہیں۔

چونکہ ماکولات و مشروبات کا احساس بھوک اور پیاس کی صورت میں ہوتا ہے لہٰذا ہم نے بھوک اور پیاس کو حواس ستہ اندرونی کا جز قرار دیا ہے۔

پیشاب و پاخانہ کی حس (احتباس و استفراغ)

جو کچھ ہم کھاتے پیتے ہیں اس کا مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ جس قسم کی جسم میں غذائی کمی ہو اسے پورا کیا جائے لہٰذا ہم بھوک و پیاس کی شکل میں کھا پی لیتے ہیں۔

کھائی ہوئی غذا یا پیا ہوا کوئی مشروب اس وقت تک مفید نہیں ہو سکتا جب تک معدہ و امعاء میں کچھ دیر تک رکا نہ رہے اور اس میں سے جوس نہ نکال لیا جائے جب غذا کا خلاصہ یا جوس نکال لیا جاتا ہے تو غذا کا باقی حصہ جسم کے لئے فاضل ہوتا ہے جسے عرف عام میں فضلہ کہا جاتا ہے اور اب وہ جسم کے لئے فضول ہے لہٰذا جسم اسے دو طریقوں سے باہر نکالتا ہے اور خون کے فاضل مواد جو بذلوگردو و مثانہ خارج ہوتا ہے جسے عرف عام میں پیشاب کرنا کہتے ہیں یعنی پیشاب کے ذریعے خون کے فضلات خارج ہوا کرتے ہیں۔

جب براہ گردہ پیشاب مثانہ میں جمع ہو جاتا ہے تو پیشاب کرنے کا احساس ہو جاتا ہے جسے پیشاب کی حاجت کہتے ہیں اب طبیعت اسے خارج کر دیا کرتی ہے اسی طرح پیٹ میں کھائی ہوئی غذا کا جوس جذب ہونے کے بعد جو مواد آنتوں میں بچ جاتا ہے اسے طبیعت پاخانہ کی حاجت یا احساس پیدا کر کے خارج کر دیتی ہے لہٰذا پیشاب اور پاخانہ کی حسیں بھی حواس ستہ اندرونی میں شامل کرنا ضروری ہیں۔

ایک اہم اور ضروری سوال

جناب حکیم صاحب آ . نے حواس ستہ ثابت کرنے کے ساتھ ساتھ ان کی حیاتی مفرد اعضاء کے ساتھ ساتھ تطبیق بھی دے دی ہے جس سے یہ ثابت ہو گیا ہے کہ حواس خمسہ غلطی سے دماغ کے افعال سمجھے جاتے تھے حقیقت میں وہ دل دماغ اور جگر کے حواس تھے اس اہم غلط فہمی کی وجہ کیا تھی؟

جواب

قارئین چونکہ دماغ بدن کے ذرہ ذرہ سے اطلاعات اور خبریں وصول کرتا ہے یہ خبریں یا اطلاعات کہیں بدن کے عضلات اپنی تکالیف و ضروریات کی اطلاع دماغ کے پاس بھیجتے ہیں اور کہیں بدن کے غدد اپنی بعض تاکہ ان کی ضروریات پوری کی جا سکیں اور ان کی تکالیف کا ازالہ کیا جا سکے اسی

طرح کے کسی عصب کو کسی چیز کی ضرورت ہو یا کوئی تکلیف ہو تو وہ بھی دماغ کو ہی اطلاع دیتا ہے۔

چونکہ یہ اطلاعات دماغ کے اعصاب کے ذریعہ آتی ہیں اور اعصاب کے ذریعہ ضروریات پوری کرنے کے لئے اور تکالیف کے ازالہ کے لئے احکامات آتے ہیں لہٰذا محققین نے تمام حواس کو دماغ کے حواس ہی قرار دے دیا لیکن حقیقت یہ نہیں تھی۔

کیونکہ

عضلات کو کسی چیز کی ضرورت ہے تو وہ خود بتائیں گے یا دماغ خود معلوم کرلے گا یا عضلات کو حرکت نے میں کوئی دشواری آرہی ہے یا حرکت نہیں کرسکتے تو اس کی اطلاع دماغ کو ہی دیں گے کہ دل و عضلات میں غذا کی ۔ وگئی ہے دماغ جگر کو حکم دے گا کہ دل و عضلات کی غذا کا بندوبست کیا جائے

اسی طرح.

جگر بھی اپنی ضروریات کی اطلاع دماغ کو دے گا یہ ناممکن ہے کہ دماغ خود ہی غدد وجگر کی ضروریات معلوم کرکے پوری کرتا ہے۔

قارئین

یہ اسی طرح کے اعمال ہیں جس طرح گھر کے تمام افراد اپنے سربراہ

سے ضروریات کی طلب کرتے ہیں اور اپنی اپنی تکالیف ،تاکر ازالہ کراتے رہتے ہیں۔

دماغ بھی ہمارے تمام بدن کا سربراہ ہے وہ ہر قسم کے مفرد اعضاء سے ان کی ضروریات معلوم کرتا ہے اور پوری کراتا ہے

لہٰذا

اس بحث سے یہ ثابت ہوا کہ تمام مفرد اعضاء اپنی اپنی حواس رکھتے ہیں اور ان حواس کے ذریعے دماغ سے اپنی تکالیف کا ازالہ کراتے رہتے ہیں اور ضروریات پوری کرآتے رہتے ہیں۔

جلد

THE SKIN

قارئین آپ نے غلاف کا لفظ پڑھا اور سنا ہو گا عرف عام میں غلاف اس کپڑے یا پردے کو کہتے ہیں جو کسی چیز پر چڑھا ہوتا ہے دوسرے لفظوں میں یہ کہ سکتے ہیں کہ غلاف کسی چیز کے لئے سرپوش یا حفاظت کا کام کرتا ہے تاکہ وہ چیز بیرونی صدمات یا اثرات سے محفوظ رہے۔

بالکل اسی طرح خالق مطلق نے انسان کے بدن کی حفاظت کے لئے تمام جسم پر جلد کا مضبوط غلاف چڑھایا ہوا ہے جو بیرونی صدمات سے اس وقت تک متاثر نہیں ہونے دیتا جب تک بیرونی صدمہ سے خود مجروح یا زخمی نہ ہو جائے اس میں دوسری خوبی یہ ہوتی ہے کہ تمام بدن کی جلد تقریباً ایک ہی رنگت کی ہوتی ہے جس سے بدن انسان کا حسن اور خوبصورتی قائم رہتی ہے۔

اگر کسی بیماری یا چوٹ کی وجہ سے جلد پر داغ دھبے بن جائیں تو جسم کی خوبصورتی قائم نہیں رہتی جیسا کہ چیچک اور برص سے بدن انسان بد صورت ہو جاتا ہے۔

جلد حواس ستہ کا جزو اعظم ہے

قارئین جیسا کہ امراض دماغ کی کتاب میں حواس ستہ بیرونی کی مختصر

تشریح و توضیح کی گئی ہے وہاں حواس ستہ کا جزو اعظم چھونا لمس بیان کیا گیا ہے جسے ہمارے بدن کی جلد ادا کرتی ہے لہذا جلد حواس ستہ کا جزو اعظم ہے اس کے فعل (چھونے یا لمس) کے بغیر حواس ستہ مکمل نہیں ہو سکتے لہذا ایسا بہتر معلوم ہوتا ہے کہ جلد کی حقیقت ماہیت اور افعال ادا کرنے کے طریقے بیان کر دیئے جائیں تاکہ اس کی حفاظت اور نگہبانی بہتر طریقہ سے کی جائے جس سے بے شمار تکالیف سے بچ سکیں گے۔

جلد کی ماہیت

قارئین جلد حقیقت میں چھوٹے غدد جاذبہ اور غدود ناقلہ کے مرکب کا نام ہے جن کے ذمہ جذب اور اخراج کے افعال ہیں جو باہر سے رطوبات اور آکسیجن کو جذب کر کے خون میں داخل کرتے ہیں اور پسینہ اور کاربن کو خارج کرنے کا کام کرتے ہیں۔

سائنسی تحقیقات کے مطابق ایک جوان کے بدن سے تیرہ چھٹانک یعنی ۶۵۰ گرام فضلات (گندے فضلات اور کاربن) خارج ہوتے ہیں اور سات چھٹانک کے قریب باہر سے پانی اور آکسیجن جذب ہوتی ہے۔

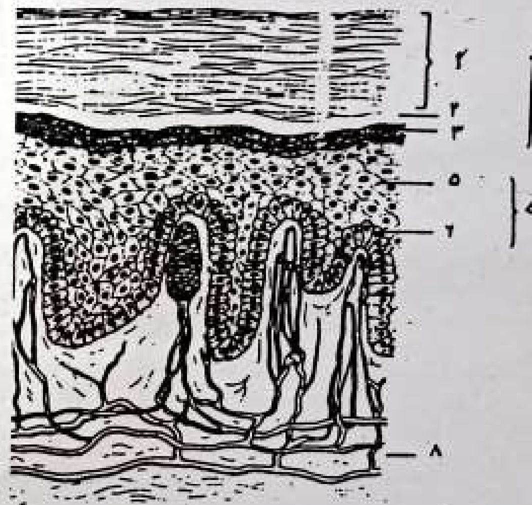
جلد کی ساخت

جلد کی بناوٹ اور ساخت میں دو طبقے پائے جاتے ہیں ایک بالائی یا

بیرونی طبق دوسرا اندرونی طبق

بیرونی یا بالائی طبق

اسے عربی میں بشرہ اور ڈاکٹری میں ایپی ڈرمس کہتے ہیں اس کی ساخت میں قرنی خلیات یعنی سینگ نما اور قدرے سخت ہوتے ہیں



چلد کی تراش

(۱) بَرادمہ (۲) شفاف خلیات کی تہ (۳) حُبّی خلیات (۴) قرنی تہ (۵) شکی خلیات (۶) قاطری حلیمات (۷) نمو پذیر تہ (۸) خون کی عروق اور اعصاب

اندرونی طبق

اسے عربی میں برادمہ اور ڈاکٹری میں ڈرمس کہتے ہیں اس طبق کے نیچے چربی کی تہ ہوتی ہے جوادمہ کو بیرونی صدمات سے بچاتی ہے چربی کی تہ کے نیچے عضلات اور الحاقی پرت وتر اور اوتار کی صورت میں موجود ہوتے ہیں انہی پرتوں کی وجہ سے جلد کا تعلق عضلات اور ہڈیوں سے قائم رہتا ہے

ایک اہم راز

یاد رکھیں کہ جلد کا بیرونی طبق نالی دار ہے جسے ہم عرف عام میں مسامات کہتے ہیں انہی مسامات کے ذریعے اندرونی فضلات خارج از بدن ہوتے ہیں یہی نالی دار غدود ہیں اس کے برعکس اندرونی طبق غدود جاذبہ کا ہے جب جسم میں رطوبات کی کمی اور آکسیجن کی کمی ہو جائے تو یہی طبق باہر سے رطوبات و آکسیجن جذب کرتا ہے۔

قارئین یہ حقیقت ذہن نشین کرلیں کہ جس طرح معدہ اور بدن میں رطوبات کی کمی ہوتی ہے تو معدہ میں بھوک اور زبان میں پانی کی طلب پیاس کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے ہم فوراً کھانے پینے کا انتظام کرتے ہیں اور کھاتے پیتے ہیں جن سے بھوک ختم ہو جاتی ہے اور پیاس بجھ جاتی ہے۔

لیکن

اگر ہم مذہب کی بندش کی وجہ سے پانی وغیرہ پی نہیں سکتے تو ہم سرد پانی میں بیٹھ جاتے ہیں یا سرد پانی جسم پر ڈالتے ہیں جس سے پانی جسم کے اندر جذب ہو کر ایک طرف حرارت بدن کم کر دیتا ہے دوسری طرف پانی کی کمی پوری کر کے پیاس بجھا دیتا ہے۔

برادمہ یا جلد کی بیرونی تہ

جلد کا یہ حصہ کئی طبقوں یا تہوں سے مرکب ہے بدن کے مختلف مقامات میں ان تہوں کی مقدار مختلف ہوتی ہے جس سے جلد مختلف مقامات میں نرم اور کہیں سخت اور دبیز ہوتی ہے مثلاً چہرہ کی جلد نرم اور ہاتھ پاؤں کی جلد دبیز اور سخت ہوتی ہے۔ عام طور پر ان تہوں کی تعداد چار تسلیم کی جاتی ہے مثلاً

(۱) قرنی طبقہ (۲) حبیبی طبقہ (۳) شفاف طبقہ (۴) نمو پذیر طبقہ

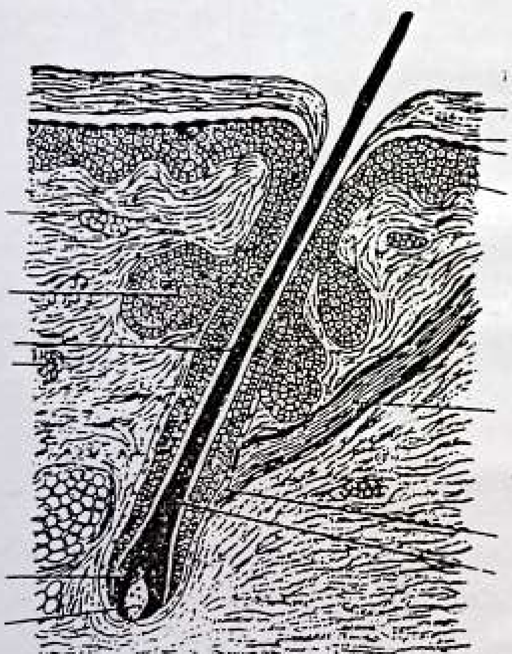
(۱) قرنی طبقہ

یہ جلد کا بیرونی حصہ ہوتا ہے جو کسی قدر سخت ہوتا ہے اور بیرونی دباؤ کو بڑی آسانی سے برداشت کرتا ہے اس حصہ میں پسینہ کے اخراج کے لئے نالی دار

غدود ہوتے ہیں اور بالوں کے لئے سوراخ ہوتے ہیں۔

(۲) حبیبی طبقہ

اس تہ کی ساخت حب (دانہ یا گولی نما) ہوتی ہے یہ حصہ دوسروں کی نسبت شفاف اور پلپلا ہوتا ہے اور جھلی کی شکل کا ہوتا ہے۔



جلد کی تراش جس میں برادمہ، ادمہ شعری کیسہ اور دیگر متعلقہ حصے دکھائے گئے۔

(۳) نمو پذیر طبقہ

جیسا کہ اس کے نام سے واضح ہے کہ اس حصہ میں شریانوں اور وریدوں کی کثرت ہوتی ہے اور اس کا رنگ بھی کسی قدر سرخی مائل ہوتا ہے جس کے تمام ٹشوز یا خلیات اس حصہ سے اپنا تغذیہ اور تصفیہ کرتے ہیں اس نسبت سے اسے نمو پذیر طبقہ کہتے ہیں اس حصہ میں اعصاب بھی موجود ہوتے ہیں جو اوپر بیان کردہ طبقوں کی اطلاعات دماغ تک لے جاتے ہیں ۔

یادداشت

جب جلد پر مسلسل رگڑ لگی رہے یا شدید کوئی گرم چیز لگ جائے تو ان شریانوں اور وریدوں سے آب خون تراوش پا کر چھالہ بن جاتا ہے جسے ہم عرف عام میں اسے جلنے کا نام دیتے ہیں

ایک سوال کیا جلد تمام بدن پر ایک جیسی ہوتی ہے؟

جواب نہیں ۔ جہاں جہاں جلد پر بیرونی اثرات زیادہ اثرانداز ہوتے ہیں وہاں کی جلد اللہ تعالیٰ نے نرم بنائی ہے مثلاً بدن کا سامنے کا حصہ بیرونی موثرات سے کم متصادم ہوتا ہے مثلاً چہرہ خصوصاً گال گلا گردن سینہ و چھاتی خصوصاً پستان ۔ اسی طرح بیرونی جنسی اعضاء کی جلد بہت پتلی اور ذکی الحس بنائی گئی

ہے اسی طرح بازوؤں اور ٹانگوں کی اندرونی جلد بیرونی حصوں کی نسبت پتلی ہوتی ہے۔

اس کے بر عکس

ہاتھوں اور پاؤں کی اندرونی جلد بہت سخت اور کم حساس بنائی گئی ہے اسی طرح کمر کے بل چونکہ انسان کو لیٹنا ہوتا ہے اور کئی کئی گھنٹے آرام کرنا ہوتا ہے اس لئے کمر کی جلد سخت اور کم حساس بنائی گئی ہے۔

چونکہ بچے ابھی نشو نما پا رہے ہوتے ہیں اس لئے ان کی جلد جوانوں سے نرم ہوتی ہے چونکہ عورتوں کی نسبت مردوں کو زیادہ کام کرنا پڑتا ہے اس لئے عورتوں کی نسبت مردوں کی جلد سخت ہوتی ہے۔

جلد کا اصل کام

قارئین ماہرین طب اور محققین نے جلد کا اصل کام صرف اور صرف لمس یعنی چھو کر نرم سخت گرم سرد اور خشک و تر وغیرہ کا پتہ لگانا بتایا ہے جو سو فیصد درست ہے۔

جلد کے احساسات کے متعلق خوفناک غلط فہمیاں

مثلاً بعض کتب میں قوت لامسہ کی تشریح کرتے ہوئے ماہیت لامسہ یعنی احساس لمس کیونکر ہوتا ہے کی ہائیڈنگ دے کر تشریح میں لکھا ہے کہ

جب کوئی چیز جلد کے ساتھ چھوتی ہے تو ان عصبی شاخوں کے ذریعے جو جلد کی چھوٹی چھوٹی باندیوں میں بطور لمس کیسوں کے ختم ہوتی ہیں اس حس کا احساس فوراً ہی دماغ تک پہنچ جاتا ہے۔

قارئین مصنف نے جلد اور اعصاب کا ذکر کر کے لمس کے فعل کو جلد کی بجائے اعصاب سے جوڑ دیا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ جلد کی بجائے اعصاب لمس کرتے ہیں۔

لیکن

یہ حقیقت ہے کیونکہ جب تک جلد کسی چیز کے ساتھ لمس یا چھوتی نہیں ہے کسی قسم کا احساس نہیں ہوتا ہاں جب لمس ہوتا ہے یا جب جلد کسی چیز کو چھو لیتی ہے تو اس کی نرمی سختی گرمی سردی اور تری خشکی وغیرہ کا پتہ لگا کر ساتھ کے اعصاب کو بتاتی ہے کہ میں نے فلاں چیز کو چھو کر فلاں احساس کیا ہے۔ مجھے اس سے نقصان ہو رہا ہے یا یہ میری ضرورت ہے دماغ کو اس سے آگاہ کر دیا جائے تاکہ حاصل یا دفع کیا جا سکے۔

لہٰذا یہاں تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ احساس جلد نے کیا ہے اس کی ضرورت یا نقصان سے بچنے کے لئے دماغ کو نزدیک کے اعصاب کے ذریعے آگاہ کیا ہے تاکہ دماغ ضروری انتظام کر دے لہٰذا لمس یا چھونے کا کام صرف اور صرف جلد ہی کا ہے۔

جلد احساس میں دھوکہ بھی کھا سکتی ہے

قارئین یہ روز کا مشاہدہ ہے کہ ایک ہی چیز کو محسوس کرنے کے لئے اگر بدن کے ایک جیسے حصوں کو گرم اور سرد کر کے ایک چیز کا احساس کرایا جائے تو دونوں متضاد بتاتے ہیں جسے ہم جلد کا دھوکہ کھانا ہی کہہ سکتے ہیں

مثلاً دائیں ہاتھ کو سرد پانی میں ڈبو دیں اور دوسرے ہاتھ کو تیز گرم پانی میں کچھ دیر ڈبو کر دونوں ہاتھوں کو عام درجہ حرارت کے پانی میں ڈبو دیں تو سرد پانی والا ہاتھ سادہ پانی کو گرم بتائے گا اور گرم پانی والا ہاتھ سادہ پانی کو سرد بتائے گا۔

جلد کا قرنی طبقہ

جیسا کہ اس کے نام سے واضح ہے یہ ہرن کے سینگ جیسا ہوتا ہے سینگ ہڈی کی ایک قسم ہوتی ہے جو الحاقی مادہ سے بنا ہوتا ہے یہ جلد کے سارے حصوں میں پایا جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ الحاقی مادہ سے بنے ہوئے بال تمام جسم پر پائے جاتے ہیں ان میں اعصاب نہیں ہوتے اسی طرح اس الحاقی طبقہ سے ناخن بنتے ہیں جو ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کے سروں پر پائے جاتے ہیں اور یہ کسی قدر سخت ہوتے ہیں اور ان میں کسی قسم کی حس نہیں پائی جاتی یہی وجہ ہے کہ بالوں اور ناخنوں کے بڑھے ہوئے حصوں کو کاٹنے سے درد نہیں ہوتا۔

بال اور ناخن ہڈیوں کا فضلہ ہیں

قارئین میری تحقیقات کے مطابق بال اور ناخن ہڈیوں کے فضلات ہیں کیونکہ تحقیقات سے پتہ چلتا ہے کہ جب بالوں کی نشو نما رک جائے یا ناخن بیٹھ جائیں یا ابھر آئیں تو کیلشیم یا فولاد کے مرکبات کھلانے سے ان کی نشو نماء میں کمی بیشی دور کی جاسکتی ہے۔

میرا ذاتی مشاہدہ ہے کہ جس مریض کے ناخن ابھر آئیں اسے فولاد کے عضلاتی مرکبات بند کر کے سلفر (غدی) مرکبات دینے پڑتے ہیں آپ کسی ٹی بی کے مریض کے ناخن دیکھیں وہ کسی قدر دوسروں کی نسبت ابھرے ہوئے ہو گئے انہیں جب تک غدی اعصابی غذا دوا سے فولاد خارج نہیں کرتے نہ ہی ٹی بی کو آرام آتا ہے اور نہ ہی ناخن اصلی حالت پر آتے ہیں لہٰذا جس مریض کا ٹی بی کا علاج ہو جائے تو اس کے ناخن بھی اعتدال پر آجائیں گے۔

ایسے مریض صفراوی ہوتے ہیں انہیں اعصابی غذا دوا اور کیلشیم کے مرکبات دینے سے پھر ناخن بھر جاتے ہیں یعنی اعتدال پر آجاتے ہیں۔

خارش پھنسیاں اور دانے پیدا ہونے کیوجہ

قارئین جیسا کہ اوپر بار بار بتایا گیا ہے کہ جلد رطوبات یا فضلات کے

داخل یا خارج کرنے والے اعضاء پر بنائی گئی ہے جو ہر وقت اندر کے فضلات خصوصاً خون کے فضلات (فاضل اجزاء) کو خارج کرتے رہتے ہیں اور باہر سے آکسیجن اور پانی کو جذب کرتے رہتے ہیں۔

بد قسمتی سے بدن کے اندر ایسے تغیرات پیدا ہو جاتے ہیں جس وجہ سے کسی مقام کی جلد کے غدد ناقلہ کے منہ بند ہو جاتے ہیں جب خون کے فضلات خارج ہونے کے لئے غدد ناقلہ کے پاس آتے ہیں تو ان کے منہ بند ہونے کی وجہ سے وہاں رکنے شروع ہو جاتے ہیں ان فضلات کے اجتماع کی وجہ سے وہاں چھوٹے چھوٹے دانے دار پھنسیاں بننی شروع ہو جاتی ہیں نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہاں کی جلد بے چین و بے قرار ہو جاتی ہے اور ان فضلات کو خارج کرنے کے لئے طبیعت خارش کی صورت میں ناخنوں کے ذریعے کھرچ کھرچ کر خارج کرنے کی کوشش کرتی ہے جس سے وقتی طور پر دانے زخمی ہو جاتے ہیں اور وہاں سے پانی یا کچ لہو یا بھاپ کی صورت میں گیس خارج ہو کر خارش کا دورہ ختم ہو جاتا ہے۔

لیکن کچھ دیر بعد نئے فضلات آکر رکنے شروع ہو جاتے ہیں جن سے پھر انہیں خارج کرنے کی ناکام کوشش خارش کی صورت میں کی جاتی ہے اس طرح یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہتا ہے جب تک جب تک نالی دار غدود کے منہ کھول نہیں دئے جاتے یا غدد جاذبہ کے ذریعے وہاں کے فضلات کو جذب کرا کر خون میں شامل نہیں کرادیا جاتا جب یہ فضلات وہاں سے جذب ہو کر خون میں چلے جاتے ہیں تو یہی فضلات برلوگردہ پیشاب کی صورت میں

خارج ہو جاتے ہیں جس سے خارش دانوں اور پھنسیوں کو مستقل آرام آجاتا ہے

قانون مفرد اعضاء کے غدی عضلاتی سے عضلاتی غدی ملینات و اکسیرات وغیرہ خارش دھدر اور چنبل کا مستقل وشافی علاج سمجھے جاتے ہیں۔

رسولی یا کینسر پیدا ہونے کی وجہ

قارئین جلدی تکالیف اور امراض میں رسولیاں بننے اور سرطان یعنی کینسر خطرناک تکالیف میں شمار کی جاتی ہیں اور ان کا علاج بھی مشکل سمجھا جاتا ہے۔

ان میں رسولیاں زیادہ خطرناک نہیں سمجھی جاتیں کیونکہ ان میں کسی قسم کا درد وغیرہ نہیں ہوتا البتہ اگر گلے یا دماغ میں رسولیاں ہو جائیں اور ان کا جلد موثر علاج نہ کیا جا سکے تو اکثر مریضوں کا گلا بند ہو کر یا دماغ کی رسولی سے فالج ہو کر موت واقع ہو جاتی ہے۔ لہٰذا قارئین کے لئے ان کی ماہیت اور حقیقت سے مکمل طور پر آگاہ ہونا بہت ضروری ہے۔

قارئین جیسا کہ آپ نے اوپر پڑھ لیا ہے کہ جلد کی بناوٹ غدد ناقلہ اور غدد جاذبہ سے مکمل ہوتی ان میں غدد ناقلہ کے منہ بند ہونے کی وجہ سے جلد پر چھوٹے چھوٹے دانے پھنسیاں اور چھالے نکل آتے ہیں۔

ان کے برعکس

اگر غدد جاذبہ کا جذب کیا ہوا مادہ خون میں شامل نہ ہو تو یہ بھی ان کے اندر رکتا رہتا ہے جس سے ان غدد کا حجم اور وزن بڑھ جاتا ہے حتیٰ کہ بعض مریضوں کے پیٹ میں پانچ سے دس کلو تک وزنی رسولی ہو جاتی ہے۔

البتہ

اگر جسم میں کوئی زہریلا مادہ جو مخرش اور سوزشناک ہو تو ایسی رسولی کے بنتے ہی اس میں درد ہونے لگتا ہے اور مسلسل بڑھتا رہتا ہے ساتھ ساتھ رسولی پتھر کی طرح سخت اور سرخ ہو جاتی ہے چونکہ اس میں زیادہ تر ترش اور تیزابی مادہ جمع ہوتا ہے اس لئے وہ رسولی کو پکنے نہیں دیتا نہ ہی اس میں پیپ پیدا ہوتی ہے لہٰذا یہ دردناک سے سوزشناک ہوتا رہتا ہے اور تحلیل نہ ہونے کی وجہ سے آرام نہیں آتا آخرکار معالج حضرات کبھی اس پر پلستر باندھتے ہیں اور بعض مجبور ہو کر چیر دیتے ہیں اور گندے مواد کو خارج کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں جس سے وہ مزید بگڑ جاتا ہے اور کبھی ڈاکٹر حضرات بجلی سے بھسم کرنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن اکثر نتیجہ صفر نکلتا ہے حتیٰ کہ مریض کی قوتیں جواب دے دیتی ہیں اور موت واقع ہو جاتی ہے۔

رسولی یا سرطان کا علاج

قارئین قانون مفرد اعضاء رسولی کا علاج غدی اعصابی غذا ودواے کر دعویٰ سے کرتا ہے لیکن کینسر میں اگر غدی عضلاتی غذا ودواسے پیپ بن جائے جسے عرف عام میں پھوڑے کا پکنا کہتے ہیں تو کینسر کو آرام آسکتا ہے لیکن اگر سرطان میں پیپ نہ بن سکے تو اس کا شفایاب ہونا مشکل ہے۔

پسینہ

قارئین بدن انسان کی صفائی خصوصاً خون کی صفائی جہاں گردوں کے ذریعے ہوتی ہے وہاں یہ کام جلد بھی کرتی ہے یعنی اس کے ذریعے بصورت پسینہ خون کے فضلات خارج ہوتے ہیں اور یہ کام جلد کے غدد ناقلہ کرتے ہیں قانون مفرد اعضاء میں ان کا مزاج غدی اعصابی تسلیم کیا جاتا ہے۔

پسینہ اور غدد ناقلہ کے افعال میں غلط فہمیاں

اکثر حکماء نے پسینہ اور غدد ناقلہ کے افعال بیان کرنے میں بہت سی غلطیاں کی ہیں جنہیں ہم ان کی غلط فہمیاں ہی کہہ سکتے ہیں۔

مثلاً شروع میں انہوں نے غدد عرقیہ کا عنوان دے کر لکھا ہے کہ اگر خوردبین سے ہتھیلی کو دیکھا جائے تو ابھاروں کے چھوٹے چھوٹے گڑھے قطاروں کی شکل میں نظر آتے ہیں یہ گڑھے دراصل پسینہ کی گلٹیاں یا سوراخ

ہوتے ہیں جو ایک طرف جلد اور دوسری طرف غدد عرقیہ سے متصل ہوتے ہیں غدد عرقیہ ایک چھوٹی سی نالی سے پیدا ہوتا ہے جو پیچ دار ہو کر گرہ کی صورت میں تبدیل ہو جاتی ہے اور نامعلوم صورت میں ختم ہو جاتی ہے۔

ہتھیلی میں اندازہ لگایا گیا ہے کہ ایک انچ مربعہ میں تین ہزار ہوتی ہیں اس کے بعد آگے چل کر سرخی لگائی گئی ہے کہ اعصاب عرقیہ۔

اگر غدد عرقیہ ہوتے ہیں تو اعصاب عرقیہ بھی ہوتے ہیں جن کی علم و حکمت میں سوائے احساس کے کچھ بھی حقیقت نہیں ہے۔

یادداشت

قارئین اگر ہم غدد ناقلہ اور اعصاب کی بناوٹ پر غور کریں تو معلوم ہوگا کہ اعصاب کی بناوٹ تو تاروں کی شکل میں ہوتی ہے اور غدد ناقلہ کی بناوٹ نالیوں کی شکل میں ہوتی ہے اسی لئے انہیں نالی دار غدود بھی کہتے ہیں ان نالیوں میں سے ہی رطوبات کا اخراج ہو سکتا ہے جب کہ اعصاب میں سے تو برقی رو ہی ہی گذر سکتی ہے۔ لہٰذا ہم یہاں اعصاب عرقیہ کسی صورت میں تسلیم نہیں کر سکتے بلکہ غدد ناقلہ ہی کو غدد عرقیہ کہہ سکتے ہیں۔

کیا پسینہ ہر انسان حیوان کو آتا ہے

نہیں۔ پسینہ سب کو یکساں نہیں آتا اور نہ ہی تمام حیوانوں کو پورے

بدن پر پسینہ آتا ہے۔

قارئین اگر چہ انسان بھی حیوان ہے اور حیوان ناطق ہے لیکن یہ دوسرے حیوانات سے ہر لحاظ سے افضل واعلیٰ ہے۔

یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ انسان میں ہر حیوان کی صفات پائی جاتی ہیں مثلاً اگر شیر گوشت خور حیوان ہے اور گائے بھیڑ بکری گوشت خور نہیں ہے لیکن سبزی خور ہیں۔ انسان گوشت خور بھی ہے اور سبزی خور بھی ہے اسی طرح اگر خشک میوے ملیں تو وہ بھی کھالیتا ہے یعنی اسے کھانے کو جو ملے اس سے اپنی بھوک مٹالیتا ہے اس صفت کی وجہ سے انسان کو ہمہ خور کہا جاتا ہے۔

اسی طرح بعض حیوانات کو پسینہ صرف پاؤں پر آتا ہے باقی جسم پر نہیں آتا بعض کو کسی اور جگہ پسینہ نہیں آتا مثلاً کتا ہر فاضل رطوبات کو جو جلد کے ذریعے نکلنی تھیں انہیں منہ کھول جلد جلد سانس لے کر نکالتا ہے جبکہ انسان کو تمام جسم پر پسینہ آتا ہے۔



قانون مفرد اعضاء کے طبّی مشورے

ایسی بے نظیر علمی و فنی کتاب جس میں قانون مفرد اعضاء کے انقلابی طریقہ (علاج بالغذا) کے تحت دو حاضرہ کے پیچیدہ اور لا علاج امراض کا علاج نہائت آسان انداز میں تحریر کیا گیا ہے جس کی مدد سے قانون مفرد اعضاء کا عام معالج بھی ہر مرض کا کامیاب علاج کر سکتا ہے۔

مصنفہ و مرتبہ

زبدۃ الحکماء الحاج حکیم محمد یٰسین دنیاپوری

شاگرد رشید حکیم انقلاب المعالج دوست محمد صابر ملتانیؒ